مشاہیر دارالعلوم، حکماء، شعراء اور ۷۰ دانشورانِ دیوبند کی مختصر سوانح، علمی کارنامے، نمونۂ کلام، مع اضافات سو سالہ خاندانی علمی تاریخ، سوانح مصنف، نایاب تحریرات حکیم الاسلامؒ و مکتوبات مشاہیر عالمِ اسلام۔

مصنف

مولانا خورشید حسن قاسمی

رفیق دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

پیش کش

آصف حسن قاسمی

مکتبہ تفسیر القرآن جامع مسجد دیوبند
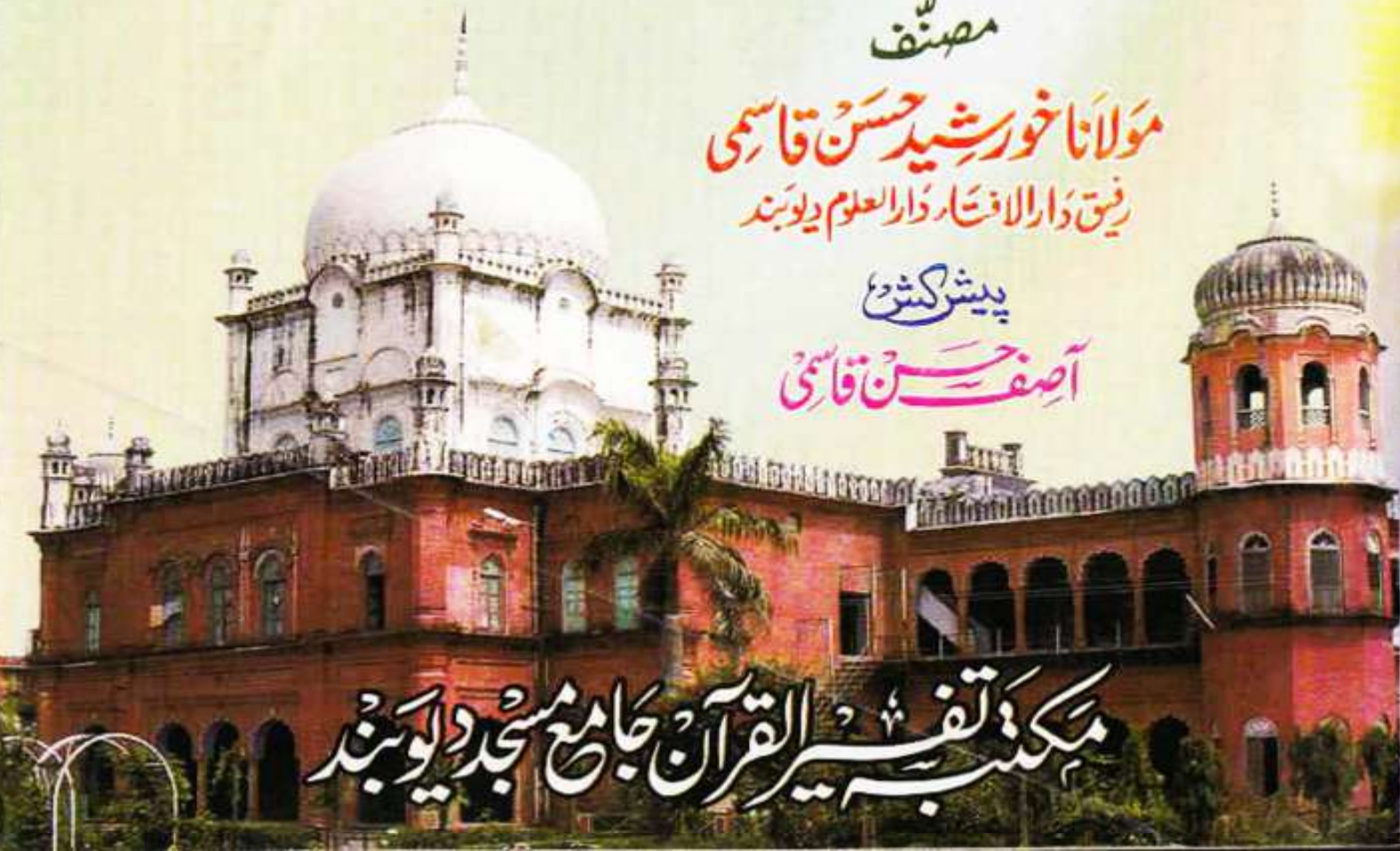
انتساب

والدِ ماجد خلیفۂ حکیم الامت حضرت مولانا سیّد حسن صاحبؒ

سابق استاذ حدیث تفسیر دار العلوم دیوبند

کے نام

جن کی دعاؤں اور فیض توجہ کے طفیل زیرِ نظر کتاب پیش کرنے کی

توفیق حاصل ہوئی۔

(قاسمی)

فہرست عنوانات

صفحہ	عنوان
۷	رائے گرامی حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری
۸	تقریظ حضرت مولانا مفتی کفیل الرحمٰن نشاط صاحب
۹	پیش لفظ
۱۰	حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحبؒ
۱۱	عارف باللہ حضرت مولانا محمد یٰسین صاحبؒ
۱۳	حضرت مولانا سید اصغر حسین میاں صاحب نوراللہ مرقدہ
۱۹	حضرت مولانا فضل الرحمٰن عثمانی صاحب دیوبندی نوراللہ مرقدہ
۱۹	حضرت مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی دیوبندی نوراللہ مرقدہ
۲۱	مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی صاحب نوراللہ مرقدہ
۲۳	حافظ حدیث حضرت علامہ انور شاہ کشمیری صاحب نوراللہ مرقدہ
۲۵	شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی صاحبؒ
۲۶	مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نوراللہ مرقدہ
۳۲	جد المکرم عارف باللہ حضرت مولانا نبیہ حسن صاحب نوراللہ مرقدہ
۳۳	مفسر القرآن حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی صاحب نوراللہ مرقدہ
۳۵	مولانا مفتی سید مہدی حسن صاحب نوراللہ مرقدہ شاہجہاں پوری
۳۷	استاذ الاساتذہ حضرت مولانا علامہ محمد ابراہیم بلیاویؒ

عنوان	صفحہ
حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب نور اللہ مرقدہ	۳۹
حضرت فقیہ الامت مولانا مفتی محمود حسن صاحبؒ گنگوہی	۴۱
فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب قدس اللہ سرہ	۴۶
مفکر ملت حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی صاحب نور اللہ مرقدہ	۵۳
استاذ العلماء حضرت مولانا سید اختر حسین میاں صاحبؒ	۵۵
حضرت حاجی سید محمد بلال صاحبؒ بن حضرت میاں صاحبؒ	۵۷
والد ماجد حضرت مولانا سید حسن صاحب (خلیفہ حضرت حکیم الامتؒ)	۶۰
حضرت مولانا مفتی قاضی محمد مسعود صاحب نور اللہ مرقدہ	۶۵
جناب مولانا حامد الانصاری غازی صاحب نور اللہ مرقدہ	۶۶
استاذ المکرمؒ حضرت مولانا مفتی سید احمد علی سعید صاحبؒ نگینوی	۶۷
استاذ الاساتذہ حضرت مولانا ظہور الحسن صاحب دیوبندیؒ والد ماجد حضرت مولانا خورشید عالم صاحب دامت برکاتہم	۶۹
حضرت مولانا مفتی سید محمد میاں صاحب نور اللہ مرقدہ	۷۰
حضرت مولانا بشیر احمد خان صاحب بلند شہری ثم دیوبندیؒ	۷۱
حضرت مولانا معراج الحق صاحب نور اللہ مرقدہ	۷۳
شیخ الحدیث حضرت مولانا شریف الحسن صاحب دیوبندیؒ	۷۴
حضرت علامہ مولانا محمد حسین صاحب بہاری نور اللہ مرقدہ	۷۵
حضرت مولانا شیخ عبد الحق صاحب عثمانی مدنیؒ	۷۶
حضرت مولانا عبد الاحد صاحب دیوبندی نور اللہ مرقدہ	۷۷
استاذ المکرم حضرت مولانا سید فخر الحسن صاحب نور اللہ مرقدہ	۷۹

صفحہ	عنوان
۸۰	○ حضرت مولانا زبیر احمد صاحب نوراللہ مرقدہ
۸۱	○ جناب مولانا محمد نعیم احمد دیوبندی نوراللہ مرقدہ
۸۳	○ حضرت مولانا محمد عثمان صاحب نوراللہ مرقدہ
۸۷	○ استاذ المکرم حضرت مولانا وحید الزماں صاحب کیرانوی نوراللہ مرقدہ
۹۰	○ عم المکرم حضرت مولانا حامد حسن صاحب دیوبندی نوراللہ مرقدہ
۹۱	○ حضرت شیخ مولانا عبدالشکور دیوبندی مہاجر مدنی نوراللہ مرقدہ
۹۲	○ حضرت مولانا قاری جلیل الرحمن عثمانی صاحب نوراللہ مرقدہ
۹۴	○ حضرت مولانا شاہد حسن قاسمیؒ
۹۸	○ حضرت مولانا مفتی محمد تقی صدیقی صاحبؒ دیوبندی
	○ حضرت مولانا قاری محمد عتیق احمد صاحب نوراللہ مرقدہ
۱۰۰	○ حضرت مولانا محمد اشتیاق حسین صاحب دیوبندیؒ
۱۰۲	○ حضرت مولانا محبوب الٰہی صاحب دیوبندی نوراللہ مرقدہ
۱۰۳	○ حضرت مولانا محمد عقیل صاحبؒ
۱۰۵	○ حضرت مولانا مطیع الحق صاحب دیوبندیؒ
۱۰۶	○ جناب مولانا مفتی محمد واصف عثمانی صاحب دیوبندیؒ
۱۰۸	○ جناب مولانا متین خطیب صاحب دیوبندیؒ
۱۰۹	○ جناب مولانا محمد عثمان کاشف الہاشمیؒ
۱۱۰	○ جناب مولانا محمد رحم الٰہی صاحب دیوبندیؒ
۱۱۱	○ جناب مولانا راشد حسن صاحب عثمانی دیوبندیؒ

عنوان	صفحہ

دیوبند کے چند ممتاز حکماء، دانشور، شعراء وصحافی حضرات

- حضرت مولانا سید حکیم محفوظ علی صاحبؒ ۱۱۳
- مولانا الحاج حکیم محمد عمر صاحبؒ ۱۱۴
- جناب مولانا حکیم محمد منعم صاحبؒ ۱۱۶
- حضرت مولانا حکیم عبدالقدوس صاحب دیوبندیؒ مہاجر مدنی ۱۱۷
- شاعر انقلاب علامہ انور صابری صاحبؒ ۱۱۹
- مولانا سید ازہر شاہ قیصر صاحبؒ ۱۲۲
- مولانا عامر عثمانی دیوبندیؒ ۱۲۴
- مولوی سید محبوب رضوی صاحب دیوبندی نوراللہ مرقدہ ۱۲۶
- جناب جمیل مہدی صاحب مرحوم ایڈیٹر عزائم لکھنؤ ۱۲۸
- جناب سید محتشم صاحب وسید محمد محترم صاحب دیوبندیؒ ۱۲۹
- جناب کلیم عثمانی دیوبندیؒ ۱۳۰
- مولانا محمد ذکی کیفی صاحبؒ ۱۳۲
- **الحاج مولانا محمد رضی عثمانی صاحبؒ** ۱۳۴

ماہر قرآنی عملیات۔ جناب حافظ عبدالکریم عثمانی عرف حافظ پیارے صاحبؒ ۱۳۵ ۱۳۶

دیوبند کے قدیم گھرانہ کی علمی تاریخ مع خاندانی حالات۔ خورشید حسن قاسمی ۱۳۶ ۱۳۷

تعزیتی مکتوبات گرامی مشاہیر عالم اسلام از ۱۷۱ تا ۱۷۶ ۱۴۲

تقریظ

حضرت مولانا مفتی سعید احمد پالن پوری دامت برکاتہم

مدرس دار العلوم دیوبند

قل الحمد لله وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد:

سورۃ النمل کی مذکورہ آیت ۵۹ میں جن منتخب بندوں کا ذکر ہے وہ عام ہے۔ جس کو بھی کوئی دینی کمال مبداء فیاض نے عطا فرمایا ہے وہ اس آیت کریمہ میں شامل ہے۔ ان کے لئے سلامتی ہی سلامتی ہے۔ دنیا میں بھی وہ نیک نام ہیں اور آخرت میں بھی ان کے لئے مراتب عالیہ ہیں۔

ایسی برگزیدہ ہستیوں کو یاد رکھنا، ان کے احوال سے واقف ہونا، ان کی زندگیوں سے روشنی حاصل کرنا اور ان کو اسوہ بنانا نئی نسل کی سرخ روئی کے لئے ضروری ہے۔ گذشتہ لوگوں کے حالات میں بڑی عبرتیں ہوتی ہیں۔ ان سے دامن بھرنا سعادت ہے۔

مگر جس طرح عجم نے اپنے انساب بھلا دیے ہیں، اپنی شخصیات کو بھی گم کر دیا ہے، عربوں میں ہمیشہ اس کا رواج رہا ہے۔ ابتائی عصر کے احوال منضبط کئے گئے۔ مگر ہمارے اس برصغیر میں ایک نزہۃ الخواطر کو مستثنیٰ کر کے کوئی جامع قابل ذکر تذکرہ موجود نہیں ہے۔ یہ بڑی کمی ہے۔

اب برادر مکرم جناب مولانا خورشید حسن صاحب قاسمی یہ سلسلہ شروع کر رہے ہیں۔ "دارالعلوم دیوبند اور دیوبند کی نامور شخصیات کا تذکرہ" نامی کتاب پیش نظر ہے اس کو میں نے جستہ جستہ دیکھا ہے۔ کچھ تو معروف شخصیات ہیں، جن سے عام لوگ بھی واقف ہیں، مگر اس میں کچھ ایسی غیر معروف شخصیات کا تذکرہ بھی ہے، جن سے خواص بھی کم واقف ہیں۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کو کامیاب بنائیں اور تاریخ کے گم شدہ ہیروں کو منظر عام پر لانے کی مصنف کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سعید احمد عفی عنہ پالن پوری

خادم دار العلوم دیوبند

۷ رجمادی الثانی ۱۴۲۴ھ

تقریظ

حضرت مولانا مفتی کفیل الرحمٰن نشاطؔ صاحب

کسی بھی عظیم شخصیت کی عظمت کے تعارف اور اس کے کارناموں سے نئی نسل کو آگاہ کرانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کے عظیم کارناموں اور شخصیت کا تذکرہ مختلف طریقوں سے ہوتا رہے تاکہ بعد کی نسل میں اس کے نقشِ قدم پر چلنے کا جذبہ بیدار ہو اور اس کی بڑائی کا نقش بھی دلوں میں جاگزیں رہے۔

دیوبند کی زرخیز مین میں کتنی ہی نادر روزگار شخصیتیں ہیں مگر بے توجہی کے باعث آج گمنامی کے پردے میں چھپ گئیں۔

زیرِ نظر کتاب میں مؤلف نے ایسی بہت سے شخصیات کا تعارف کرایا اور ان کی عظیم خدمات سے آگاہ کرایا ہے بلاشبہ ان کی قابلِ تحسین خدمت اور لائق تقلید سعی ہے۔ امید ہے کہ موصوف سلمہ کی یہ کوشش عموماً پسند کی جائے گی اور ہر حلقہ میں اس کی پذیرائی ہوگی۔ دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کی خدمت کو قبول فرمائے اور اس کے فیض کو عام کرائے۔ آمین

کفیل الرحمٰن نشاطؔ

پیش لفظ

خدا کا شکر و احسان ہے کہ طویل کوشش کے بعد کتاب دارالعلوم اور دیوبند کی تاریخی شخصیات نظرِ عام پر آ گئی، یہ کتاب دراصل ان اکابر اساتذہ دارالعلوم اور دانشورانِ دیوبند کے حالات زندگی پر مشتمل ہے کہ جن کی اپنے اپنے زمانہ میں تدریسی، تصنیفی، ادبی، صحافتی اور لافانی علمی خدمات رہی ہیں۔

زیرِ نظر کتاب درحقیقت راقم الحروف کے ان مضامین کا مجموعہ ہے جو کہ مختلف مواقع پر تحریر کیے گئے اور جو کہ ماہنامہ البلاغ کراچی، نداء شاہی مرادآباد، ماہنامہ برہان دہلی، ماہنامہ دارالعلوم دیوبند اور دیوبند ٹائمز وغیرہ میں شائع ہوئے اگرچہ ان میں اکثر مضامین غیر شائع شدہ بھی ہیں۔ کتاب کی ترتیب میں جو امور پیش نظر رکھے گئے ہیں ان کی تفصیل یہ ہے:

(۱) زیادہ تر ایسے اکابر اساتذہ کرام کے حالات مبارکہ جمع کیے گئے ہیں جن کے حالات یا تو تا حال شائع نہ ہو سکے تھے یا شائع ہو کر گمنام و نایاب ہو گئے تھے۔

(۲) شروع میں اکابر مفتیان و منتخب اساتذہ دارالعلوم کے حالات اور بعد کے حصہ میں دیوبند کے ماہر حکماء و دانشوران اور چند ممتاز صحافیوں اور بعض اہم شعراء دیوبند کے حالات مع نمونہ پیش کیے گئے ہیں۔

(۳) کتاب کا آغاز حضرت شیخ الہندؒ کے بعد احقر کے والد ماجد کے حقیقی نانا، حضرت مولانا محمد یٰسین صاحب دیوبندیؒ جو کہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے والد ماجد اور حضرت گنگوہیؒ کے خلفاء میں سے ہونے کے علاوہ دارالعلوم دیوبند کے تقریباً ہم عمر ہیں، ان کے مبارک تذکرے سے کیا گیا۔ یہ مضمون حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب کا تحریر فرمودہ ہے جو کہ البلاغ کراچی مفتی اعظم نمبر سے منقول ہے۔

(۴) کتاب کا موضوع طویل ہے اس لئے فی الحال جن حضرات کے حالات دستیاب ہو گئے ہیں وہ شامل اشاعت کر دئے گئے باقی بہت سے حضرات کے حالات زندگی کی اشاعت ابھی باقی ہے جس کی انشاء اللہ آئندہ مرحلہ میں اشاعت کی کوشش کی جائے گی۔ بہر حال کتاب کی ترتیب میں اگرچہ کافی احتیاط سے کام لیا گیا ہے لیکن بھول چوک پھر بھی ممکن ہے۔

خداوند قدوس اس خدمت کو قبول فرمائے اور نافع بنائے۔ آمین

خورشید حسن قاسمی بن حضرت مولانا سید حسن صاحبؒ استاذ دارالعلوم دیوبند

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحبؒ

اسم گرامی محمود حسن والد ماجد کا اسم گرامی حضرت مولانا ذوالفقار علی صاحبؒ ہے. آبائی مکان دیو بند ہے. ولادت مبارکہ ۱۲۶۸ھ ہے. ابتدائی تعلیم حضرت میاں جی منگلوریؒ اور حضرت میاں جی عبداللطیف صاحبؒ سے حاصل فرمائی اور فارسی کی کتب حضرت مولانا مہتاب علی صاحب دیو بندی جو کہ حضرت کے چچا تھے ان سے پڑھیں.

اور آپؒ نے عربی اور متوسط درجہ کی کتب حضرت ملا محمد محمود صاحب جو کہ (دارالعلوم کے سب سے پہلے استاذ ہیں) ان سے اور حضرت شیخ مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتویؒ اور دورۂ حدیث کی کتب حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سے پڑھیں.

حضرت شیخ الہندؒ، حضرت نانوتویؒ کے ان تلامذہ میں سے ہیں کہ جن کو سب سے زیادہ اپنے استاذ محترم سے اکتساب فیض کا موقعہ حاصل ہوا. چنانچہ حضرت الاستاذؒ کی دعاؤں اور فیض توجہ سے آپ کو مادرِ علمی دارالعلوم دیو بند میں تدریس کے منصب پر فائز فرمایا گیا. ابتداء میں متوسط درجہ کی کتب آپ سے متعلق رہیں اور ۱۳۰۸ھ میں آپ کو شیخ الحدیث کے منصب پر فائز فرمایا گیا، حضرت علامہ کشمیریؒ، علامہ عثمانیؒ، حضرت شیخ مدنیؒ جیسے اکابر آپ کے ممتاز تلامذہ میں سے ہیں.

آپؒ کا ترجمۂ قرآن ہزاروں کی تعداد میں شائع ہو کر مقبول عام ہو چکا ہے. آپ کی مشہور تصانیف میں سے اولہ کاملہ ایضاح الادلہ، احسن القریٰ حاشیہ مختصر المعانی، الابواب و التراجم، تقریر ترمذی عربی وغیرہ ہیں. اس کے علاوہ آپ کے یادگار کارناموں میں ریشمی رومال کی تحریک ہے. حضرت کی وفات ۱۳۳۹ھ میں ہوئی. مزید تفصیلی حالات کیلئے حیات حضرت شیخ الہندؒ تحریک ریشمی رومال، شیخ الہند حیات اور کارنامے از مولانا اسیر ادروی ملاحظہ فرمائے.

ضروری اعلان: کوشش کے باوجود زیر نظر تصنیف میں مختلف اعذار کی بناء پر بہت سے اکابر و مشاہیر دیو بند کے حالات پیش نہ کیئے جا سکے اس سلسلہ میں کام جاری ہے. انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں بہت سے حضرات کے حالات پیش کرنے کی کوشش کی جائیگی.

(دارالعلوم کے ہم عمر)

عارف باللہ حضرت مولانا محمد یٰسین صاحبؒ

والد ماجد حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ وخلیفہ حضرت گنگوہیؒ

آپ کا آبائی وطن دیو بند ہے. ولادت مبارکہ ۱۲۸۲ھ ہے تاریخی نام افتخار ہے. واضح رہے، دارالعلوم دیو بند کا قیام ۱۲۸۳ھ میں ہوا. اس طرح آپؒ دارالعلوم کے تقریباً ہم عمر ہیں اور آپؒ کو دارالعلوم کا وہ زمانہ نصیب ہوا جو کہ ہر ایک اعتبار سے خیر القرون تھا. حضرتؒ نے فارسی ادب کی تعلیم مولانا منفعت علیؒ استاذ دارالعلوم دیو بند سے حاصل فرمائی جو کہ مرزا غالبؒ کے شاگرد تھے اور درس نظامی کی تکمیل حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتویؒ، حضرت ملا محمود صاحبؒ، مولانا سید احمد صاحب دہلویؒ اور حضرت شیخ الہندؒ سے فرمائی.

آپؒ حضرتؒ قطب زماں حضرت گنگوہیؒ کے ممتاز متوسلین میں سے ہیں. حضرت گنگوہیؒ سے آپ کو خاص محبت اور عقیدت تھی اور حضرت گنگوہیؒ کو بھی حضرتؒ سے بیحد محبت تھی. جیسا کہ حضرت گنگوہیؒ کے منسلکہ مکتوب کی فوٹو کاپی سے واضح ہے. حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب میاں، حضرت علامہ عثمانی صاحبؒ وغیرہ اور اہل حدیث کے مشہور عالم دین، مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ بھی حضرت مولانا محمد یاسین صاحبؒ کے خاص شاگردوں میں سے ہیں. حضرت، کے دو صاحبزادے تھے. مفتی محمد شفیع اور محمد رفیع. آخرالذکر فرزند کا انتقال حضرت کی زندگی میں، بہت کم عمری ہی میں ہوگیا تھا. آپؒ فارسی زبان کے ماہر تسلیم کیئے جاتے تھے. فارسی زبان میں آپ کی تصانیف مندرجہ ذیل ہیں. مفید نامہ جدید صفوۃ المصادر جدید، رسالہ نادر انشاء فارغ. یہ کتب تمام مدارس میں داخل ہیں. مزید تفصیلی حالات کیلئے میرے والد ماجد حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ ملاحظہ فرمائیں. اس رسالہ میں حضرتؒ کے خاص نقوش اور عملیات بھی مذکور ہیں. یہ مضمون مفتی اعظم نمبر سے خلاصہ کیا گیا ہے.

عارف باللہ ولیٔ کامل

حضرت مولانا سید اصغر حسین میاں صاحب نور اللہ مرقدہ

محدث دار العلوم دیوبند

قدوۃ العلماء زبدۃ العارفین خزینۂ علم و عمل مجسمہ زہد تقویٰ محدث اعظم حضرت مولانا سید اصغر حسین میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی عرب و عجم اور یورپ و ایشیا میں اسی طرح جانی پہچانی ہوئی ہے جس طرح دن چڑھے کا سورج۔

حضرت میاں صاحبؒ اس خاندان کے چشم و چراغ تھے جن کے تمام آباؤ اجداد سلسلہ درسلسلہ صاحب کشف و کرامات بزرگ ہوتے چلے آئے ہیں آپ سیدنا عبد القادر جیلانیؒ کے خاندان اور ان کی پسری اولاد سے ہیں۔ آپ حسنی اور حسینی سید تھے آپ کے چہرے سے انوار سیادت ٹپکتے تھے آپ مادر زاد ولی تھے حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ سے آپ کے بارے میں استفسار کیا تو حضرت تھانویؒ نے ارشاد فرمایا کتابیں تو ہم نے میاں صاحب سے زیادہ پڑھی اور لکھی ہوں گی لیکن بزرگی میں ہم ان کی جوتیوں کی خاک تک نہیں پہنچ سکتے۔ وہ اولیاء اللہ کے ایسے خاندان سے ہیں کہ اس خاندان میں ہمیشہ ولی اللہ پیدا ہوتے رہے ہیں،

اور میاں صاحب مادرزاد ولی ہیں ان کی برابری کون کرسکتا ہے۔

حضرت میاں صاحبؒ ۸ شوال ۱۲۹۴ھ بروز شنبہ بعد عشاء مطابق ۱۶ اکتوبر ۱۸۷۷ء کو عالم ظہور میں آئے آپ کا تاریخی نام مختار احمد عرفی نام میم شاہ اصل نام سید اصغر حسین اور نانا صاحب سید محمد عبداللہ شاہ عرف میاں جی منا شاہ صاحبؒ (مؤسس دارالعلوم دیوبند) کا تجویز کردہ نام فرخ سیر ہے آپ کے والد ماجد کا نام سید محمد حسن شاہ صاحب ہے جو دیوبند کے فارسی کے ماہر عالم تھے۔

حضرت میاں صاحب کی بسم اللہ آپ کے نانا میاں جی منا شاہ صاحب نے کرائی قرآن کریم میاں جی صاحب نے پڑھایا اردو فارسی کی تعلیم آپ نے اپنے والد صاحب سے حاصل کی پھر دارالعلوم میں داخل ہوکر فارسی کی تکمیل مولانا محمد یسین صاحب (والد ماجد مفتی شفیع صاحبؒ)

اور مولانا منظور احمد صاحبؒ سے کی۔ ۱۳۱۰ھ میں فارسی سے فراغت کے بعد شعبۂ عربی میں داخل ہوئے اور تکمیل درس نظامی کی آپ کے مشہور اساتذہ میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسنؒ دیوبندی حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی نقشبندیؒ حضرت مولانا حافظ محمد احمد قاسمیؒ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی وغیرہم ہیں، ۱۳۲۰ھ میں علوم عربیہ کی تکمیل سے فارغ ہوکر آپ دارالعلوم دیوبند میں ایک سال چند ماہ تک دفتری کام کرتے رہے اس کے بعد ۱۳۲۱ھ میں آپ کو جونپور مدرسہ مسجد اٹالہ میں صدر مدرس بنا کر بھیج دیا گیا وہاں ۱۳۲۷ھ تک برابر دینی تدریسی خدمات انجام دیتے رہے پھر ۱۳۲۷ھ میں حضرت

شیخ الہند کی طلبی پر دوبارہ دارالعلوم دیوبند تشریف لے آئے اور درس و تدریس کے ساتھ ماہنامہ القاسم کی ایڈیٹری بھی فرماتے رہے اسباق میں پابندی اوقات آپ کی بلند پایہ خصوصیات میں سے ہے چنانچہ ۱۳۵۴ھ میں آپ کی جوان العمر صاحبزادی کا انتقال ہوا اور آپ نے نہایت صبر و شکر کے ساتھ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھا اور نماز فجر پڑھ کر تجہیز و تکفین کا کام اپنے صاحبزادوں کے سپرد کر کے سبق پڑھانے کے لئے مدرسہ تشریف لائے اور حسب دستور وقت مقررہ تک سبق پڑھایا اور سبق کے بعد طلبار سے مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کرائی جنازہ تیار ہونے پر شریک جنازہ ہو گئے جنازہ کی نماز حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے پڑھوائی۔

آپ بیعت حضرت شاہ عبداللہ عرف میاں جی مناشاہ صاحبؒ سے ہیں جو آپ کے مربی ہیں اور آپ کے والد حضرت شاہ محمد حسن میاں صاحب کے حقیقی ماموں ہیں جو بڑے مستجاب الدعوات کاملین میں سے تھے، حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت دارالعلوم دیوبند کی بنیاد میں پہلی اینٹ یعنی سنگ بنیاد رکھنے کا مسئلہ آیا تو حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ نانوتویؒ نے ارشاد فرمایا کہ پہلی اینٹ وہ رکھے گا جس کے دل میں کبھی گناہ صغیرہ کا ارادہ نہ ہوا ہو اور فوراً ہی حضرت میاں جی مناشاہؒ کا نام پیش کر دیا جس کو سب ہی حضرات نے پسند کیا اور دارالعلوم

جیسی مقدس عمارت کے سنگ بنیاد کی پہلی اینٹ آپ ہی کے دست مبارک سے رکھوائی گئی جس کے آثار قبولیت ظاہر ہیں۔ ارواح ثلثہ ص۲۳ ارشادات حکیم الاسلام ص۴۳، اکابر علماء دیوبند ص۱۱۲۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ فرمایا کرتے تھے میاں جی صاحب سے گناہ تو در کنار مدۃ العمر کبھی گناہ کا وسوسہ تک بھی دل میں نہیں گذرا۔ بہرحال حضرت مولانا سید اصغر حسین میاں صاحب نے سلوک کے منازل ان ہی بزرگ کی صحبت میں رہ کر طے کئے ہیں اجازت بیعت وخلافت حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے بھی ہے جس کو حضرت منا شاہ ؒ نے حضرت حاجی صاحبؒ کہہ کر حاصل کیا تھا پھر ۱۳۱۰ھ میں حضرت منا شاہ صاحبؒ نے اپنے وصال سے ایک دن قبل آپ کو اجازت بیعت وخلافت عطا فرمائی۔

حضرت مولانا سید اصغر حسین میاں صاحبؒ نے تین حج کیے لیکن اس شان سے کہ اپنی آمد اور روانگی صیغہ راز میں رکھتے تھے پہلا حج حاجی امداد اللہ صاحب کے قیام کے زمانہ میں ادا کیا اور بہت دن حاجی صاحبؒ کی صحبت میں رہ کر گذارے دوسرا حج ۱۳۴۵ھ میں اور تیسرا ۱۳۵۰ھ میں ادا کیا۔

آپ کی تصانیف میں فتاوی محمدی، فقہ حدیث، اذان واقامت حیات خضرؑ۔ مولوی معنوی سوانح مولانا رومؒ، سوانح امام ابو حنیفہؒ۔ دست غیب، گلزار سنت، نیک بیویاں، حیات شیخ الہند۔ مفید الوارثین، میراث المسلمین، علم الاولین، سراجی پر حاشیہ۔ الورد الشذی شرح جامع ترمذی، ہدایۃ متقین، ارشاد النبی، افعال النبی۔ خواب

شیریں تعبیر نامہ خواب ۔ ناقابل اعتبار روایات وغیرہ آپ کا علمی شاہکار ہیں۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحبؒ جو حضرت میاں صاحب کے لقب سے مشہور تھے دارالعلوم دیوبند میں درجۂ علیا کے استاذ تھے ان سے ابوداؤد شریف پڑھنے والے برصغیر میں ہزاروں علماء ہونگے علوم قرآن کے بہت بڑے ماہر اور بہت عظیم محدث جملہ علوم وفنون کے بہت بڑے محقق مگر بہت کم گو حدیث کے درس میں نہایت مختصر مگر جامع تقریر ایسی ہوتی تھی کہ حدیث کا مفہوم دل میں اتر جائے اور شبہات خود بخود کافور ہو جائیں بہرحال اپنے وقت کے عظیم محدث مفسر، فقیہ اور عارف کامل صاحب کشف وکرامات شیخ کامل تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ایک سنت کے عامل تھے سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بہت اہتمام کرتے تھے جب آپ نے گلزار سنت لکھی تو حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بے حد پسند فرمائی اور اپنے مریدین سے فرماتے کہ گلزار سنت کو پڑھو اور اس پر عمل کرو۔ آپ نے تمام زندگی درس وتدریس اور تبلیغ واصلاح میں گذاری آپ کے مریدین کی تعداد تو ہزاروں ہیں جب کہ آپ مرید بہت کم کرتے تھے لیکن یہ بات مشہور ہے کہ انسانوں سے زیادہ آپ سے جنات مرید ہیں آپ بہت بڑے عامل بھی تھے تعویذ لینے والوں اور دعا کیلئے آنیوالوں کیلئے عصر کے بعد کا وقت مقرر تھا ہزاروں دیوبند اور باہر سے آنے والے عصر کے بعد جمع ہو جاتے تھے بہت سے لوگ طلباء

علماء صرف زیارت اور ملاقات کیلئے حاضر ہوتے تھے غرض علم سے عمل سے دعا سے ہر طرح سے منبع فیوض برکات تھے۔

آپ کا سفر گجرات کا بہت ہوتا تھا اور زیادہ گجرات سے تعلق تھا رمضان المبارک زیادہ تر راندیر ضلع سورت میں گذارتے تھے

طبیعت علیل تھی اس سال راندیر میں زیادہ قیام فرمایا، ۲۲ محرم بروز پیر اپنے مخصوص حضرات کو بعد نماز فجر بلایا اور یہ وصیت فرمائی کہ دنیا سے سب کو جانا ہے اگر میرا انتقال ہو جائے تو کچھ انتظار کی ضرورت نہیں فوراً غسل دے کر کفن میرے ساتھ ہے اس کو پہنا کر نماز پڑھ کر عام قبرستان میں دفن کر دینا نماز جنازہ حافظ محمد صالح صاحب (جو وہاں کے ایک بزرگ تھے) پڑھادیں گے۔ اسی روز ایک بجے آپ نے فرمایا اب ہم جاتے ہیں اور کلمہ طیب پڑھا اور اس دار فانی سے رخصت ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

دوشنبہ ۲۲ محرم الحرام ۱۳۶۴ھ مطابق ۸ جنوری ۱۹۴۵ء کو وصال فرمایا۔ آپ کے بہت سے خلفاء بھی بنگال، پنجاب، گجرات، یوپی وغیرہ میں تھے اکثر وفات پا چکے لیکن سلسلہ فیوض برکات اصلاح تبلیغ کا بفضل تعالیٰ جاری ہے۔

آپ کے خلفاء میں صرف آپ کے خادم خاص آپ کے بڑے پوتے جو آپ کے جانشین ہیں مولانا سید جلیل حسین میاں صاحب بحالت پیری بفضل تعالیٰ موجود ہیں۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی نبی الکریم وآلہ واصحابہ اجمعین۔

حضرت مولانا فضل الرحمٰن عثمانی صاحب دیوبندی نور اللہ مرقدہ

ابتدائی تعلیم مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند میں حاصل فرمائی اور پھر دہلی تشریف لے گئے، جہاں پر حضرت مولانا مملوک علی صاحبؒ سے شرف تلمذ حاصل ہوا، حضرت مولانا فضل الرحمٰن عثمانی صاحبؒ دارالعلوم دیوبند کے سب سے پہلی مجلس شوریٰ کے رکن رہے، اور بانی دارالعلوم حضرت حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس اللہ سرہ العزیز کے معاصرین اور معتمد خصوصی تھے۔ عربی کتب کی تدریس کے علاوہ فارسی ادب اور زبان فارسی میں مہارت کاملہ کے ساتھ ساتھ عربی اور فارسی اشعار پر خاص قدرت حاصل تھی، قدیم دور میں شائع ہونے والے دو تنظیم ماہنامے ماہنامہ القاسم اور ماہنامہ الرشید دیوبند میں آپؒ کے فارسی اشعار و قصائد شائع شدہ لائق دید ہیں۔ آپؒ کے تین صاحب زادے نامور اور مشاہیر علماء کرام میں سے ہیں۔

(۱) حضرت مولانا عزیز الرحمٰن عثمانی صاحبؒ مفتی اول دارالعلوم دیوبند

(۲) حضرت مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی صاحبؒ مہتمم خامس دارالعلوم دیوبند

(۳) حضرت مولانا علامہ شبیر احمد عثمانی صاحبؒ مفسر قرآن دارالعلوم دیوبند

حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحبؒ ۱۲۸۴ھ سے لے کر ۱۳۲۵ھ تک تقریباً بیالیس ۴۲ سال تک مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند میں تعلیمی، انتظامی خدمات انجام دیتے رہے، اور تاحیات دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کے اہم ترین رکن رہے۔ ۱۳۲۵ھ میں آپ کی وفات ہوئی اور مزار قاسمی میں تدفین ہوئی۔

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی دیوبندی نور اللہ مرقدہ

دارالعلوم دیوبند کی لافانی تاریخ میں جن چند اکابر اور نفوس قدسیہ کے اسماء ہیں ان میں سے ایک مقدس اور تاریخی نام حضرت مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی صاحبؒ کا ہے۔

آپؒ دارالعلوم دیوبند کے پانچویں مہتمم تھے۔ آپ کے اہتمام کا دور ایک تاریخی اور ایک مثالی دور ہے۔ اپنے دور اہتمام میں آپؒ نے دارالعلوم کو اپنے اعلیٰ انتظام اور خداداد صلاحیت سے جو ترقی دی وہ تاریخ دارالعلوم کا ایک زریں باب ہے۔

انتظامی صلاحیت کے ساتھ ساتھ خداوند قدوس نے آپ کو غیر معمولی تدریسی اور تصنیفی صلاحیت بھی عطا فرمائی تھی. خاص طور سے عربی ادب میں آپ کو کامل ترین مہارت اور دسترس حاصل تھی. آپ کے قصائد عربی ادب میں مثالی قصائد کی حیثیت رکھتے ہیں. یہ قصائد زیادہ تر قدیم رسائل اور ماہناموں، ماہنامہ القاسم، ماہنامہ الرشید اور حضرت فقیہ ملت، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نوراللہ مرقدہ کی زیر ادارت شائع ہونے والے علمی ماہنامے ''المفتی'' میں شائع شدہ ہیں.

حضرتؒ کو خداوند قدوس نے تصنیفی ذوق بھی خوب عطا فرمایا تھا. آپ کی تصنیف میں سب سے زیادہ اہم اور مقبول ترین تصنیف ''اشاعت اسلام'' یعنی دنیا میں اسلام کس طرح پھیلا ہے؟ مذکورہ مقبول عام کتاب حال ہی میں جدید اضافات اور تحقیقات جدید کے اضافہ کے ساتھ شیخ الہند اکیڈمی دارالعلوم دیوبند سے شائع ہوئی ہے. یہ کتاب دراصل تمام قومی زبانوں میں ترجمہ کے لائق ہے.

(۲) مولانا کی دوسری تصنیف سیرت سید المرسلین ہے جو کہ سیرت النبیؐ کے موضوع پر دستاویز کی کتاب ہے.

(۳) تعلیمات اسلام، یہ تحقیقی کتاب اسلام کے نظام حکومت اور شورائی اور جمہوری نظام حکومت پر بے نظیر تحقیقی کتاب ہے.

(۴) رسالہ لامیۃ المعجزات، یہ کتاب مولاناؒ کے عربی نادر و نایاب عربی قصائد کا بے مثال مجموعہ ہے اس کتاب میں حضرتؒ نے فصیح و بلیغ عربی میں معجزات النبی اور دیگر موضوعات پر بے نظیر عربی رباعیات واشعار و قصائد کو ادیبانہ طرز پر جمع فرمایا ہے. اس کے علاوہ حضرت رحمۃ علیہ کے بیشتر تحقیقی مضامین اور نادر و نایاب علمی مقالات، مختلف قدیم رسائل اور ماہناموں میں شائع شدہ ہیں، اگر ان مقالات و مضامین کو یکجا شائع کیا جائے تو یقیناً تصنیفی میدان میں عظیم کارنامہ ہو. آپؒ ۱۳۲۴ھ میں دارالعلوم دیوبند کے مہتمم مقرر ہوئے اور تاحیات مہتمم رہے اور وفات سے قبل حضرت نے حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کو دارالعلوم دیوبند کا مہتمم مقرر فرمایا. جس کی تفصیل تاریخ کی کتب میں موجود ہے.

۳؍رجب ۱۳۴۸ھ مطابق ۱۹۲۹ء میں آپ کی وفات ہوئی اور مزار قاسمی میں تدفین ہوئی.

(عارف باللہ)

مفتیٔ اعظم حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی صاحب نوراللہ مرقدہ

مفتی اوّل دارالعلوم دیوبند

آبائی وطن دیو بند ہے. عثمانی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں. آپؒ کے والد ماجد حضرت مولانا فضل الرحمٰن عثمانی صاحبؒ دارالعلوم دیو بند کی بنیاد قائم فرمانے والے بزرگوں میں شامل ہیں اور حضرت مولانا شاہ مملوک علیؒ کے ممتاز تلمیذ ہیں اور جنہوں نے تقریباً چالیس سال تک دارالعلوم دیو بند کی خدمات انجام دیں.

حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب مادرِ علمی دارالعلوم دیو بند کے سب سے پہلے مفتی تھے اور آپؒ کو فقیہ اکبر کا درجہ حاصل تھا. آپؒ کی ولادت مبارکہ ۱۲۷۶ھ ہے اور تاریخی نام ظفر الدین ہے.

آپ نے ۱۲۹۸ھ میں جملہ علوم وفنون سے فراغت حاصل کرنے کے بعد بسلسلہ تدریس میرٹھ میں قیام فرمایا اور طویل عرصہ تک تدریسی اور تعلیمی مشاغل میں مشغول رہے. حضرتؒ دارالعلوم دیو بند کے مہتمم ثانی حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دیو بندیؒ کے ممتاز خلفاء میں سے تھے. حضرت مفتی صاحبؒ ان اکابر علماء کرام میں سے ہیں جو قطب الاقطاب فقیہ زماں حضرت شیخ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی نوراللہ مرقدہ کے ممتاز تلامذہ میں سے ہیں.

حضرتؒ کو خداوند قدوس نے جو ’’تفقہ فی الدین‘‘ عطا فرمایا تھا اس کی مثال شاذ و نادر ہی نظر آتی ہے. خداوند قدوس نے آپؒ کو فن افتاء میں مہارت تامہ اور اس فن سے کامل ترین مناسبت عطا فرمائی تھی. حضرتؒ نے ہزاروں سوالات کے جوابات تحریر فرمائے اور بے شمار سوالات کے جوابات زبانی بھی ارشاد فرمائے. مادرِ علمی دارالعلوم دیو بند میں آپؒ نے ۱۳۱۰ھ سے لے کر ۱۳۴۶ھ تک تقریباً چھتیس سال تک فتویٰ نویسی کی خدمات انجام دیں.

حضرتؒ کے دارالافتاء دارالعلوم دیو بند سے تعلق کے شروع دور میں دارالافتاء دارالعلوم

دیو بند سے جاری شدہ فتاویٰ کی نقول کا نظام موجودہ نظام جیسا نہیں تھا، تقریباً بیس سال
تک تحریر شدہ فتاویٰ بغیر نقل کے جاری کیئے جاتے تھے. بہر حال جن فتاویٰ کی نقول دارالافتاء
دارالعلوم دیو بند کے رجسٹروں میں موجود ہے وہ بھی ہزاروں کی تعداد میں ہیں جن میں سے
بیشتر فتاویٰ، فتاویٰ دارالعلوم دیو بند کے نام سے شائع ہو چکے ہیں. اس سے قبل یہ فتاویٰ ماہانہ
"المفتی" دیو بند سے شائع ہوتے تھے. حضرت مفتی عزیز الرحمنؒ کے فتاویٰ عزیز الفتاویٰ کے نام
سے متعارف ہیں سابق میں عزیز الفتاویٰ اور امداد المفتیین، یعنی حضرت مفتی محمد شفیعؒ کے فتاویٰ
یکجا شائع ہوئے. اب دارالاشاعت کراچی سے عزیز الفتاویٰ دو جلدوں میں اشاعت پذیر ہو
چکے ہیں. بہر حال حضرتؒ کے شائع شدہ اور غیر شائع شدہ فتاویٰ کی تعداد ایک محتاط اندازہ کے
مطابق تقریباً ایک لاکھ ہے. مختلف نقطۂ نظر سے ان فتاویٰ کو دیکھنے کے بعد یہ حقیقت بالکل
واضح ہو جاتی ہے کہ آپ کے جوابات میں تذبذب اور شک کی گنجائش نہیں ہے بلکہ آپ کے
فتاویٰ بالکل ٹھوس، مدلل، سائل کے سوال کے ہر ایک پہلو پر حاوی ہوتے تھے.

فتویٰ نویسی میں حضرتؒ عرف اور احوال زمانہ سے کبھی صرف نظر نہیں فرماتے بلکہ
زمانہ کے عرف، اور لوگوں کے احوال و کوائف پر مکمل نگاہ رکھتے ہوئے جوابات تحریر فرماتے
اگر کسی مسئلہ کے دو مختلف اور مفتیٰ بہ پہلو ہیں تو ایسے موقعہ پر آپؒ فتویٰ میں آسان پہلو
اختیار فرماتے ہیں اور جواب میں ایسی صورت اختیار نہیں فرمائی جو کہ مستفتی کو دشواری میں
مبتلاء کرے. حضرتؒ کی علمی یادگار میں مذکورہ فتاویٰ کے علاوہ جلالین شریف کا اردو ترجمہ اور
تفسیر معالم التنزیل کا ملخص اردو ترجمہ ہے. اس کے علاوہ دیو بند سے قدیم دور میں شائع
ہونے والے اہم رسالے، القاسم، ماہانہ الرشید، ماہنامہ المفتی، میں حضرتؒ کے مختلف اعلیٰ
مضامین اور نادر و نایاب مقالات شائع ہو چکے ہیں اور حضرت مجدد الف ثانی کے فارسی اہم
مکتوبات کی اردو میں تلخیص و ترجمہ وغیرہ ہیں حضرتؒ کے دو صاحب زادے تھے حضرت
مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی صاحب، جو کہ خود ماہر مفتی تھے دوسرے صاحب زادے مولانا قاری
جلیل الرحمٰن عثمانی استاد دارالعلوم دیو بند ہیں. جن کے دو صاحب زادے مفتی ہلال عثمانی
صاحب دامت برکاتہم مفتی اعظم پنجاب اور رکن آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ ہیں اور
حضرت مولانا قاری جلیل الرحمٰن عثمانیؒ کے دوسرے صاحب زادے مفتی کفیل الرحمٰن

صاحب بحمد اللہ مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند میں تقریباً ستائیس سال سے نائب مفتی کے عہدہ پر خدمت افتاء انجام دے رہے ہیں موصوف ملک کے مشہور مصنف اور متعدد عربی فارسی کتب کے مترجم ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب طرز ادیب و شاعر ہیں. خداوند قدوس اسی تاریخی گھرانہ سے اسی طرح تسلسل کے ساتھ علمی خدمات لیتا رہے. آمین حضرت کی وفات ماہ جمادی الثانی ۱۳۴۷ھ میں ہوئی.

(تلخیص از: رسالہ مفتی عزیز الرحمن عثمانی صاحب مرتب مفتی ہلال عثمانی صاحب مدظلہ العالی)

حافظ حدیث حضرت علامہ انور شاہ کشمیری صاحب نور اللہ مرقدہ

علمی دنیا میں، حضرت شاہ صاحبؒ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں، آپؒ کے والد ماجد کا اسم گرامی مولانا محمد معظم شاہ صاحبؒ ہے.

حضرت شاہ صاحبؒ نے ۱۳۱۰ھ میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل فرمائی. فراغت کے بعد مدرسہ امینیہ دہلی میں، آپؒ کو صدر المدرسین کے منصب کے لئے مقرر فرمایا گیا اس کے بعد ۱۳۲۷ھ میں مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند میں مدرس کیلئے مقرر فرمایا گیا اور حضرت شیخ الہندؒ کی وفات کے بعد ۱۳۳۳ھ میں صدر المدرسین کے منصب کیلئے مقرر فرمایا گیا. اس عرصہ میں ہزاروں تلامذہ نے آپ سے کسب فیض کیا.

حضرتؒ کے تلامذہ میں عالم اسلام، ہند اور بیرون ہند کی اہم شخصیات شامل ہیں، دارالعلوم دیوبند میں تدریسی خدمات کے دوران بعض انتظامی وجوہات کی بناء پر حضرت شاہ صاحبؒ دارالعلوم دیوبند سے مستعفی ہوکر جامعہ اسلامیہ ڈابھیل گجرات منتقل ہو گئے اور ۱۳۵۰ھ تک حضرتؒ نے ڈابھیل گجرات میں شیخ الحدیث کے طور پر تدریسی خدمات انجام دیں. حضرتؒ کو علوم شرعیہ پر جس درجہ عبور حاصل تھا وہ اپنی مثال آپ ہے. لیکن آپؒ کو علم حدیث پر سب سے زیادہ عبور حاصل تھا اور حضرتؒ کو بے شمار احادیث، متناً و سنداً پوری طرح محفوظ تھیں. علم حدیث سے حضرتؒ کی گہری مناسبت اور اس علم پر کامل درجہ کے عبور کا عرب دنیا کے مشاہیر علماء کرام، حضرت علامہ زاہد الکوثری مصری، شیخ ابو الفتاح ابو غدہؒ اور علامہ رشید رضاء مصریؒ جیسے حضرات نے پورے طور پر فرمایا ہے.

حضرتؒ کے درس حدیث کی خصوصیت یہ ہے کہ آپؒ درس مبارک میں حدیث شریف کے ہر ایک پہلو پر سیر حال بحث فرماتے اور سب سے پہلے حدیث پر فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے بحث فرماتے. اس کے بعد آیاتِ قرآنیہ سے حدیث کی تشریح فرماتے. پھر احادیث کے راویوں پر پوری طرح جرح وتعدیل فرماتے اور راویٔ حدیث کی فنی حیثیت واضح فرماتے. اس کے بعد احادیث شریفہ سے فقہی مسائل، مستنبط فرماتے اور فقہی مسائل میں ائمہ اربعہ کے مسلک کی وضاحت کے بعد فقہ حنفی کے ترجیحی دلائل بیان فرماتے اور درس بخاری میں. بخاری شریف کے ترجمۃ الباب، اور باب کے درمیان مناسبت واضح فرماتے. حضرت شاہ صاحبؒ کی اہم تصانیف مندرجہ ذیل ہیں.

(۱) فیض الباری شرح بخاری (مرتب حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ)

(۲) التصریح بما تواتر فی نزول المسیح. یہ تحقیقی تصنیف ردِ عیسائیت اور غلام احمد قادیانی کی طرف سے پھیلائے گئے نزولِ حضرت عیسیٰ کے متعلق اشکالات کا جامع اور مدلل جواب ہے.

(۳) فصل الخطاب فی مسئلہ اُم الکتاب. یہ مختصر کتاب قراءت خلف الامام کے موضوع پر تحقیقی کتاب ہے.

(۴) خاتمۃ الکتاب من فاتحۃ الکتاب، یہ رسالہ فارسی میں ہے جو کہ قراءت فاتحہ خلف الامام کے موضوع پر لائق دید تصنیف ہے.

(۵) نیل الفرقدین فی مسئلۃ رفع الیدین. یہ مختصر رسالہ رفع یدین کے مسئلہ پر احناف کے دلائل کا بہترین مجموعہ ہے.

(۶) کشف الستر عن صلوۃ الوتر.

نماز وتر کی تعداد سے متعلق بے نظیر رسالہ ہے جس میں رکعات وتر کے سلسلہ میں احناف کے ترجیحی دلائل، مدلل طور سے پیش فرمائیں گئے ہیں.

(ے) اس کے علاوہ حضرت شاہ صاحبؒ کے متعدد املاء کئے ہوئے مسودات ہیں جو کہ زندگی کے ہر ایک شعبہ کے متعلق مسائل سے متعلق ہیں.

مزید تفصیلی حالات کیلئے حیات انور، نقش دوام، نفحۃ العنبر، ملاحظہ فرمائیں. حضرتؒ کی وفات ۲ر صفر ۱۳۵۲ھ میں ہوئی.

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی صاحبؒ

حضرتؒ کے والد ماجد کا اسم گرامی، مولانا حبیب اللہ صاحبؒ ہے۔ حضرتؒ نے ابتدائی تعلیم ٹانڈہ ضلع فیض آباد میں حاصل فرمائی۔ اور ۱۳۱۶ھ میں مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل فرمائی۔

حضرت شیخ الاسلامؒ، حضرت شیخ الہندؒ کے ممتاز تلامذہ میں سے ہیں۔ بلکہ ہر ایک اعتبار سے آپؒ حضرت شیخ الہندؒ کے علوم کے امین اور ترجمان ہیں۔ اور حضرت شیخ الہندؒ کے دورۂ حدیث شریف کی کتب کے خاص تلمیذ ہیں اور حضرت شیخ الہندؒ کی مشہور تحریک، ریشمی رومال کے روح رواں ہیں۔

۱۳۱۶ھ میں آپ نے اپنے والد ماجد حضرت مولانا حبیب اللہ صاحبؒ مہاجر مدنی کے ہمراہ مدینہ منورہ کے لئے ہجرت فرمائی اور برسہا برس تک حضرت نے وہیں قیام فرمایا۔ پھر مدینہ منورہ سے ہندوستان تشریف لاکر قطب دوراں حضرت گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز سے شرف بیعت وارشاد حاصل فرمایا۔ اور ۱۳۴۲ھ میں آپ کو مادر علمی دارالعلوم کا صدرالمدرسین مقرر فرمایا گیا۔ اس دوران ہزاروں طلباء کو حضرتؒ سے شرف تلمذ حاصل ہوا۔

حضرتؒ کی علم حدیث پر جو قیمتی تقاریر شائع ہوچکی ہیں وہ اس طرح ہیں:

(۱) تقریر بخاری، مرتب مولانا کفیل احمد صاحب کیرانوی، اس کی صرف جلد اول ہی شائع ہوسکی ہے۔ (۲) تقریر ترمذی، یہ کتاب حضرتؒ کی ترمذی شریف کی نہایت جامع اور مکمل تقریر ہے۔ جو کہ ملتان، پاکستان کے علاوہ مکتبہ دانش دیوبند سے بھی شائع ہوچکی ہے۔

(۳) معارف مدنیہ۔ یہ بھی حضرت شیخ السلامؒ کی ترمذی شریف کی تحقیقی شرح ہے۔ جس کی تاحال چند جلد شائع ہوچکی ہیں۔ یہ تقریر حضرت مولانا طاہر حسن صاحب امروہوی نے مرتب فرمائی ہے۔ اس کے علاوہ حضرتؒ کی نقش حیات، مکتوبات شیخ اسلام ایمان وعمل مکتوبات ہدایت وغیرہ بھی آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔ حضرت کی وفات جمادی الاولیٰ ۱۳۷۷ھ میں ہوئی۔ مزید تفصیلی حالات کے لئے شیخ الاسلام نمبر شائع شدہ الجمعیۃ دہلی، اور شیخ مدنی وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نوراللہ مرقدہ

مادرِ علمی دارالعلوم دیو بند نے یوم تاسیس سے تادمِ تحریر جو مایۂ ناز فرزند پیدا کئے ہیں ان کی ہمہ جہت، ہمہ گیر و ہمہ نوع خدمات اور ان ابناء دارالعلوم کی آفتاب نصف النہار سے زیادہ روشن خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ یوں تو مادرِ علمی دارالعلوم سے کتنے ہی آفتاب و ماہتاب آسمان علم و فضل پر ابھرے اور چمکے اور کتنے ہی علم وفن کے چشمے پھوٹے جنہوں نے کائنات کو سیراب کیا۔ ان ہی ابناء دارالعلوم میں سے فقیہ ملت حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہٗ کا اسم گرامی بھی ہے آپ طائفہ کاملین و جماعت عارفین کے ممتاز ترین طبقہ میں فرد وحید اور زندۂ جاوید شخصیت ہیں۔ مرحوم موصوف کا تعلق سرزمین دیو بند کے اس علمی خاندان سے ہے کہ جس کی تسلسل کے ساتھ نمایاں علمی خدمات اور علمی تاریخ میں ایک ممتاز مقام رہا ہے آپ کا آبائی مکان دیو بند کے تاریخی محلہ بڑے بھائیان میں واقع ہے۔ آپ کے والد ماجد عارف باللہ حضرت مولانا محمد یٰسین صاحب نور اللہ مرقدہ، قطب دوراں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نور اللہ مرقدہ کے اجلہ متوسلین میں سے ہیں آپ زبان فارسی میں یگانۂ روزگار تسلیم کئے جاتے تھے۔ زمانہ طالب علمی ہی سے مفتی صاحب کی شخصیت غیر معمولی اوصاف کی حامل رہی۔ تحصیل علم کے دوران آپ کا مطالعہ و کتب بینی کا ذوق ضرب المثل تھا مادرِ علمی دارالعلوم دیو بند کی عظیم لائبریری میں طویل عرصہ تک سکونت پذیر رہ کر مطالعہ میں غیر معمولی استغراق وانہماک آپ کی طالب علمانہ زندگی کی قابل ذکر مثال ہے۔ زمانۂ طالب علمی سے ہی مفتی صاحب کا، خاندان قاسمی سے خصوصی ربط و تعلق رہا ہے۔ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب دامت برکاتہم مہتمم دارالعلوم دیو بند سے خصوصی وطویل رفاقت آپ کی زندگی کی وہ تابناک خصوصیت رہی کہ جس پر آپ ہمیشہ فخر کرتے رہے اور اس طویل رفاقت کی یادیں ہمیشہ آپ کی زندگی کا قیمتی سرمایہ رہیں۔

مفتی صاحبؒ نے ۱۳۳۵ھ میں درسِ نظامی کی تکمیل ان اولیاء کاملین و سلف صالحین کی خدمت میں رہ کر فرمائی کہ جن کی نظیر آج دنیا کے کسی گوشہ میں ملنا مشکل ہے۔ مجتہد دوراں حافظ حدیث حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ، عارف باللہ مفتی اعظم حضرت مولانا

مفتی عزیز الرحمن صاحبؒ عثمانی، عالم ربانی حضرت مولانا سید اصغر حسین میاں صاحب رحمہم اللہ سے آپ نے دورۂ حدیث کی تکمیل فرمائیں. ۱۳۳۷ھ سے ۱۳۴۹ھ تک آپ نے مختلف علوم وفنون کی درس وتدریس کی خدمت انجام دی ۱۳۴۹ھ ہی میں آپ کو دارالافتاء دارالعلوم دیو بند کے منصب افتاء پر فائز کیا گیا. درس وتدریس اور خدمت افتاء کے ساتھ ساتھ احوالِ زمانہ کے پیش نظر مخصوص موضوعات پر تصنیف وتالیف کا سلسلہ بھی جاری رہا. اسی دوران مجدد ملت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب قدس اللہ سرہٗ العزیز سے شرف بیعت وتلمذ حاصل ہوا.

ممتاز تلامذہ: حضرت مفتی صاحب قدس اللہ سرہٗ العزیز کے تلامذہ عالم اسلام، برصغیر ہند وپاک میں مختلف گوشوں میں پھیلے ہوئے ہیں. تقسیم ہند کے بعد آپ نے پاکستان کا رُخ کیا اور پاکستان کے قدیم دارالحکومت کراچی میں دارالعلوم کے نام سے ایک عظیم دینی ادارہ کا قیام فرمایا. جس اخلاص اور جد وجہد سے آپ نے اس درسگاہ کو پروان چڑھایا وہ یقیناً ملک وملت کے لئے ناقابل فراموش حقیقت ہے. تقریباً پچاس سال کے عرصہ میں دارالعلوم کراچی سے ہزاروں تشنگانِ علوم فیضیاب ہوکر خدمت دین میں مشغول ہیں اور برصغیر کے مختلف گوشوں میں پھیلے ہوئے ہیں. ابتداء میں آپ نے مسجد باب السلام، آرام باغ کراچی میں تفسیر وافتاء کا آغاز فرمایا. تفسیر کے متبرک سلسلے نے غیر معمولی مقبولیت حاصل کی. چنانچہ معارف القرآن کے نام سے تقریباً دس سال تک ریڈیو پاکستان سے تفسیر قرآن بیان فرماتے رہے اور یہ عظیم خدمت آپ حسبۃً للہ ہی انجام دیتے رہے. ریڈیائی تفسیر کا متبرک سلسلہ یہاں تک مقبول ہوا کہ ملک وبیرون ملک سے ہزاروں فرزندانِ توحید کا اصرار ہوا کہ اس تفسیر کو کتابی شکل میں شائع فرمایا جائے. چنانچہ اب یہ تفسیر جو کہ آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے تفسیر معارف القرآن کے نام سے اشاعت پذیر ہوچکی ہے. یہ تفسیر حضرت مفتی صاحبؒ کی زندگی کا عظیم علمی شاہکار اور اس دور کی مقبول ترین تفاسیر میں سے ہے. کتاب اللہ کی اس عظیم تفسیر میں سلف صالحین اور علماء سابقین ہی کی تفاسیر کو مآخذ بنایا گیا ہے. معارف اور اسرارِ قرآنی کے سلسلہ میں حضرات متاخرین کی مستند تفاسیر سے اخذ و استنباط فرمایا گیا ہے جن مقامات پر خشیتِ خداوندی اور خوف آخرت کا تذکرہ ہے خصوصی

طور پر ایسے مضامین کو غیر معمولی اہمیت اور وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے اور آیت کریمہ کی تفسیر احادیث و آثار سے اس طرح فرمائی گئی ہے جس سے قرآن حکیم پر عمل اور اصلاحِ اعمال کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ ہو. ترجمہ کے بعد تفسیر و تشریح سے قبل آیاتِ کریمہ کا خلاصہ دلنشین انداز میں مرقوم ہے جو بجائے خود تفسیر کی حیثیت رکھتا ہے اور فہم قرآن کے لئے کافی ہے. آخر میں آیات مندرجہ سے متعلق احکام و مسائل ہیں تقاضۂ وقت کے تحت جس طرح حضرات متقدمین نے اپنے اپنے زمانہ کے فرقوں اور ان سے متعلق مباحث کو موضوع بحث بنایا ہے. اس تفسیر میں عصر حاضر کے درپیش مسائل کی طرف قرآنی رہنمائی فرمائی گئی ہے. مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جس مجتہدانہ و حکیمانہ طرز پر مسائل و احکام قرآنی واضح فرمائے وہ یقیناً آپ کی انفرادی خصوصیت کہی جاسکتی ہے. فقہ و افتاء آپ کا مذاق و خصوصی موضوع تھا. چنانچہ تفسیر ہذا میں جس مجتہدانہ و فقیہانہ طرز پر مسائل کا استخراج کیا گیا ہے وہ مرحوم موصوف کی انفرادی خصوصیت کی قابل قدر مثال ہے. مجموعی طور پر اگر دیکھا جائے تو یہ احکام و مسائل فقہ حنفی کے لئے گنجِ گرانمایہ اور اس باب میں سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں اس لحاظ سے یہ تفسیر امتیازی خصوصیت کی حامل ہے اور اپنی نوعیت کی واحد تفسیر ہے. جس کا انگلش ترجمہ صاحبزادہ مفتی محمد تقی صاحب عثمانی اور ڈاکٹر حسن عسکری مرحوم نے فرمایا. حضرت موصوف اپنی ذات میں خود ایک ادارہ تھے. آپ ہر ہر جزیہ میں اسلاف کی اتباع کو ضروری سمجھتے تھے، علمی دنیا میں آپ کی شخصیت ایک ادارہ کی حیثیت رکھتی تھی، آپ کثیر التصانیف ہیں تقریباً دو سو تصانیف زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں. صرف فقہ ہی پر آپ کی پچانوے تصانیف ہیں جن میں سے بعض اگر رسائل کی شکل میں ہیں تو بعض کی ضخامت سیکڑوں صفحات تک پھیلی ہوئی ہے. یہ تصانیف تفسیر و حدیث، فقہ و تصوف، تاریخ و سیاست، ادب، لغت، وعظ و ارشاد غرض جملہ علمی شعبوں سے متعلق ہیں، آپ کی تصانیف کی مشترک خصوصیت یہ ہے کہ ان میں عصر جدید کے ایسے مسائل کو خصوصی طور پر موضوع بحث بنایا گیا ہے جن کے بارے میں اسلاف عظام اور علماء سابقین کی کتب میں تفصیلی مباحث نہیں ملتے. یہ تصانیف علوم و معارف کا بیش بہا خزانہ ہونے کے علاوہ عالمِ اسلام کے ان تمام نظریاتی، سیاسی و معاشرتی رجحانات کی تاریخ بھی ہیں جو کہ چودھویں

صدی میں امت مسلمہ کے مختلف طبقات میں پیدا ہوئے اس پوری مدت میں جو کچھ مسائل جدیدہ دور حاضرہ میں سامنے آئے اور بین الاقوامی حالات کے نتیجہ میں جو مسائل پیدا ہوئے اور جن فتنوں نے علمی راہ سے ذہنوں کو مسموم کرنے کی کوشش کی حضرت مفتی صاحبؒ نے اس سلسلہ میں اپنی تصانیف، تحقیقی مضامین و مقالات کے ذریعہ ان موضوعات پر امت مسلمہ کی بروقت رہنمائی فرمائی. آپ کی تصانیف زندگی کے ہر شعبہ کے لئے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتی ہیں. آپ کی منفرد خصوصیت یہ ہے کہ آپ نے وقت کے ہر اہم حادثہ پر قلم اٹھایا ہے اور کسی عنوان کو تشنہ نہیں چھوڑا ہے آپ کی تحریرات میں تنوع، رنگارنگی کے ساتھ ساتھ اسلاف کا طرزِ فکر نمایاں طور پر محسوس ہوتا ہے. یوں تو ہر موضوع پر آپ کی اس قدر تصانیف ہیں کہ جن کا جداگانہ تعارف اس وقت دشوار ہے اور نہ ہی اس کا موقع ہے کہ تفصیلی طور پر قارئین کے سامنے ان کا تعارف پیش کیا جاسکے تاہم آپ کی یادگار کتب میں سے چند منتخب تصانیف کا تذکرہ بھی ناگریز معلوم ہوتا ہے. آپ کی تقریباً دوسو کتب و رسائل کا مجموعہ (جواہر الفقہ) شائع کیا گیا ہے. تقریباً ڈھائی ہزار صفحات پر مشتمل یہ فقہی جواہر پارے ایسے رسائل و مقالات کا نادر مجموعہ ہے جو ابھی تک شائع نہ ہوسکے یا شائع ہو کر نایاب ہوگئے تھے. اس کے علاوہ عصری موضوعات پر مختلف رسائل مثلاً اعضاء کی سرجری اور خون کا استعمال اسلام کے نظامِ تقسیم دولت پر ایک بین الاقوامی سمینار، مسلم پرسنل لاء و سماجی اصلاحات پر متبادل تجاویز و دیگر جدید تحقیقات کے ساتھ فقہ اسلامی پر انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے اور ہندوستان میں بھی یہ کتاب کئی جلدوں میں مکتبہ تفسیر القرآن سید منزل دیو بند سے اشاعت پذیر ہوچکی ہے یہ کتاب حالات حاضرہ کے تحت پیدا شدہ مسائل کا بہترین دینی حل پیش کرتی ہے اور عصر جدید کے بہت سے فقہی سوالات کا شافی جواب ہے. امداد المفتیین (فتاویٰ دارالعلوم دیو بند) فقہ میں آپ کی غیر معمولی بصیرت عرق ریزی اور کاوشوں کی زندہ جاوید مثال ہے. یہ موصوف کے ان فتاویٰ کا مجموعہ ہے جو کہ مرکزی دارالافتاء دارالعلوم دیو بند کے منصب افتاء اور عہدۂ جلیلہ پر فائز ہونے کے دوران موصوف کے قلم سے صادر ہوئے، آلاتِ جدیدہ کے شرعی احکام، یہ بھی آپ کی ان شاہکار تصانیف میں سے ہے کہ جس کے فیض کو علمی دنیا ہمیشہ یاد رکھے گی. آج کے سائنسی دور میں نئی نئی

ایجادات اور مشینی تحقیقات سے پیدا ہونے والے مسائل کا اسلامی حل یہ کتاب درحقیقت مسائل حاضرہ پر موصوف کی عمیق نظر اور فقہ پر موصوف کی انفرادی حیثیت کا واضح ثبوت ہے. فقہ وافتاء کی کتب متداولہ سے اخذ واستنباط فرما کر فاضل مؤلف نے جس طرح ملت اسلامیہ کو درپیش پیچیدہ مسائل کا حل فرمایا ہے درحقیقت یہ آپ کی زندگی کا عظیم کارنامہ ہے اور فقیہانہ شان کی ناقابل فراموش حقیقت ہے، احکام القرآن عربی، یہ وہ کتاب ہے کہ جس کو حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے وقت کی اہم ضرورت خیال فرما کر چند منتخب علماء کو اس کی تصنیف پر مامور فرمایا. اس کے کچھ حصہ کو حضرت مولانا ادریس صاحبؒ کاندھلوی حضرت مولانا ظفر احمد صاحبؒ عثانی، مولانا مفتی جمیل الرحمٰن صاحبؒ مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور اور حضرت مفتی صاحبؒ نے اس سلسلہ کا آغاز فرمایا قرآن کریم کی دو منزل کی تفسیر بھی حضرت مفتی صاحبؒ کی تفقہ اور مجتہدانہ طرز فکر کا ناقابل فراموش کارنامہ ہے.

آپؒ کے صاحب زادگان میں سے دو صاحبزادے جناب مولانا محمد ذکی کیفی صاحبؒ اور جناب مولانا محمد رضی عثانی صاحبؒ ناظم دارالاشاعت کراچی وفات پا چکے ہیں.

اس وقت بڑے صاحب زادے جناب مولانا محمد ولی رازی صاحب مدظلہ (مصنف ہادی عالمؐ و مرتب تفسیر عثانی جدید) اور جناب مولانا مفتی محمد رفیع عثانی صاحب دامت برکاتہم و مفتی محمد تقی عثانی بحمد اللہ بقید حیات ہیں.

حضرت اقدس حضرت مفتی صاحبؒ کی وفات حسرت آیات ۱۲ رشوال ۱۳۹۶ھ میں ہوئی اور دارالعلوم کراچی کے قبرستان میں تدفین ہوئی.

(مطبوعہ مضمون ہمراہ رسالہ رویت ہلال)

مکتوب حضرت تھانوی بنام حضرت مفتی محمد شفیع صاحب بابت اجازت بیعت

مشفقی مولوی محمد شفیع مدرس دار العلوم دیوبند السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بے ساختہ قلب پر وارد ہوا کہ آپ کو دوسرے بعض احباب بیعت تلقین کی طرح اجازت دوں پس توکلا علی اللہ ارادہ پر عمل کرنے کے لئے آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ اگر کوئی **طالب حق** آپ کے یہاں درخواست کرے تو قبول کرلیں اس میں متعلم کے ساتھ معلم کو بھی **نفع ہوتا ہے** میں بھی دعاء کرتا ہوں اور اپنے خاص محبین پر اس کو ظاہر بھی کردیجئے۔ احتیاطا بیرنگ لفافہ بھیجتا ہوں۔ بندہ اشرف علی از تھانہ بھون ربیع الثانی ۱۳۴۹ھ

مشفقی مولوی محمد شفیع صاحب مدرس دار العلوم دیوبند السلام علیکم
ورحمۃ اللہ بے ساختہ قلب پر وارد ہوا کہ
آپ کو دوسرے بعض احباب بیعت و تلقین
اجازت دیدوں پس توکلا علی اللہ اس ارادہ پر
عمل کرنے کے لئے آپ کو اطلاع دیتا ہوں
کہ اگر کوئی طالب حق آپ سے اس کی درخواست
کرے تو قبول کرلیجئے اس میں متعلم کے ساتھ
معلم کو بھی نفع ہوتا ہے میں بھی دعا کرتا ہوں
اور اپنے خاص محبین پر اس کو ظاہر بھی کردیجئے
احتیاطا بیرنگ لفافہ بھیجتا ہوں والسلام
بندہ اشرف علی از تھانہ بھون ربیع الثانی ۱۳۴۹ھ

جد المکرم عارف باللہ حضرت مولانا نبیہ حسن صاحب نور اللہ مرقدہ

استاذ الاساتذہ دار العلوم دیوبند

آپؒ نے تقریباً ۳۰ سال تک مادرِ علمی دار العلوم دیوبند میں تدریسی خدمات انجام دیں دار العلوم دیوبند کے زمانہ تدریس میں تفسیر وحدیث کی اہم کتب آپؒ سے متعلق رہیں لیکن زیادہ وقت علم ہیئت اور فنون کی کتب کی تدریس میں گذرا بلکہ علم ہیئت اور علم ریاضی میں تو آپؒ کو امام تصور کیا جاتا تھا مزاج میں تصوف اور جذب کا غلبہ تھا جو کہ کبھی کبھی دوران درس بھی ظاہر ہو جاتا تھا جیسا کہ اس سلسلہ کا ایک واقعہ حضرت اقدس حضرت مولانا مفتی محمود صاحب گنگوہیؒ (جو کہ حضرت جد المکرم کے تلمیذ خاص ہیں) نے بیان فرمایا کہ: ایک مرتبہ مشکوۃ شریف کے درس میں حضرت الاستاذ حضرت مولانا نبیہ حسن صاحبؒ کو درسی تقریر میں لکنت طاری ہو گئی اور درس مشکوۃ آگے نہ بڑھ سکا۔

حضرت الاستاذ تمام طلباء کو درس گاہ میں اسی طرح سے بیٹھے رہنے کا اشارہ فرما کر خود کسی جگہ تشریف لے گئے طلباء نے خاموشی سے دیکھا کہ آپؒ حضرت شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحبؒ کے مزارِ مبارک پر چادر اوڑھ کر مراقب ہیں کچھ دیر کے بعد مزار مبارک کے مراقبہ سے فارغ ہو کر درسگاہ تشریف لا کر درس جاری فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ:

حضرت الاستاذ یعنی حضرت شیخ الہندؒ نے اس مسئلہ میں اس طرح فرمایا ہے: بہر حال مذکورہ واقعہ حضرت کی حقیقی تصوف کی زندگی کے ساتھ ساتھ حضرتؒ کے اکابر اور اولیا اللہ سے روحانی رشتہ کو پورے طور پر ظاہر کرتا ہے، حیات محمود میں بھی اس واقعہ کو بیان فرمایا گیا ہے بہر حال حضرت جد المکرمؒ مادر علمی دار العلوم دیوبند میں تقریباً چھبیس سال تک تدریسی خدمات انجام دیتے رہے اور اس دور میں جن حضرات کو آپ سے شرف تلمذ حاصل ہوا وہ مشاہیر عالم اسلام میں ہیں آپکے ممتاز تلامذہ کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

فقیہ ملت حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ مفتی اعظم پاکستان نمبر میں بھی اس کی وضاحت ہے کہ حضرت مفتی صاحبؒ حضرت جد المکرم کے تلامذہ میں ہیں۔

(۲) حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دار العلوم دیوبند

(۳) حضرت مولانا الحاج مرغوب الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم مہتمم دارالعلوم دیوبند
(۴) حضرت مولانا سعید احمد اکبرآبادی صاحبؒ سابق رکن مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند
(۵) حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحبؒ کٹکی دامت برکاتہم رکن شوریٰ دارالعلوم دیوبند
وغیرہ اکابر حضرت جدالمکرم رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں سے ہیں، حضرت نے تدریسی خدمات کے علاوہ تصنیفی خدمات بھی انجام دی ہیں۔ لیکن افسوس وہ تصانیف مسودات کی حد تک رہیں اور اشاعت کی مراحل سے نہ گذر سکیں۔ حضرت کی وفات تقریباً ۵۵ رسال کی عمر میں ہوئی، بوقت وفات آپ کے پانچ صاحب زادے تھے، والد ماجد جناب حضرت مولانا سید حسن صاحبؒ، جناب حافظ ابن حسن صاحبؒ، جناب مولانا حامد حسن صاحبؒ، جناب حافظ احمد حسن صاحبؒ، جناب زاہد حسن صاحبؒ مدیر ادارہ فروغ اسلام لاہور پاکستان اب مذکورہ حضرات بھی وفات پاچکے ہیں۔

مفسر قرآن محدث دوراں حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی صاحب دیوبندی نوراللہ مرقدہ

آپ کی ولادت مبارکہ ۱۸۸۹ء میں دیوبند میں ہوئی، والد ماجد کا اسم گرامی حضرت مولانا فضل الرحمٰن عثمانی صاحبؒ ہے جو دارالعلوم دیوبند کے سب سے پہلی مجلس شوریٰ کے رکن اور حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے معتمد اور ہم نشین تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع کے عم المکرم جناب مولانا منظور احمد صاحب دیوبندی سے حاصل فرمائی اور عربی کی کتب حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے والد مکرم حضرت مولانا محمد یٰسین صاحبؒ دیوبندی سے پڑھیں اور دورۂ حدیث میں حضرت شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحبؒ دیوبندی سے کسب فیض فرمایا اور ۱۳۲۵ھ میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل فرمائی، فراغت کے بعد مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند میں کچھ عرصہ تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد دہلی کے مرکزی مدرسہ فتح پوری میں صدرالمدرسین کے عہدہ پر

فائز فرمائے گئے. پھر ۱۳۳۳ھ میں دارالعلوم کی ضرورت کی بناء پر آپ کو دارالعلوم دیوبند میں خدمتِ تدریس کیلئے مقرر فرمایا گیا اور صحیح مسلم شریف آپ سے متعلق کی گئی اور تقریباً گیارہ سال تک آپ سے درس مسلم اور دیگر کتب حدیث کا درس متعلق رہا.

پھر ۱۳۴۲ھ میں حضرت علامہ انور شاہ کشمیری کے حادثہ وفات کے بعد آپ کو دارالعلوم دیوبند کی شیخ الحدیث کے منصب پر فائز فرمایا گیا اور درس بخاری آپؒ سے متعلق رہا.

حضرت علامہ عثمانی صاحبؒ بیک وقت محدث، مفسر قرآن، بلند پایہ مصنف اور بے مثال واعظ اور خطیب تھے آپ کا وعظ نہایت فصیحانہ اور بلیغانہ ہوتے تھے، دیوبند کی تاریخی مسجد، مسجد عثمانی جو کہ محلہ گدی واڑہ میں واقع ہے اس تاریخی مسجد میں حضرتؒ کا بے مثال وعظ اور درسِ قرآن کریم کے سامعین آج بھی موجود ہیں. اس کے علاوہ خداوند قدوس نے آپؒ کو تصنیف و تالیف کا بھی اعلیٰ ذوق عطا فرمایا تھا. آپؒ کی معرکۃ الآراء تصانیف میں ''فتح الملہم شرح مسلم عربی'' اور فضل الباری شرح بخاریؒ، تفسیر عثمانی، مقالات عثمانی وغیرہ ہیں.

اول الذکر شرح مسلم، مسلم شریف کی مشہورترین شرح ہے جس کی تکمیل علامہ مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے تکملہ فتح الملہم کے نام سے فرمائی جو کہ دیوبند سے شائع ہوچکی ہے اس کے علاوہ شرح بخاری بار دو جلدیں کراچی سے شائع ہوچکی ہے. اور تفسیر عثمانی، ترجمہ شیخ الہندؒ کے حاشیہ پر متعدد بار ہندو پاکستان کے علاوہ سعودی عرب سے بھی ہزاروں کی تعداد میں اشاعت پذیر ہوچکی ہے. اسی تفسیر عثمانی کو اب تفسیر معارف القرآن وغیرہ کے طرز پر، جدید طرز پر اور جدید عنوانات کے ساتھ، عم المکرم جناب مولانا محمد ولی رازی صاحب دامت برکاتہم بن حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے نہایت عرق ریزی سے مرتب فرمایا ہے. جس کو برادر عزیز الحاج خلیل اشرف سلمہٗ نے دو جلدوں میں دارالاشاعت کراچی سے نہایت اہتمام کے ساتھ شائع فرمایا ہے. اور مقالات عثمانی میں آپ کے نادر و نایاب مضامین پر مشتمل رسائل یکجا کیا گیا ہے. آپ کی تصانیف گنج گراں مایہ اور عظیم سرمایہ ہیں. تقسیم ہند کے بعد آپؒ کراچی تشریف لے گئے. اور کراچی ہی میں اکیس ۲۱ صفر ۱۳۶۹ھ میں آپ کی وفات ہوئی اور اسلامیہ کالج کراچی کے قبرستان میں تدفین ہوئی. مزید **تفصیل کے لئے تجلیات عثمانی** ملاحظہ فرمائیں.

(فنِ افتاء وحدیث کی اہم شخصیت)

مولانا مفتی سید مہدی حسن صاحب شاہ جہاں پوری نوراللہ مرقدہ

سابق صدر مفتی دارالعلوم دیوبند

حضرت اقدس حضرت مفتی صاحب نور اللہ مرقدہٗ عالم اسلام کی ان اہم ترین شخصیات اکابر علماء دین اور مفتیان کرام میں سے ہیں. جن کے تسلسل کے ساتھ نصف صدی سے زائد تک تدریسی، تصنیفی خدمات رہی ہیں. اور جن کو خداوند قدوس نے فقہ وافتاء حدیث وتفسیر پر ایسے کامل درجہ کا عبور عطا فرمایا تھا کہ جس کی نظیر، چودھویں صدی کے طبقہ میں مشکل سے ہی ملے گی. آپ کی ولادت مبارکہ جمادی الثانی ۱۳۰۰ھ میں ہوئی.

آپؒ نے ابتدائی تعلیم شاہ جہاں پور کے قدیم دینی مدرسہ، مدرسہ عین العلم میں حاصل فرمائی اور مذکورہ مدرسہ میں حضرت مفتی اعظم جناب حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی (جوکہ پہلے شاہ جہاں پور کے باشندہ تھے ان سے) ابتدائی کتب پڑھنے کا شرف حاصل ہوا. اور کچھ عرصہ مدرسہ امینیہ دہلی میں تعلیم حاصل فرمائی.

حضرت مفتی سید مہدی حسن صاحبؒ کو حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب دہلویؒ کے علاوہ حضرت شیخ الہندؒ، حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ، حضرت محدث شیخ خلیل احمد صاحب سہارنپوری، حضرت شاہ عبد الغنی دہلوی، مہاجر مکی رحمہم اللہ جیسے جلیل القدر اکابر علمائے دین سے سند واجازت حدیث حاصل تھی.

(بحوالہ علماء دیوبند اور علم حدیث مجموعہ دارالعلوم ص/۱۴۶)

حضرت مفتی صاحبؒ نے ملک کے مختلف مدارس میں تدریسی خدمات انجام دیں اور ۱۳۳۰ھ میں مدرسہ اشرفیہ راندیر ضلع سورت گجرات میں صدر المدرسین کے طور پر آپ کا تقرر ہوا. اور ۱۳۶۸ھ میں مجلس شوریٰ دارالعلوم دیو بند نے آپ کو صدر مفتی کے طور پر مقرر فرمایا. جہاں آپ نے ۱۳۶۷ھ تا ۱۳۸۷ھ تقریبا بیس ۲۰ سال تک فتویٰ نویسی کی خدمات انجام دیں. اس کے علاوہ ملک کے دیگر مدارس میں بھی فتویٰ نویسی کی خدمات انجام

دیں، آپ کے تحریر کردہ فتاویٰ کی تعداد ایک لاکھ کے قریب ہے۔ آپ کے فتاویٰ فقہ و افتاء تفسیر و حدیث، کلام و عقائد، سائنس جدید و قدیم وغیرہ زندگی کے تقریباً تمام شعبوں سے متعلق ہے اور آپؒ کے تحریر کردہ فتاویٰ کی تعداد ہزاروں سے اوپر ہے۔ حضرت مفتی صاحبؒ کو فقہ و افتاء کے علاوہ علم حدیث میں علم اسماء الرجال پر بھی کافی عبور حاصل تھا۔ چنانچہ دارالعلوم میں افتاء نویسی کی خدمات کے دوران حضرت سے طحاوی شریف کا درس بھی متعلق رہا جس میں آپؒ راویوں کے حالات پر خاص بحث فرماتے۔ حضرتؒ کو خداوند قدوس نے تصنیف و تالیف کا بھی خاص ذوق عطا فرمایا تھا۔ آپؒ کی مشہور تصانیف مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) شرح کتاب الحجۃ لاہل المدینہ

(۲) قلائد الازہار شرح کتاب الآثار لامام محمدؒ

مذکورہ بالا دونوں کتاب حضرت امام محمدؒ کی شہرہ آفاق کتب کی اہم شروحات ہیں جو کہ علم حدیث میں عربی میں ہیں۔ اتفاق سے مذکورہ کتب کی چند جلد شائع ہو کر نایاب ہو گئی ہیں

(۳) السیف المجلیٰ علی المحلیٰ

یہ کتاب عربی میں ہے جو حضرت علامہ ابن حزم ظاہری کے بعض حدیثی مسائل کے تبصرہ و نقد کے طرز پر ہے، جو چار جلدوں میں ہے۔ ان کے علاوہ آپ کے اردو میں بھی تحقیقی جامع رسائل شائع ہو چکے ہیں جن میں سے سب سے زیادہ مشہور رسالہ حقیقت یزید ہے اور رسالہ قطع الوتین، غیر مقلدین کے ردّ میں ہے اور ان کے علاوہ بھی مختلف موضوع پر تحقیقی رسائل شائع شدہ ہیں جو کہ اب بالکل نایاب ہیں ان تمام رسائل کی تفصیل مجموعہ رسائل حضرت مولانا مفتی مہدی حسن صاحبؒ مطبوعہ مکتبہ قاسمیہ لاہور میں شائع شدہ ہے۔

حضرت مفتی صاحبؒ کے ممتاز تلامذہ میں ملک و بیرون ملک کے مشاہیر مفتیان کرام شامل ہیں۔ آپؒ کے تلامذہ موجودہ دور کے مشاہیر مفتیان ہیں۔ حضرت مولانا مفتی عبد الرزاق صاحب بھوپالی، حضرت مولانا مفتی عبدالرحمٰن صاحب دہلی، مفتی اشرف علی صاحب، مفتی مدرسہ سبیل الرشاد بنگلور، حضرت مولانا مفتی سعید احمد پالنپوری دامت برکاتہم، مفتی کفیل الرحمٰن نشاط صاحب آپ کے مخصوص تلامذہ میں سے ہیں۔ حضرتؒ کے

فتاویٰ نادر و نایاب مقالات اور عظیم فقہی علمی و فیع تحقیقات پر مشتمل ہیں یہ فتاویٰ ملت کے لئے گنج گراں مایہ اور عظیم سرمایہ ہیں. کاش یہ تحقیقی فتاویٰ فقہی ابواب کی ترتیب کے ساتھ اشاعت پذیر ہوسکیں. حضرتؒ کے اس وقت ایک صاحب زادے جناب مولانا محمد میاں صاحب بقید حیات ہیں جو کہ آبائی وطن شاہ جہاں پور میں مقیم ہیں. حضرت مفتی صاحبؒ کی وفات ۱۳۹۷ھ میں شاہ جہاں پور میں ہوئی اور وہاں پر ہی تدفین ہوئی.

استاذ الاساتذہ حضرت مولانا علامہ محمد ابراہیم صاحب بلیاوی

ثم الدیوبندی نوراللہ مرقدہ

صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند

بقیۃ السلف استاذ العلماء حضرت علامہ محمد ابراہیم صاحب بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ کا وطن مبارک بلیا تھا.

حضرتؒ اکابر سے کسب فیض کے لئے ۱۳۲۵ھ میں دارالعلوم دیوبند تشریف لائے. آپؒ شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندیؒ، مفتی اعظم حضرت مولانا شاہ مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی صاحبؒ وغیرہ اکابر عظام کے ممتاز تلامذہ میں سے تھے. آپؒ کو دارالعلوم دیوبند کی تاریخ کا وہ مقدس دور نصیب ہوا جو کہ اپنی مثال آپ تھا.

مادر علمی دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد، ملک کے مختلف مرکزی مدارس، مدرسہ عربیہ فتح پوری دہلی، مدرسہ امدادیہ دربھنگہ، جامعہ اسلامیہ ڈابھیل گجرات وغیرہ میں تدریسی فرائض انجام دیئے. اس کے بعد شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی صاحبؒ کی وفات کے بعد آپؒ کو دارالعلوم دیوبند کا صدر المدرسین مقرر فرمایا گیا. جہاں پر آپؒ تا وفات صدر المدرسین کے منصب پر فائز رہے. اور اساتذۂ دارالعلوم کے سربراہ کی حیثیت سے دارالعلوم کی خدمت انجام دیتے رہے.

دارالعلوم دیوبند میں مجموعی طور پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا زمانۂ تدریس، چالیس سال پر محیط ہے. اس چالیس سالہ تدریسی دور میں مشاہیر عالم اسلام کو آپ سے شرف تلمذ

حاصل ہوا. آپؒ کے ممتاز تلامذہ ہیں. فقیہ ملت حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا سعید احمد اکبرآبادی، حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن عثانی صاحبؒ، وغیرہ کے علاوہ سابق انتظامیہ مجلس شوریٰ دارالعلوم کے بیشتر اراکین شوریٰ آپؒ کے تلامذہ اور متوسلین میں ہیں. حضرتؒ کے تلامذہ عالم اسلام کے مختلف گوشوں میں خدمات انجام دے رہے ہیں.

بحمدللہ حضرتؒ سے راقم الحروف کو جامع ترمذی ج ۱ شریف پڑھنے کا موقعہ ملا ہے. حضرتؒ کا درس غیر ضروری باتوں سے بالکل پاک تھا. درسی تقریر و تشریح، جامع، مختصر اور مکمل ہوتی تھی. حضرتؒ کا فلسفیانہ، منطقیانہ مزاج ہونے کے باوجود درس حدیث کی تقریر، محدثانہ ہوتی، رجال حدیث پر محققانہ بحث فرماتے، ساتھ ہی ساتھ احناف کے ترجیحی دلائل کا درس میں خاص اہتمام فرماتے اکابر کے علوم اور تحقیقات پر حضرت کو خاص ملکہ حاصل تھا. درسی تقریر میں اسکے بیان فرمانے کا خاص لحاظ فرماتے.

حضرت کی تصانیف میں ضیاء النجوم شرح سلم العلوم دستیاب ہے باقی تصانیف عام طور پر دستیاب نہیں ہیں. حضرت نے جامع ترمذی شریف کی مختصر اور جامع شرح بھی تحریر فرمائی. لیکن افسوس یہ عظیم تصنیف منظر عام پر نہ آسکی. حضرتؒ کے درس کے ساتھ ساتھ آپ کی مجلس کو بھی خاص مقبولیت حاصل تھی. آپ کی مجلس میں علماء کرام کے علاوہ دانشوران دیو بند بھی برابر شریک رہتے.

آپ کی مجلس کے حاضرین میں اہل دیو بند میں سے عظیم انقلابی شاعر علامہ انور صابری صاحبؒ، مولانا عامر عثانی صاحبؒ، دیو بند کے مشہور صحافی اور ادیب جناب جمیل مہدی صاحب مدیر اعلیٰ روزنامہ عزائم لکھنؤ، پابندی سے شریک رہتے. حضرت کی وفات سے دیو بند، ایک عظیم علمی اور روحانی شخصیت سے محروم ہوگیا. حضرت کی وفات رمضان المبارک ۱۳۸۷ھ میں ہوئی.

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب نوراللہ مرقدہ

سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند

حضرت اقدس سرہ کی ذات گرامی اور آپؒ کی بھاری بھرکم شخصیت ایسی بے مثال اور دل نواز شخصیت تھی کہ جس کا تعارف اس مختصر مضمون میں پیش کرنا آفتاب نصف النہار کو روشنی دکھلانے کے مترادف ہے آپؒ حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے اول خلفاء میں سے ہیں۔حضرتؒ کے والد ماجد کا اسم گرامی مولانا حافظ محمد احمد صاحبؒ ہے۔جو کہ بانی دارالعلوم حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کے صاحبزادے ہیں۔حضرتؒ کا آبائی وطن نانوتہ ہے جو کہ تحصیل دیو بند میں واقع ہے۔

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ، حضرت شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیو بندیؒ، حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہم اللہ اور جدّ المکرم حضرت مولانا نبیہ حسن صاحب نوراللہ مرقدہ کے ممتاز تلامذہ میں سے ہیں۔فراغت کے بعد حضرتؒ تدریسی اور تصنیفی مشاغل میں مشغول ہو گئے اگرچہ بعض انتظامی اعذار کی وجہ سے حضرتؒ کو تدریس کے لئے زیادہ وقت نہیں مل سکا۔

مادر علمی دارالعلوم کی ترقی اور اس کو بین الاقوامی سطح پر متعارف کرانے کیلئے حضرتؒ کے پے در پے اسفار پیش آتے رہنے کی وجہ سے حضرتؒ کو تدریسی خدمات کے لئے بہت زیادہ موقع نہیں مل سکا تھا لیکن تصنیف و تالیف میں حضرتؒ کی مشغولیت تدریس سے زیادہ رہی اور سفر و حضر دونوں میں تصنیفی سلسلہ رواں دواں رہا۔دیو بند قیام کے زمانہ میں حضرتؒ سے متعلق دورۂ حدیث کی کتب میں سے موطاء امام مالکؒ، موطاء امام محمدؒ عام طور سے زیر درس رہیں۔اور فنون کی کتب میں سے حجۃ اللہ البالغہ حضرتؒ کے زیر درس رہتی، جس کے لئے حضرت نے دارالعلوم کی مسجد قدیم کے اندرونی حصہ کو منتخب فرمایا۔

آخرالذکر کتاب، حجۃ اللہ البالغہ کا درس، اَسرار اور رموز شریعت پر مشتمل بے مثال نادر و نایاب تحقیقات اور حکمت اور فلسفۂ اسلام کے بیش بہا پہلوؤں پر حاوی ہوتا۔یہ حضرت حکیم الاسلامؒ کی انفرادی خصوصیت تھی کہ حضرتؒ کو خداوند قدوس نے تدریسی صلاحیت کے

ساتھ وعظ وارشاد، تقریر وخطاب کی دولت سے بھی مالا مال فرمایا تھا. چنانچہ دارالعلوم کے تقریباً ساٹھ سالہ دور اہتمام میں پیش آئے مسائل اور انتظامی الجھنوں میں مشغولیت کے باوجود حضرتؒ خطبات وعظ وارشاد میں مشغول رہے خداوند قدوس نے حضرتؒ کو انتظامی اعلیٰ صلاحیت عطا فرمانے کے ساتھ ساتھ وعظ وخطابت میں ایسا ملکہ عطا فرمایا تھا. اس کی نظیر ملنا ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے. آپؒ کے وعظ وتقریر میں موجودہ دور کے مقررین کی تقریروں میں پائی جانے والی لسانی اور نہ ہی واعظانہ جوش وخروش نہ لہجہ کا نشیب وفراز، لیکن اسکے باوجود آپ کا وعظ وخطاب بے حد موثر اور مسحور کن تھا. جس سے عوام اور اہل علم یکساں طور سے مستفید ہوتے تھے. اور گھنٹوں، گھنٹوں تک چلنے والا وعظ ایک ہی رفتار اور متانت اور پرکشش لہجہ میں جاری رہتا، اور وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ وعظ کی کشش میں اضافہ ہوتا جاتا.

حضرت رحمۃ اللہ علیہ دراصل مسلک شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے صحیح ترجمان اور داعی تھے آپ کی رائے میں غیر معمولی اعتدال تھا اسی وجہ سے حضرتؒ نے دیگر فرقوں کے رد کو اپنی تقریر وتحریر کا کبھی موضوع نہیں بنایا، اور حضرتؒ کے یہاں مسلکی تشدد سے کامل درجہ کا احتراز تھا اسی لئے اکابر علماء ہند اور دانشوران قوم نے متفقہ طور پر آپؒ کو آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کا صدر منتخب فرمایا اور اسی خصوصیت کی وجہ سے ہندوستان کے مرکزی ادارہ ندوۃ العلماء لکھنؤ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ. غیرہ کے حضرت رکن رہے.

جہاں تک حضرتؒ کی تصانیف وتالیفات کا تعلق ہے تو وہ بھی اپنی جگہ امت مسلمہ کے لئے عظیم سرمایہ اور گنج گراں مایہ کی حیثیت رکھتی ہیں حضرت کی تصانیف ہندو پاک کے مختلف مکتبوں سے شائع ہو کر مقبولیت عامہ حاصل کر چکیں ہیں. اہم تصانیف میں ''خطبات حکیم الاسلام'' جو کہ آٹھ جلدوں میں ہے، ہزاروں کی تعداد میں شائع ہو چکی ہے اس کے علاوہ ''خطبات قاسمی'' اسلام اور مغربی تہذیب شان رسالت خلافت معاویہ و یزید، حدیث رسول کا قرآنی معیار، سائنس اور اسلام، منتخب تقاریر وغیرہ ہیں اور بعض مسودات زیر طبع ہیں. حضرتؒ درحقیقت اپنی ذات میں ایک انجمن اور ایک ادارہ تھے. اور اکابر واسلاف کی روایات کے امین اور ترجمان تھے. حضرتؒ کی وفات حسرت آیات سے جو نقصان عظیم واقع ہوا ہے عرصہ تک اس کی تلافی نہیں ہو سکے گی. آپؒ سے اصل تعلق اور عقیدت کا تقاضہ ہے

کہ حضرت کی حیات طیبہ اور ملت اسلامیہ کیلئے آپ کے بے مثال کارناموں کے پیش نظر آپکی شخصیات کے مختلف گوشوں پر سیمینار منعقد کئے جائیں اور حضرت کی وفات سے جوکام درمیان میں رہ گئے ہیں ان کو مکمل کیا جائے ۴ رشوال ۱۴۰۳ھ کو حضرت کی وفات ہوئی۔

حضرت فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب رحؒ گنگوہی

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ باقی رہنے والی ذات صرف اللہ ذوالجلال والاکرام کی ہے اور اس کائنات کی ہر ایک برگزیدہ شخصیت ہر خاص و عام اور ہر ایک فرد و بشر کو موت سے دوچار ہونا ہے اور فرمان باری تعالیٰ کل من علیہا فان اور ارشاد باری تعالیٰ و ماتدری نفس بای ارض تموت سے کوئی بھی انکار نہ کرسکا اور نہ کرسکے گا۔

یہی وجہ ہے کہ آج قلب و دماغ اس حقیقت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ سرچشمہ ہدایت امین روایات اکابر، فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ افریقہ ''جوہانسبرگ میں ۱۸ ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ روز سہ شنبہ رحلت فرما گئے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت کی ولادت باسعادت گنگوہ میں ۱۳۲۵ھ میں ہوئی۔

آپ کو عالم اسلام کی ان برگزیدہ شخصیات اور ان اکابر علماء امت سے شرف تلمذ حاصل ہے کہ جن کی نظیر اقصاء عالم میں نہیں ملتی اور جن نفوس قدسیہ سے آپ نے کسب فیض فرمایا وہ اپنی مثال آپ ہیں حضرت نے مادر علمی دارالعلوم دیوبند اور مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور میں تعلیم حاصل فرمائی اور ''مشکوٰۃ شریف'' احقر کے جد المکرم حضرت مولانا نبیہ حسن صاحب نور اللہ مرقدہٗ سے پڑھی اور بخاری شریف حضرت شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس اللہ سرہ العزیز سے پڑھی دورۂ حدیث سے فراغت کے بعد حضرت نے مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں طویل زمانہ تک افتاء و حدیث کی خدمات انجام دیں۔

۱۳۷۱ھ سے ۱۳۸۴ھ تک تقریباً ۱۴ رسال تک مدرسہ جامع العلوم کانپور میں صدر مفتی کے طور پر خدمات انجام دیں اور ۱۳۸۵ھ میں آپ کو مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند نے دارالافتاء دارالعلوم دیوبند میں ''مفتی'' کے منصب پر فائز کیا اور اس زمانہ میں بخاری شریف جلد دوم بھی آپ رحمہ اللہ کے زیر درس رہی اور آپ مذکورہ جملہ خدمات حسبۃً للہ

انجام دیتے رہے حضرت فقیہ الامت چودھویں صدی کے ان یگانہ روزگار ہستیوں میں سے ہیں کہ جن کو خداوند قدوس نے اصلاح خلائق کے لئے خاص طور پر منتخب فرمایا.

آپ ؒ زمانہ ٔ طالب علمی میں جن مشکلات سے دو چار ہوئے اور جن اسلاف و اکابرین امت کی صحبت بابرکت سے فیضیاب ہوئے اور جن اخیار امت کے کردار و عمل کو آپ نے اپنی عملی زندگی میں جذب فرمایا ان کا تفصیلی تذکرہ محترم جناب مولانا مفتی محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم کی مرتب کردہ کتاب ''حیات محمود'' میں ملاحظہ فرمایا جا سکتا ہے.

آپ کو حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب سے خلافت و اجازت بیعت حاصل ہے. امت مسلمہ پر آپ کے احسانات اور آپ کے علمی کارناموں اور وقیع تصانیف کا اگر جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ حضرت نے ان عظیم خدمات کے ذریعہ جس طرح ملت اسلامیہ کی رہنمائی فرمائی وہ آپ کی امتیازی خصوصیت اور عالم اسلام کی تاریخ کا ایک سنہرا باب ہے اس لئے اس موقع پر ان تصانیف کا مختصر تذکرہ اور اجمالی تعارف کرنا ناگزیر معلوم ہوتا ہے اس لئے حضرت کی جملہ تصانیف کا ایک جائزہ درج اور ہدیہ ناظرین ہے.

فتاوی محمودیه:

بیس ضخیم جلدوں میں شائع شدہ زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق ہزاروں سوالات کے جوابات، تحقیقی فتاویٰ نادر و نایاب فقہی مقالات اور گرانقدر مضامین کا عظیم مجموعہ ہے. یہ مجموعہ ایسے تفصیلی فتاویٰ پر مشتمل ہے جو کہ بجائے خود ایک تصنیف کا درجہ رکھتے ہیں مثلاً رد بریلویت، رد غیر مقدلین، رد مودودیت وغیرہ پر حضرت نے ایسے تفصیلی فتاویٰ، فقہ و افتاء کی بنیادی کتب کے تفصیلی حوالہ جات سے تحریر فرمائے جو کہ بجائے خود مستقل تصنیف کا درجہ رکھتے ہیں اور اس کے ہر ایک باب کو ایک مستقل تصنیف قرار دیا جا سکتا ہے مذکورہ فتاویٰ آپ نے مدرسہ جامع العلوم کانپور، مظاہر علوم سہارنپور، اور دارالافتاء دارالعلوم دیوبند سے صادر فرمائے. یہ فتاویٰ کتب خانہ مظہری کراچی پاکستان سے بھی شائع ہو رہے ہیں.

ملفوظات فقیه الامت:

مذکورہ ملفوظات حضرت اقدس سے دریافت کیئے گئے لاتعداد سوالات کے جوابات

اور حضرت کے ارشادات عالیہ اور مختلف اوقات میں ارشاد فرمائے گئے اقوال زریں کا عظیم مجموعہ ہے اس مجموعہ کی دو جلد اشاعت پزیر ہو چکی ہیں مولانا محمد مسعود احمد قاسمی، مولانا رحمت اللہ کشمیری اور مولانا نور اللہ راجونی کو ان کتابوں کی ترتیب کی فضیلت حاصل ہے۔

مواعظ فقیہ الامت:

یہ کتاب حضرتؒ کے رمضان المبارک میں بیان فرمودہ مواعظ اور بعض اسفار لندن، اس مجموعہ کی نو جلدیں اشاعت پزیر ہو چکی ہیں جن کو مولانا مفتی محمد فاروق، مولانا رحمت اللہ کشمیری اور مفتی سہیل احمد مدراسی نے ترتیب دیا ہے۔

مکتوبات فقیہ الامت:

زیر نظر مجموعہ تین جلدوں پر مشتمل ہے یہ مجموعہ عالم اسلام، ہندو بیرون ہند سے حضرت کی خدمت میں آمدہ لاتعداد خطوط کے جامع جوابات اور زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق بیش بہا مشوروں اور ہدایات پر مشتمل ہیں مکتوبات کی دوسری جلد ''خواب اور ان کی تعبیروں'' کے ساتھ مخصوص ہے۔

اسباب لعنت کی چہل حدیث:

گناہوں کی دینی اور دنیاوی سزا اور گناہوں کی نحوست اور لعنت پر مشتمل چالیس احادیث کا گرانقدر مجموعۂ احادیث جس میں لعنت کے اسباب سے متعلق چالیس احادیث شریفہ کو بیان فرمایا گیا ہے اور ہر ایک گناہ کی وعید کو مستند حدیث شریف سے بیان فرمایا گیا ہے۔

اسباب مصائب اور ان کا علاج:

کون سے اعمال اور کردار کی وجہ سے انسان مصائب میں مبتلا ہوتا ہے مذکورہ کتاب میں تفصیلی طور پر مذکورہ موضوع پر قرآنی آیات اور احادیث شریفہ بیان فرمائی گئی ہیں۔ یہ وقیع تصنیف در اصل اصلاح معاشرہ کے لئے رہنما کتاب ہے۔

شوریٰ و اہتمام:

مدارس دینیہ میں اختیارات کاملہ مجلس شوریٰ کو حاصل ہیں یا کسی ادارہ کے مہتمم کو؟ اس موضوع پر حضرت رحمہ اللہ نے فقہی تحقیق بیان فرمائی ہے مذکورہ کتاب مدارس کے نظام چلانے اور انتظامی امور کی انجام دہی کے لئے بنیادی کتاب ہے۔

مسلک علماء دیوبند اور حب رسول:

اکابر علماء دیوبند کس طرح حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ہیں اور ان اکابرین کو کس طرح فیض نبویؐ حاصل رہا؟ ان کے خلاف ہونے والے پروپگنڈے کی حقیقت کیا ہے مذکورہ موضوع پر یہ کتاب اپنی نوعیت کی منفرد تصنیف ہے۔

رفع یدین:

نماز میں رفع یدین کے سلسلے میں شوافع کے دلائل نیز رفع یدین کے ترک پر حضرات احناف کے ترجیحی دلائل اس کتاب کا اصل موضوع ہیں مذکورہ کتاب حضرت کی فقیہانہ اور مجتہدانہ شان کی واضح دلیل ہے۔

حقیقت حج:

حج بیت اللہ شریف کی حقیقت اور اس سلسلے کے فقہی احکام ومسائل پر یہ کتاب حضرت کی جامع ترین تصنیف ہے جو کہ حضرات حجاج کرام کے لئے رہنما کتاب ہے۔

آسان فرائض:

فن فرائض اور علم المیراث کی بنیادی اصطلاحات کی سہل ترین طرز پر جامع تشریح جو کہ طلباء کرام اور عوام وخواص کے لئے لائق مطالعہ ہے۔

ارمغان اہل دل:

مذکورہ تصنیف حضرت فقیہ الامت رحمہ اللہ علیہ کے فن ادب کے ساتھ حضرت کے لگاؤ کی آئینہ دار اور حضرت کی فن شاعری سے دلچسپی کی ترجمان ہے اور یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ خداوند قدوس نے حضرت رحمہ اللہ علیہ کو روایتی علم ومعرفت اور سلوک وتصوف اور شریعت وطریقت کے علوم کاملہ کے ساتھ ساتھ صحافت، اردو ادب، اور فن شاعری سے بھی حصۂ وافر عطا فرمایا تھا، حضرت اقدس کے ادبی کلام اور مختلف مواقع ومجالس میں ارشاد فرمائے گئے قصائد واشعار رباعیات، قطعات، حمد، سلام اور نعتیہ کلام کو یکجا مرتب کیا جائے تو مستقل ایک دیوان اور فن شاعری کا ایک مستقل باب بن جائے۔

بہر حال مذکورہ بالا تصنیف حضرت اقدس رحمہ اللہ علیہ کے نعتیہ کلام اور بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش فرمائے گئے نذرانہ وگلہائے عقیدت پر مشتمل

حضرتؒ کے عارفانہ کلام کا بہترین مجموعہ ہے۔

سرکاری سودی قرضے:

بینک کی مختلف اسکیموں کے فقہی احکام اور بینک کی جانب سے دیئے جانے والے سودی قرضہ کے تفصیلی احکام پر مشتمل نادر فقہی تحقیق پر مشتمل کتابچہ بھی مطبوعہ شکل میں موجود ہے۔

خلاصۂ تصوف:

تصوف کی اصل حقیقت، تصوف کیا ہے؟ راہ سلوک وتصوف کی مشکلات اور اس سلسلہ کی پیچیدگیوں کا حل اس مختصر کتابچہ کا موضوع ہے۔

مذکورہ بالا وقیع تصانیف کے علاوہ حضرت اقدس رحمہ اللہ کے بعض اہم ترین مسودات غیر مطبوعہ بھی ہیں جیسے فہرست مضامین مسائل کبیری جس میں حضرت رحمہ اللہ نے علم فقہ میں عبادات کے موضوع پر فقہ حنفی کی بنیادی کتاب کبیری کے فقہی جزئیات اور ہر ایک صفحہ کے فقہی احکام ومسائل کی تفصیلی فہرست مرتب فرمائی اس کے علاوہ فقہ حنفی کی اہم ترین کتاب ''مجمع الانہر'' کے مسائل کی فہرست بھی حضرت نے مرتب فرمائی جوکہ تا حال اشاعت پذیر نہ ہوسکی، نیز طحطاوی علی مراقی الفلاح، کے مسائل کی تفصیلی فہرست بھی حضرت نے مرتب فرمائی ہے جوکہ عرصہ دراز قبل شائع ہوئی تھی اور اب عرصہ سے نایاب ہے۔ حضرت اقدس کی جملہ تصانیف فقیہانہ شان اور مجتہدانہ طرز کی آئینہ دار ہیں حضرت کی علمی خدمات کا اگر جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ حضرت اپنی ذات میں ایک ادارہ اور ایک انجمن تھے آپ کی شخصیت تاریخ ساز شخصیت تھی آپ سرچشمۂ ہدایت اور منبع فیض تھے۔ آپ کی وفات حسرت آیات سے امت مسلمہ عظیم سایہ سے محروم ہوگئی اور آپ کے وصال سے امت مسلمہ کے تمام طبقے آہ بلب اور اشکبار ہیں۔ اب ضرورت اسکی ہے کہ حضرت رحمہ اللہ علیہ کے وصال سے جو کام درمیان میں رہ گئے ہیں ان کی تکمیل کی جائے اور حضرت کی خانقاہ کو باقی رکھا جائے تاکہ یہاں سے جاری ہونے والا فیض ملت اسلامیہ کیلئے حضرتؒ کی حیات مبارکہ کی طرح سرچشمہ ہدایت بنتا رہے۔ حضرتؒ کی مبارک زندگی کے تفصیلی حالات کے لئے ''حیات محمود'' ملاحظہ فرمائیں۔ یہ کتاب حضرت اقدسؒ کے اجل خلیفہ حضرت مولانا مفتی محمد

فاروق صاحب دامت برکاتہم رئیس الجامعہ محمودیہ میرٹھ نے مرتب فرمائی ہے. واضح رہے کہ حضرت اقدس مفتی صاحبؒ کے اسم گرامی کی طرف منسوب مذکورہ ادارہ تعلیمی، اصلاحی خدمات میں مصروف ہے. یہ دینی ادارہ جو کہ حضرت اقدس حضرت مفتی صاحبؒ کے علوم و فنون کا ترجمان ہے اور خانقاہی طرز کا عظیم مرکز اور مرجع خلائق ہے، جو کہ حضرت مفتی محمد فاروق صاحب زید مجدہم کی سربراہی میں روز افزوں ترقی پر ہے. حضرت کی وفات ۱۹ ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ مطابق ۲ ستمبر ۱۹۹۶ء میں ہوئی. حضرتؒ کے اسم گرامی کی طرف منسوب ایک یادگار ادارہ محمود المدارس بھی ہے. جو کہ مسوری ضلع غازی آباد میں واقع ہے جو کہ حضرت کے ممتاز متوسلین مولانا محمد خالد صاحب و مولانا محمد مسعود صاحب کے زیر انتظام تعلیم میں مشغول ہے.

حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب قدس اللہ سرہ

یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ انگلستان کے صنعتی انقلاب اور جدید مشینری نظام نے دنیا پر گہرے اور منفی اثرات مرتب کئے ہیں اور سیاست اور قانون و تہذیب جدید نے مختلف النوع پیچیدگیوں کو جنم دیا. یا جو مسائل پیدا ہوئے ان کا شرعی حل پیش کرنا اسی لئے تصانیف اور تحقیقی فتاویٰ سے امت مسلمہ کی رہنمائی کرنا اکابر مفتیان اور علماء عظام کی ذمہ داری بن گئی. یہی وجہ ہے کہ خیر القرون کی طرح ہر ایک دور میں خداوند قدوس نے ایسے مفتیان کرام اور فقہاء عظام پیدا فرمائے کہ جنھوں نے امت کی، اپنے فتاویٰ اور مقالات کے ذریعہ بروقت رہبری فرمائی. ان ہی مفتیان کرام اور فقہاء امت میں سے حضرت اقدس حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کا اسم گرامی اور آپؒ کی مثالی شخصیت بھی ہے کہ جن کا ۲۰ ذی قعدہ ۱۴۲۰ھ کو سانحۂ وفات پیش آیا اور جن کی وفات حسرت آیات کی وجہ سے عالم اسلام ایک عظیم فقیہ سے محروم ہوگیا.

حضرت مفتی صاحبؒ کی ولادت باسعادت ماہ ذی قعدہ ۱۳۲۸ھ مطابق ماہ نومبر ۱۹۱۰ء بمقام اوندرا ضلع اعظم گڑھ میں ہوئی. آپؒ کے والد ماجد جناب محمد رفیع صاحبؒ علاقہ کے ایک بڑے زمین دار شخص تھے. حضرتؒ نے ابتدائی تعلیم اپنے وطن کے اکابر اولیاء

کرام اور اہل زہد وتقویٰ سے حاصل فرمائی. حضرت مولانا نعمت اللہ صاحبؒ اور حضرت مولانا شکر اللہ صاحبؒ ناظم مدرسہ احیاء العلوم مبارک پور اعظم گڈھ آپؒ کے خاص اساتذہ کرام میں سے ہیں ابتدائی تعلیم کے بعد حضرت مفتی صاحبؒ مدرسہ احیاء العلوم مبارک پور اعظم گڈھ تشریف لے گئے اور وہاں درس نظامی کی کتب کی تعلیم کی ابتداء فرمائی.

حسن اتفاق سے اسی زمانہ میں شیخ حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب الہ آبادی نور اللہ مرقدہ مذکورہ مدرسہ میں منصب تدریس پر فائز ہوئے اور اس طریقہ سے حضرت شیخ مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ سے حضرت مفتی صاحبؒ نے غیر معمولی اکتساب فیض فرمایا.

مدرسہ احیاء العلوم میں چند سال کی تعلیم حاصل فرما کر حضرت مفتی صاحبؒ مدرسہ عزیزیہ بہار شریف مزید تعلیم کیلئے تشریف لے گئے اور ایک زمانہ تک مذکورہ مدرسہ کے علاوہ دہلی میں مدرسہ عالیہ فتح پوری میں بھی حضرت نے تعلیم حاصل فرمائی. اور ۱۳۵۲ھ میں مادرِ علمی دارالعلوم دیو بند میں دورۂ حدیث سے فراغت حاصل فرمائی.

حضرت شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ، حضرت مولانا سید اصغر حسین میاں صاحبؒ اور حضرت علامہ مولانا محمد ابراہیم صاحب بلیاویؒ حضرت مفتی صاحبؒ کے خاص اساتذہ کرام میں سے ہیں. دورۂ حدیث سے فراغت کے بعد علوم وفنون کی کتب بھی مادرِ علمی دارالعلوم دیو بند میں پڑھی اور خاص طور سے احقر کے جدّ المکرّم حضرت مولانا نبیہ حسن صاحب نور اللہ مرقدہ جو کہ اس زمانہ میں حساب اور علم ہیئت اور علم الہندسہ کے امام تصور کئے جاتے تھے ان سے بھی حضرتؒ نے اس فن کی اہم بنیادی کتاب شرح چغمینی پڑھی. دارالعلوم دیو بند سے فراغت اور علوم وفنون کی تکمیل کے بعد حضرتؒ نے جین پور اعظم گڈھ میں تقریباً پانچ سال تک تدریسی خدمات انجام دیں اس کے بعد مدرسہ جامع العلوم دھمال گورکھپور میں تین سال تک تدریسی خدمات انجام دی اس کے بعد حضرت شیخ شاہ وصی اللہ الہ آبادیؒ کے حکم کے تحت تقریباً پچیس سال تک دارالعلوم مئو میں بحیثیت مفتی، فتویٰ نویسی کی خدمات انجام دیں اور ساتھ ہی ساتھ درس وتدریس کا سلسلہ بھی رہا اور اس مدرسہ میں حدیث وتفسیر، فقہ کی بنیادی کتب آپؒ کے زیر درس رہیں. اور

دارالعلوم کے دوران قیام ہی ماہ رجب ۱۳۸۵ھ میں دارالافتاء دارالعلوم دیوبند میں بحیثیت مفتی منصب افتاء پر فائز کیا گیا، اوراز ۱۳۸۵ھ تا ذی قعدہ ۱۴۲۰ھ دارالافتاء دارالعلوم دیوبند میں خدمات انجام دیتے رہے اس طرح تقریباً ۳۵ ؍سال تک دارالعلوم دیوبند میں حضرتؒ کی خدمت افتاء اور درس وتدریس میں مشغولیت رہی اور دارالعلوم دیوبند میں مذکورہ مدت میں تقریباً پون لاکھ کے قریب سوالات کے جوابات حضرت نے تحریر فرمائے اور جن سوالات کے جوابات آپؒ نے زبانی ارشاد فرمائے وہ تعداد اس کے علاوہ ہے۔ حضرت اقدسؒ کے گرانقدر فتاویٰ تقریباً ایک سوپچیس ۱۲۵ ؍ضخیم کلاں سائز کے رجسٹر میں محفوظ اور منقول ہیں۔ ان میں سے اہم ترین فتاویٰ کے رجسٹر مخصوص نام سے علیحدہ سے ہیں اوران فتاویٰ کی ایک معقول تعداد منتخبات نظام الفتاویٰ کے نام سے دیوبند ودہلی کے علاوہ پاکستان سے بھی متعدد ایڈیشن شائع ہوکر مقبول ہو چکے ہیں اور بہت سے فتاویٰ رسائل میں بھی شائع ہوئے ہیں۔

آپؒ کے فتاویٰ کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ حضرتؒ نے اپنے گراں قدر فتاویٰ اور تحقیق مقالات اور مضامین میں خاص طریقہ سے ایسے موضوعات کو موضوع بحث بنایا کہ جن کے بارے میں عام طریقہ سے تفصیلی مباحث نہیں ملتے اسی طریقہ سے حوادث الفتاویٰ حضرت مفتی صاحب کے فن فتویٰ نویسی کا خاص موضوع ہے اور حضرتؒ نے عام طریقہ سے جدید مشینری نظام اور آلاتِ جدیدہ سے پیش آنے والے پیچیدہ مسائل کو تفصیل سے تحریر فرمایا وہ حضرتؒ کے فنِ افتاء پر عمیق نظر اور حضرتؒ کے مجتہدانہ اور فقیہانہ طرز استخراج پر شاہد ہے اور دارالافتاء دارالعلوم دیوبند میں فتویٰ نویسی کی خدمات کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ فقہ حنفی کی اہم کتب سراجی، قواعد الفقہ، اور الاشباہ والنظائر وغیرہ حضرتؒ کے زیر درس رہیں اور ساتھ ہی ساتھ تصنیف وتالیف کا بھی

سلسلہ رہا آپ کی متعدد تصانیف کا مختصر اور ایک تحقیقی اور تعارفی جائزہ اس طرح ہے۔
حضرت مفتی صاحبؒ کی تحقیقی خدمات اور تصانیف حسبِ ذیل ہیں:

۱ فتح الرحمن فی اثبات مذہب النعمان:

اس کتاب کا اصل نام انوار السنة لرو ادالجنة ہے۔ اگر چہ یہ کتاب در اصل حضرت مفتی صاحبؒ کی تصنیف تو نہیں ہے بلکہ حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلویؒ کی تصنیف ہے، اس کتاب کی ترتیب و تدوین اور اس پر بعض مقام پر نوٹ وغیرہ اور اس کتاب کے دریافت و تحقیق کے سلسلہ میں حضرت مفتی صاحبؒ نے جو غیر معمولی کاوش اور عرق ریزی فرمائی اور جس محنت شاقہ سے آپؒ نے کتاب کا نسخہ حاصل فرمایا اور اس کی تحقیق پر جو غیر معمولی محنت فرمائی اور اس کی تصحیح وغیرہ کے سلسلہ میں جس قدر جدو جہد فرمائی وہ محنت ایک مستقل تصنیف سے کم نہیں ہے اس لئے ایک درجہ میں مذکورہ کتاب کو حضرت مفتی صاحبؒ کی علمی کمالات کا یادگار مجموعہ کہا جا سکتا ہے۔

عام طور پر مذہب حنفی کے بارے میں اس بے بنیاد شہرت کی بنیاد پر کہ مذہب حنفی کا مدار قیاس پر ہے اور فقہ حنفی کی تائید میں احادیث، نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اس طرح کے فرضی رجحانات کے عام ہونے کی وجہ سے حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلویؒ نے مذکورہ کتاب تالیف فرمائی جس میں فقہ حنفی کی تائیدی احادیث جمع فرمائی اور سب سے زیادہ صحیح روایت شروع میں اور اس کے بعد اس سے کم درجہ کی روایت یہاں تک کے سب سے زیادہ کمزور روایت ترتیب کے اعتبار سے سب سے آخیر میں نقل فرمائی۔ مذکورہ بالا کتاب جو کہ مشکوٰۃ شریف کے طرز پر اور مشکوٰۃ شریف کے ابواب کی ترتیب کے طرز پر معتبر ترین روایات پر مشتمل نادر مجموعۂ احادیث جناب مولانا حکیم احمد صاحب معروفی کے مخطوطات سے برآمد ہوئی۔ جس کا ایک نسخہ نہایت خستہ حالت میں حضرت محدث کبیر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی نور اللہ مرقدہ کے ذریعہ حضرت مفتی صاحبؒ تک پہنچا لیکن یہ نسخہ ناقابلِ استفادہ حالت میں تھا۔ اس لئے اصل اور صحیح نسخہ کی تلاش ضروری خیال کی گئی۔ چنانچہ ملک کی مختلف لائبریری میں دوسرا صاف نسخہ عرصہ تک نہ مل سکا آخر کار جامعہ ملیہ اسلامیہ کی لائبریری میں شعبۂ مخطوطات سے کسی طرح یہ نسخہ برآمد ہوا جس کی

تدوین وترتیب اور تحقیق پر ڈھائی سال کا عرصہ لگا اور ڈھائی سال تک مسلسل محنتِ شاقہ کے بعد اس کا مسودہ صاف ہو سکا اور نہایت اعلیٰ معیار کے ساتھ کلاں سائز کی تین جلدوں پر مشتمل احادیث کا معتبر ترین ذخیرہ اور نادر مجموعہ حضرت مفتی صاحبؒ کی توجہ خصوصی کی وجہ سے منظرِ عام پر آسکا. جو کہ اب نایاب ہو گیا.

۲- منتخبات نظام الفتاویٰ . یعنی فتاویٰ نظامیہ اوندراویہ.

مذکورہ بالا مجموعہ فتاویٰ جو کہ ایک جلد میں ہے دورِ حاضر سے متعلق حضرت مفتی صاحبؒ کے تحقیقی فتاویٰ، فقہی مقالات اور نادر و نایاب مضامین کا مجموعہ ہے، جس کو حضرت نے خود اپنے مکتبہ سے شائع فرمایا جو کہ متفرق مسائل جدیدہ پر مشتمل ہے.

۳- منتخبات نظام الفتاویٰ : اول ودوم

یہ مجموعہ فتاویٰ بھی حضرتؒ کے تحقیقی فتاویٰ پر مشتمل ہے جو کہ مغربی ممالک سے آمدہ سوالات کے جوابات، کمپنی کے حصص، ذبیحہ کے شرعی احکام اور سرکاری مختلف اسکیم سے متعلق استفتاء کے تحقیقی جوابات پر مشتمل ہے تقریباً گیارہ سو صفحات پر مشتمل یہ مجموعہ فتاویٰ آج سے پچیس سال قبل حضرت نے اپنے ذاتی مکتبہ، مکتبہ حسامیہ دیو بند سے شائع فرمایا تھا جو کہ آج کل نایاب ہے.

۴- نظام الفتاویٰ: جلد اول

فقہی ترتیب کے اعتبار سے دورِ حاضر کے بیشمار سولات کے جوابات پر مشتمل مجموعہ اسلامک فقہ اکیڈمی دہلی سے حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام صاحبؒ کے زیرِ اہتمام نہایت اعلیٰ معیار سے شائع ہوا. یہ فتاویٰ جو کہ دارالافتاء دارالعلوم دیو بند کے دور میں حضرت نے طویل عرصہ تک تحریر فرمائے. مذکورہ مجموعہ ان ہی مضامین پر مشتمل ہے. اسکی بقیہ جلدیں زیرِ طبع ہیں. مذکورہ فتاویٰ میں حضرتؒ نے **خاص طریقہ** پر مغربی ممالک میں پیش آنے والے مسائل اور اختلاف، مَطالع کی پیچیدگی کی بنا پر وہاں کی نماز سے متعلق نظام اوقات کی رہنمائی وغیرہ سے مشکل ترین مسائل پر تفصیلی کلام فرمایا ہے. مذکورہ فتاویٰ درحقیقت اسلامی دنیا میں عظیم اسلامی انسائکلو پیڈیا کا درجہ رکھتے ہیں. یہ فتاویٰ حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب مہتمم مدرسہ نظامیہ، میرٹھ نے نہایت محنت سے مرتب فرمائے.

۵ سراج الوارثین شرح سراجی:

یہ کتاب سراجی کی شرح ہے جس میں اصل عبارت کے ترجمہ کے بعد الفاظ کی تشریح اور عبارت کا اصل مفہوم واضح طور پر پیش فرمایا گیا ہے اور مناسخہ سے متعلق مسائل کے تفصیلی جوابات تحریر فرمائے گئے ہیں. یہ کتاب کتبخانہ محمودیہ دیوبند اور کراچی پاکستان کے مختلف اداروں سے شائع ہوکر مقبولِ عام بن چکی ہے.

۶ - علم الحدیث:

یہ رسالہ اگر چہ اپنے موضوع پر ایک مختصر رسالہ ہے لیکن اپنی جامعیت اور افادیت کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہے. جس میں حدیث کی تمام اقسام کی تعریف اور حدیث کے فن سے متعلق ضروری مباحث بیان فرمائے گئے ہیں.

۷ - اقسام الحدیث فی اصول التحدیث:

یہ بھی عربی میں ایک مختصر رسالہ ہے جس میں مذکورہ رسالہ کی طرح عربی زبان میں فنِ حدیث کی جملہ اقسام کی نہایت سہل طرز پر تاریخ بیان فرمائی گئی ہے.

۸ - شرح میزان الصرف:

یہ کتاب میزان اور منشعب کی جامع ترین آسان شرح ہے.

۹ - آسان علم نحو:

یہ کتاب فنِ نحو کی نہایت آسان کتاب ہے.

۱۰ - آسان علم الصرف:

فنِ صرف کی ضروری مباحث کے متعلق حضرتؒ کا جامع تصنیف ہے.

۱۱ - رویت ہلال کے شرعی احکام:

یہ رسالہ رویت ہلال کی بحث سے متعلق حضرتؒ کا جامع رسالہ ہے.

۱۲ - کرامات سرخیل جماعت، حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ:

یہ رسالہ حضرت حاجی امداداللہ مکیؒ کی کرامات پر مشتمل ہے. جیسا کے نام سے ظاہر ہے.

۱۳ - خصوصیات امام ابو حنیفہؒ:

اس رسالہ میں امامِ اعظم ابوحنیفہؒ کی خصوصیات بیان کی گئی ہیں.

۱۴- **نظام الفتاویٰ** (جدید ترتیب)

اس کتاب میں حضرت اقدس مفتی صاحبؒ کے گرانقدر اور تحقیقی فتاویٰ جدید ترتیب کے ساتھ شائع کئے جارہے ہیں۔ یہ فتاویٰ جو کہ حضرت اقدسؒ کے لائق فرزند جناب حسام الدین صاحب (ایم اے) مفتی کفیل الرحمٰن نشاط صاحب کی نظر ثانی کے بعد شائع کر رہے ہیں۔ ان فتاویٰ کی خصوصیت یہ ہے کہ جلد اول میں ایمان وعقائد سے متعلق اور ردمودودیت، ردغیر مقلدیت وغیرہ کے خلاف حضرت کے فتاویٰ جمع کئے گئے ہیں۔ کتاب کی ترتیب جدید میں اس بات کا خاص طور خیال رکھا گیا ہے کہ ایک ہی مضمون کے فتاویٰ تمام کے تمام یکجا جمع ہو جائیں۔ چنانچہ قدیم نظام الفتاویٰ میں مطبوعہ نیز غیر مطبوعہ فتاویٰ دارالعلوم کے رجسٹروں سے جمع کر کے سب کو یکجا کر کے شائع کیا گیا ہے۔

مذکورہ کتاب کی دوسری جلد میں، نکاح اور محرمات نکاح اور ولایت نکاح نیز اس سلسلہ کے تمام تر مسائل جمع کئے گئے ہیں اور تیسری جلد میں طلاق اور طلاق کی تمام اقسام اور اس کی تمام تر بحث سے متعلق فقہی مسائل یکجا جمع ہیں۔ اس طرح چوتھی جلد میں اوقاف سے متعلق جملہ مسائل غیر مسلم کے وقف کی حیثیت، مساجد کے احکام وغیرہ کے متعلق فتاویٰ یکجا جمع ہیں۔ تا حال جدید نظام الفتاویٰ کی چار جلد شائع ہو چکی ہیں۔ بقیہ جلد زیر طبع ہیں۔

حضرت مفتی صاحبؒ کی تحریری خدمات کے علاوہ تدریسی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے آپؒ کے تلامذہ مشرق سے لیکر مغرب تک اور شمال سے لیکر جنوب تک پھیلے ہوئے ہیں اور حضرتؒ کے تلامذہ، متوسلین اور فیض یافتگان عالم اسلام میں نمایاں، علمی تدریسی تالیفی اور ملی وسماجی خدمات میں مشغول ہیں۔ حضرتؒ اپنی ذات میں ایک ادارہ اور ایک انجمن تھے اور اکابر کے علوم کے امین اور ترجمان تھے آپؒ کی وفات حسرت آیات سے جو نقصان ہوا ہے عرصہ تک اس کی تلافی نہ ہو سکے گی اور حضرتؒ کی وفات سے عالم اسلام عظیم شخصیت سے محروم ہو گیا ہے، دعا ہے خداوند قدوس حضرت کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔ حضرتؒ کی وفات ماہ ذیقعدہ ۱۴۲۰ھ میں ہوئی۔

مفکر ملت حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی صاحب نور اللہ مرقدہ

سابق رکن مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند وصدر مسلم مجلس مشاورت

(زیر نظر مضمون ومقالہ جون ۸۸ء میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ کے زیر صدارت منعقد سیمینار میں پڑھا گیا، یہ سیمینار غالب اکیڈمی نئی دہلی میں منعقد ہوا.

حضرت فخر ملتؒ کی ہمہ گیر شخصیت کے پیش نظر مقالہ کا اقتباس شریک اشاعت ہے.)

(خورشید حسن قاسمی)

دارالعلوم دیوبند ایشیاء کی وہ عظیم یونیورسٹی ہے کہ جس نے گذشتہ صدی میں عالم اسلام کی متعدد ایسی نامور شخصیات پیدا کیں کہ جنہوں نے ملت کی فکری وعملی رہنمائی کر کے مسلمانوں کی تاریخ پر گہرے اور دوررس اثرات مرتب کیے، عالم اسلام کی انہیں نامور شخصیات میں سے مفکر ملت حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی صاحبؒ کی ذات گرامی ہے.

آپ کی ولادت باسعادت ۱۹۰۱ء کی ہے اور ۱۹۱۰ء میں آپ نے جناب حافظ محمد نامدار خان صاحبؒ دیوبندی کے یہاں حفظ قرآن کیا اور حضرت مولانا یٰسین صاحبؒ اور مولانا محمد منظور احمد صاحبؒ دیوبندی سے فارسی، ریاضی کی تعلیم حاصل کی اور ۱۳۴۱ھ میں مادر علمی دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی آپ کو جن سلف صالحین یگانہ روزگار شخصیات سے شرف حاصل ہوا کہ جن کی نظیر ملنی ناممکن ہے. فخر المحدثین حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ، حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی صاحبؒ، حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی صاحبؒ راقم الحروف کے جد المکرم عارف باللہ حضرت مولانا نبیہ حسنؒ حضرت مولانا سید اصغر حسین میاں صاحب سے آپ نے درس نظامی کی تکمیل کی.

فراغت کے بعد آپ نے والد ماجد حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانیؒ کے زیر نگرانی ''فتویٰ نویسی'' کی خدمت انجام دینا شروع کیا، اور ۱۳۴۳ھ ۱۳۴۴ھ میں آپ نے دارالافتاء دیوبند میں افتاء کا کام انجام دینا شروع کیا اس کے بعد ڈابھیل تشریف لے گئے جہاں آپ نے عرصہ تک فتویٰ نویسی کی خدمت انجام دیں اور اس عرصہ میں آپ نے ملک اور بیرون ملک اور عالم اسلام سے آمدہ استفتاء وافتاء تفسیر وحدیث کلام وتصوف و

عقائد وعظ وارشاد عائلی قوانین اور اسلام کے ازدواجی نظام سے متعلق سینکڑوں سوالات کے جوابات تحریر فرمائے. یہ فتاویٰ علوم ومعارف کا بیش بہا خزانہ ہونے کے علاوہ ایک لحاظ سے برصغیر پاک وہند کے ان تمام نظریاتی، سیاسی، معاشرتی، رجحانات کی تاریخ بھی ہیں جو کہ گذشتہ ربع صدی میں امت کے مختلف طبقات میں پیدا ہوئے.

ایک مفتی کے لئے فکری آفاقیت، لوگوں کے احوال اور تعامل سے واقفیت حدود شرع میں رہتے ہوئے گنجائش نکالنا اور فتویٰ میں آسان پہلو اختیار کرنا سہولت دینا، منشا سوال کو پوری طرح محسوس کرنا وغیرہ وغیرہ یہ وہ شرائط ہیں کہ جن کا خیال رکھنا مفتی کے لئے ضروری ہے. چنانچہ آپ کے فتاویٰ میں ان امور کا پوری طرح لحاظ پایا جاتا ہے. بعض مرتبہ سوال مختصر ہوتا ہے لیکن جواب میں تفصیل اور دلائل کی ضرورت ہوتی ہے، اسی طریقہ پر بعض دفعہ سوال مفصل ہوتا ہے لیکن سائل کو محض مسئلہ بتلا دینا اور حکم شرع کا اظہار کافی ہوتا ہے.

چنانچہ مفتی صاحبؒ نے فتویٰ نویسی کے لئے ضروری ان شرائط کا پورا پورا خیال فرماتے ہوئے استفتاء کے جوابات تحریر فرمائے، آپ کے فتاویٰ تفسیری نکات، حدیثی اشکالات کے جوابات اور فرق باطلہ کے رد سے متعلق بھی ہیں اور بعض فتاویٰ فن افتاء کے مشکل ترین باب فرائض اور مناسخہ سے بھی متعلق ہیں.

آپ کے فتاویٰ کی بنیادی اور امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ فتاویٰ میں مستفتی کیلئے آسانی کا پہلو اور حدود شرع میں رہتے ہوئے صاحب معاملہ کو گنجائش دینا ہے، آپ کے تحریر فرمودہ فتاوی علماء، مفتیان کرام، دانشور طبقہ عوام وخواص اور سماج کیلئے یکساں طور پر رہبر ہیں.

دارالعلوم دیوبند، دہلی اور جامعہ اسلامیہ ڈابھیل سے جاری شدہ آپ کے فتاویٰ کا عظیم ذخیرہ گنج گرانمایہ اور عظیم انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتا ہے. فقہی ابواب کی ترتیب جدید اور تدوین کے بعد زندگی کے ہر ایک پہلو پر حاوی آپ کے فتاویٰ اگر علیحدہ کتابی شکل میں شائع ہو جائیں تو یہ عظیم خدمت ہوگی اور ارباب فتاویٰ کے لئے یہ فتاویٰ اکابر مفتیان ہند کے دیگر فتاویٰ کی طرح رہبر ثابت ہونگے.

اسی طریقہ سے اگر آپ کی دیگر خدمات کا احاطہ کیا جائے اور آپ کے ملک کے اہم مدارس میں درس وتدریس کے زمانہ کے خطبات اور عوامی خطابات اور ملک و بیرون

ملک اور عالم اسلام کی مختلف کانفرنسوں اور سیمیناروں میں پڑھے گئے مختلف النوع مقالات اور گرانقدر مضامین اور دینی عظیم مجلہ ''برہان'' کے ابتدائی دور کے حضرت مفتی صاحبؒ کے وقیع نذرات واداریوں کو جمع کیا جائے اور حضرت شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ کی شہرہ آفاق کتاب ''الکلم الطیب'' اور حضرت علامہ ابن جوزیؒ کی کتاب ''صید الخاطر'' حضرت مفتی صاحب کے کئے گئے تراجم وحواشی کو منظر عام پر لایا جائے تو یہ ایک عظیم کارنامہ ہو۔

حضرت مفکر ملتؒ کی ملکی وملی اور دینی، سماجی خدمات کا تقاضہ یہ ہے کہ ملک کے مختلف شہروں اور علاقوں میں آپ کی عظیم شخصیت پر سیمینار منعقد کئے جائیں اور آپ کی شخصیت کے مختلف پہلوا جاگر کئے جائیں اور حضرت مفتی صاحبؒ کے علوم پر تحقیق وریسرچ کا کام کیا جائے درحقیقت حضرت مفتی صاحبؒ حضرت مفتی اعظمؒ کے علوم کے امین اور ترجمان ہیں۔ آپؒ ایک عظیم فقیہ اور اسکالر تھے، آپکی ہمہ گیر خدمات ناقابل فراموش ہیں اور یہ خدمات ہمیشہ یادرہیں گی۔ آپ کی وفات سے جو علمی، ملی، سماجی امور درمیان میں رہ گئے ہیں خداوند قدوس ان تکمیل فرمائے۔ آمین۔ آپ کی وفات شعبان المکرم ۱۴۰۴ھ میں ہوئی۔

استاذ العلماء حضرت مولانا سید اختر حسین میاں صاحبؒ

سابق ناظم تعلیمات واستاذ فقہ وحدیث دارالعلوم دیوبند

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا سید اصغر حسین میاں صاحب نور اللہ مرقدہ محدث دارالعلوم دیوبند کے صاحب زادے ہیں۔ حضرتؒ کے جدامجد حضرت مولانا عبداللہ شاہ عرف حضرت میاں جی منے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم دیوبند کے بانیان میں سے ایک ہیں۔ حضرت مولانا سید اختر حسین میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم دیوبند کے قدیم اساتذہ کرام میں سے ہیں حضرتؒ نے تقریباً چالیس سال تک دارالعلوم دیوبند میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ خداوند قدوس نے حضرتؒ کو اعلیٰ انتظامی صلاحیت سے بھی نوازا تھا۔ چنانچہ آپؒ کو حضرت علامہ ابراہیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات کے بعد مجلس شوریٰ دارالعلوم نے ناظم تعلیمات مقرر فرمایا۔ چنانچہ تاوفات آپؒ اس منصب پر فائز رہے۔ انتظامی اعتبار سے حضرتؒ طلباء کیلئے مشفق استاذ کے ساتھ منتظم کی

حیثیت سے ادارہ کے قوانین وضوابط کے سخت پابند تھے. درس میں کسی قسم کی بے اصولی، سبق میں عدم حاضری، استاذ محترم کے سامنے دیوار یا تپائی یا کتاب پر سہارا لے کر بیٹھنا یا دوران درس طالب علم کی دوسرے ساتھی سے گفتگو وغیرہ ناقابل معافی حرکات تصور کی جاتی جس کی مناسب اور حسب حال سزا میں تاخیر کی گنجائش نہ ہوتی.

حضرتؒ کا درس طلباء میں بے حد مقبول تھا، آپؒ کا درس حشو و زوائد اور واعظانہ تقریر سے دور تھا صرف اور صرف کتاب اور عبارت کتاب پر پوری توجہ مرکوز رہتی.

اولاً عبارت کتاب اور مطلب خیز ترجمہ پر توجہ رہتی. فقہ سے متعلق کتب میں ائمہ اربعہ کے مسلک کو مختصراً بیان فرما کر حنفی ترجیحی دلائل کو آخر میں بیان فرماتے. آپؒ کا ہدایہ اولین اور ہدایہ آخرین کا درس بہت مشہور تھا. راقم الحروف نے بھی مذکورہ دونوں کتب حضرتؒ سے ہی پڑھی ہیں.

حضرتؒ کی بعض تصانیف بھی شائع ہوئی ہیں. جن میں سے سب سے زیادہ مشہور کتاب، شرح میزان الصرف ہے جو کہ دراصل میزان الصرف کا اردو ترجمہ مع مختصر حاشیہ ہے. حضرتؒ کی وفات اجلاس صد سالہ سے قبل ہوئی.

حضرت حاجی سیّد محمد بلال صاحب

بن حضرت محدث اعظم مولانا سیّد اصغر حسین صاحب نور اللہ مرقدہٗ

آپ کا شمار مشاہیر دیوبند میں ہوتا ہے آپؒ عارف باللہ حضرت مولانا سیّد اصغر حسین میاں صاحبؒ (خلیفہ مجاز حضرت، حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ) کے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ ایک باوقار شخصیت کے مالک تھے تقویٰ اور پرہیزگاری آپ کو اپنے والدِ ماجدؒ سے ورثہ ملی تھی۔

گیارہ سال کی عمر سے ہی نمازِ تہجد کی پابندی کرنے لگے تھے جو کہ تمام عمر جاری رہی شریعت پر سختی سے کاربند رہتے اور اپنی عبادات وکمالاتِ روحانیہ کو ہمیشہ مخفی رکھنے کی کوشش فرماتے تھے اپنی زندگی میں چالیس سے زیادہ حج کئے لیکن آمدورفت نہایت خاموشی سے ہوتی اور سوائے قریبی لوگوں کو کسی کو آپ کے سفرِ حج کی خبر نہ ہوتی زمانہ قدیم سے زیارتِ حرمین کے مبارک اسفار کے نتیجہ میں حجازِ مقدس کی ممتاز شخصیت کی جانب سے آپ کے مستقل قیام کے لئے بندوبست کی پیشکش کے باوجود آپ ہر سال سفر کی دشواریاں برداشت فرماتے اور حجازِ مقدس میں مستقل قیام محض اس لئے نہ فرماتے کہ ایسا نہ ہو کہ اس سے طلب وشوق میں کمی نہ آجائے یا یہاں کے آداب میں ادنیٰ سے بھی لغزش نہ آجائے۔

آپؒ اوقات ومعمولات کی پابندی کے ساتھ بااصول زندگی کے مالک تھے اپنی قیام گاہ سے صرف نماز باجماعت ادا کرنے یا کسی ضروری کام سے ہی باہر آتے تھے۔ مخصوص اوقات میں تعویذات لینے کے لئے آنے والوں سے ملتے ضرورت مند لوگوں کی خفیہ طریقہ پر مالی امداد فرماتے غرباء ویتیموں کی بالخصوص سرپرستی فرماتے اپنے خاندانی مدرسہ (اسلامیہ اصغریہ) کی زیادہ تر ضروریات کی

کفالت فرماتے اور آپ نے اپنے صرفہ سے متعدد عمارات مدرسہ ہذا کی تعمیر کرائیں اور وقتِ ضرورت ہمیشہ دستِ تعاون دراز رکھا آپ کے زیادہ تر اوقات قیامِ ہندوستان میں ذکر وتلاوت وتسبیحات میں صرف ہوتے آپ کے خاندانی تعویذات سے دیوبند کا شاید ہی کوئی گھر ایسا ہو جس کو آپ نے فائدہ نہ بخشا ہو اس کے علاوہ ہند و بیرونِ ہند جنوبی افریقہ، انگلینڈ و امریکہ اور بہت سے ممالک میں آپ کے ارادت مندوں کی ایک بڑی تعداد مختلف انداز سے آپ سے مستفید ہوئی۔

آخر عمر میں متعدد امراض کے شکار رہنے لگے بالآخر ۹ رفروری ۱۹۹۰ء کو رات کو دس بجے بعمر ۸۶ رسال اپنی اقامت گاہ پر اپنے والدِ مرحوم حضرت میاں صاحبؒ کے بستر پر لیٹے لیٹے آپ دارِ فانی سے دارِ بقا کو کوچ کر گئے انتقال کے وقت تقریباً تمام اعزاء اور اہل خاندان آپ کے پاس موجود تھے انتقال کے دن بعدِ عصر حضرت مولانا سیّد خلیل حسین میاں صاحب دامت برکاتہم کو بلا کر گلے لگایا اور کافی دیر تک سینے سے لگائے رکھا حضرت مولانا سیّد خلیل حسین میاں صاحب حضرت شیخ الحدیثؒ کے خلیفہ مجاز اور حضرت شیخؒ کی توجہات کا مرکز رہے ہیں حضرت حاجی بلال صاحبؒ نے آپ کے سینے میں اپنی نسبتِ خاندانی منتقل فرما کر آپ کو اپنا روحانی جانشین بھی بنا دیا۔

وصال سے پہلے آپؒ آس پاس والوں سے پوچھتے کہ یہاں کون کون بیٹھا ہے پھر کسی نظر نہ آنے والے سے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے اور پھر پوچھتے کہ یہاں کون کون آیا ہے؟ ان الفاظ کے ساتھ ماحول میں ایک عجیب سی خوشبو تمام حاضرین کو محسوس ہوئی تھی آخری وقت میں آخری نمازِ مغرب آپ نے بیٹھ کر ادا فرمائی اور تمام عمر جس نماز باجماعت کا اہتمام رہا وہ نماز آخری وقت میں بھی اہتمام سے ادا فرما کر دنیا سے رخصت ہو گئے آپؒ قیامِ حرمین میں بھی ہمیشہ صفِ اوّل میں نماز ادا فرمایا کرتے تھے جو کہ وہاں کے ہجوم کے سبب قطعاً آسان کام

نہیں ہے آپ کی اولاد واحفاد میں حضرت مولانا سیّد جلیل حسین میاں صاحب زید مجدہم وحضرت مولانا سیّد خلیل حسین میاں صاحب زید مجدہم اور جناب الحاج ڈاکٹر سیّد جمیل حسین میاں صاحب اور دو صاحبزادیاں عابدہ خاتون زوجہ حکیم سیّد محمود علی صاحب مرحوم اور ساجدہ خاتون زوجہ حافظ سیّد انور حسین صاحب شامل ہیں۔

حضرت مولانا سیّد جلیل حسین میاں صاحب زید مجدہم نہایت متبع سنت نمونۂ اسلاف ہیں آپ کی تربیت آپ کے جدِّ امجد حضرت مولانا سیّد اصغر حسین میاں صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے فرمائی تھی آپ کی نگاہِ کیمیاء تاثیر کے سبب حضرت مولانا جلیل حسین میاں صاحب جن کو حضرت جی کے نام سے جانتے ہیں بحالتِ پیری اپنی خانقاہ مسجدِ بلال کے ذریعہ ہزاروں لوگوں کی روحانی رہبری اور اصلاح اور تربیت فرما رہے ہیں اور ملک و بیرونی ممالک میں لاتعداد ارادت مند آپ سے روحانی فیض حاصل کرر ہے ہیں۔

آپ کے تیسرے صاحبزادے عالیجناب الحاج ڈاکٹر سیّد جمیل حسین میاں صاحب اپنے خاندانی مدرسہ اسلامیہ اصغریہ دیوبند کے اہتمام کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے ساتھ ساتھ اپنے مطب واقع تحصیل دیوبند میں علاج ومعالجہ میں مصروف ہیں جس سے ہزاروں انسان شفاءیاب ہورہے ہیں نیز مرکز دعوت وتبلیغ جس کی روح رواں حضرت مولانا سیّد خلیل حسین میاں صاحب دامت برکاتہم (خلیفہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ) ہیں اور مدرسہ کی مسجد جس کا قدیم مرکز ہے اس میں مختلف خدمات انجام دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اس خاندان اہلِ بیت نبوت اور اولادِ شیخ حضرت عبدالقادر جیلانیؒ سے مسلمانوں کو ہمیشہ فیضاب فرماتے رہیں۔ آمین

والد ماجد حضرت مولانا سید حسن صاحبؒ

سابق استاذ حدیث وفقہ دارالعلوم دیوبند

آبائی وطن دیوبند ہے والد ماجد کا اسم گرامی حضرت مولانا نبیہ حسن صاحبؒ دیوبندی ہے حضرت والد صاحبؒ نے ۱۳۵۶ھ میں دارالعلوم سے فراغت حاصل فرمائی۔

زمانۂ طالب علمی سے ہی، حضرتؒ کے حقیقی ماموں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی زیر سرپرستی خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون سے تعلق رہا اور مسلسل تھانہ بھون حاضری رہی۔ اور حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے حضرت والاؒ کو مجاز صحبت بھی قرار دیا جیسا کہ حضرت حکیم الامتؒ کے منسلکہ مکتوب گرامی کی فوٹو کاپی میں مذکور ہے۔

بہر حال حضرت والاؒ نے ابتداء میں نینی تال میں مدرسہ عربیہ میں تدریسی خدمات انجام دیں اور چند ہی سال کے بعد ۱۳۶۰ھ میں مادر علمی دارالعلوم دیوبند میں

شعبۂ فارسی و ریاضی میں
تدریسی خدمات انجام دیں. لیکن بعد میں عربی کتب کی تدریس کا سلسلہ بھی جاری رہا. جو کہ طلباء میں بے حد مقبول ہوا.

حضرت والاؒ کی ذاتی علمی صلاحیت کی بناء پر عالم ربانی حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب کی خاص کوشش اور حضرتؒ کی تحریک و تجویز کی وجہ سے والد صاحبؒ کو شعبہ فارسی سے شعبہ عربی کے درجۂ وسطیٰ میں ترقی دی گئی. اور بہت جلد مشکوٰۃ شریف کا درس آپ سے متعلق رہا. بعد میں طحاوی شریف اور شمائل ترمذی شریف بھی عرصہ تک آپ سے متعلق رہیں. اس طرح تقریباً چوتھائی صدی تک والد صاحبؒ نے تدریسی خدمات انجام دیں اور اپنے دور میں حضرتؒ دارالعلوم کے مقبول ترین استاذ بن گئے.

آپؒ کے تلامذہ کی تعداد ہزاروں تک ہے. ممتاز تلامذہ میں عالم اسلام کی مشہور شخصیات شامل ہیں. ممتاز تلامذہ میں سے چند کے اسماءِ گرامی حسب ذیل ہیں:

(۱) حضرت مولانا سید اسعد مدنی صاحب مدظلہ.
(۲) حضرت مولانا سید ارشد مدنی صاحب مدظلہ.
(۳) حضرت مولانا سید انظر شاہ صاحب مدظلہ.
(۴) حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحب مدظلہ.
(۵) حضرت مولانا مفتی عبدالرزاق صاحب، بھوپالی.
(۶) حضرت مولانا قمرالدین احمد صاحب استاذ حدیث دارالعلوم.
(۷) حضرت مولانا محمد عبداللہ الرئیس، کناڈا.
(۸) حضرت مولانا مفتی مصلح الدین صاحب، لندن.
(۹) حضرت مولانا محمد جمال صاحب استاذ دارالعلوم دیو بند.
(۱۰) حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری. محدث دارالعلوم دیو بند.
(۱۱) حضرت مولانا ریاست علی صاحب بجنوری. استاذ حدیث دارالعلوم دیو بند.
(۱۲) حضرت شیخ مولانا احمد علی صاحبؒ شیخ الحدیث دارالعلوم بانس کنڈی آسام.
(۱۳) حضرت مولانا مفتی اشرف علی صاحب، بنگلور

(۱۴) حضرت مولانا محمد الیاس صاحب بارہ بنکوی شیخ الحدیث مرکز تبلیغ دہلی.
(۱۵) حضرت مولانا محمد قاسم صاحب مبل کھیڑہ، گوڑ گاؤں.
(۱۶) حضرت مولانا محمد نذیر صاحب مہتمم مدرسہ تعلیم القرآن جانسٹھ، مظفر نگر
(۱۷) حضرت مولانا مفتی کفیل الرحمن نشاط صاحب، نائب مفتی دارالعلوم دیو بند
(۱۸) حضرت مولانا ریاض احمد صاحب میرٹھی، استاذ حدیث و نائب مہتمم مدرسہ خادم الاسلام ہاپوڑ ضلع غازی آباد.

حضرت والد صاحبؒ کو خداوند قدوس نے تدریسی صلاحیت کے ساتھ تصنیفی صلاحیت سے بھی نوازا تھا. آپ کی تصانیف ہند و پاک و بنگلہ دیش کے مختلف اداروں سے شائع ہو چکی ہیں. اہم تصانیف کا تعارف مندرجہ ذیل ہے.

(۱) تنویر الحواشی شرح سراجی کامل مع مناسخہ.
(۲) مصباح المیر شرح نحو میر اردو.
(۳) مصباح المعانی شرح شرح جامی اردو بحث فعل.
(۴) شرح مفید الطالبین اردو، مع حل ترکیب.
(۵) تذکرہ سیدنا حضرت ایوب علیہ السلام قرآن و حدیث کی روشنی میں.
(۶) تاریخ سیدنا حضرت حسینؓ مع فضائل اہل بیت و حضرت حسنؓ.
(۷) فضائل و برکات درود شریف و واقعات اولیاء.
(۸) تحقیق اسم اعظم شریف.
(۹) قرآنی دعائیں.
(۱۰) چہل حدیث استغفار.
(۱۱) اسرار اسم اعظم کا شرعی فیصلہ.
(۱۲) ردّ بدعات پر تحقیقی کتاب.
(۱۳) تنبیہات، مودودی صاحب کی بنیادی علمی غلطیوں پر تحقیقی رسالہ.
(۱۴) چہل حدیث اسلامی اخلاق، بخاری شریف کی اخلاق سے متعلق نیز اصلاح معاشرہ پر تحقیقی کتاب د مجموعۂ احادیث. رسالہ آداب طعام.
(۱۵) سیرت الصدیقؓ مع فضائل حضرت صدیق اکبرؓ تاریخ اور سیرت کی اہم کتب سے منقول تحقیقی کتاب مع تصدیقات حضرت شیخ الادبؒ و حضرت علامہ ابراہیم بلیاویؒ.

(۱۶) جدۂ عظمیٰ کی شرعی حیثیت، یہ رسالہ فتاویٰ دارالعلوم قدیم کا جز بن کر نیز جواہر الفقہ جلد ۴ میں بھی شائع شدہ ہے۔
(۱۷) راکٹ سے چاند تک، یعنی خلا کی تسخیر کی شرعی حیثیت اور چاند اور دیگر سیارات کے آسمانی سفر سے متعلق شرعی فیصلہ۔
(۱۸) تحفۂ معراج واقعہ معراج سائنس اور شریعت کی روشنی میں۔
(۱۹) ترجمہ المنجد، عالم اسلام کی جن مشہور شخصیات نے المنجد کا عربی سے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ ان مترجمین میں حضرت والد ماجدؒ بھی شامل ہیں۔ آپؒ نے بھی المنجد عربی سے اردو میں منتقل فرمایا ہے۔ مقدمۂ المنجد میں مترجمین کی فہرست مذکور ہے۔
(۲۰) تسہیل آداب المعاشرت۔ (۲۱) تسہیل حیات المسلمین (۲۲) سیرت حضرت عمر فاروقؓ (۲۳) شہید کربلاؓ (۲۴) جمالین شرح جلالین۔

مذکورہ کتب میں بعض غیر مطبوعہ مسودات کی شکل میں ہیں اور اکثر شائع شدہ ہیں حضرت والد صاحبؒ کی حیات مبارکہ کا خاص پہلو یہ ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ اور تین حقیقی بھائی اور تقریباً جملہ اہل خاندان تقسیم ہند کے موقعہ پر پاکستان منتقل ہو گئے تھے۔ یہاں تک آپ کے سرپرست اور مشفق ماموں حضرت جدّ المکرّم مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ پاکستان ہجرت فرما چکے تھے لیکن آپؒ نے وطن عزیز اور دارالعلوم کو نہیں چھوڑا۔ اور تا وفات دارالعلوم میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ یہاں تک کہ وفات کے دن بھی دارالعلوم میں مشکوٰۃ شریف کا درس دیا اور بوقت وفات راقم الحروف کو نور الایضاح پڑھانے کیلئے بلایا کہ اچانک آنکھیں بدلنے لگیں اور چند ہی لحہ میں روح پرواز کر گئی ڈاکٹروں کی تشخیص کے مطابق یہ ہارٹ اٹیک کی صورت تھی۔ اور اس طرح یکم نومبر ۱۹۶۱ء کو علم وعمل کا یہ چراغ ہمیشہ کے لئے گل ہو گیا، انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ پسماندگان میں تین صاحب زادے، حضرت مولانا شاہد حسن قاسمی استاد دارالعلوم، خورشید حسن قاسمی و مفتی محمد سلیمان ظفر قاسمی۔ نگراں، اسلامی اسٹڈیز لائبریری ہمدرد نگر نئی دہلی، چھوڑ گئے۔

حضرت والد صاحبؒ کی تدفین آپ کے حقیقی نانا حضرت مولانا محمد یٰسین صاحب دیوبندیؒ کے مزار مبارک کے نزدیک ہوئی۔ آپؒ کے پسماندگان میں احقر کی والدہ صاحبہ

بھی بحمدللہ موجو ہیں. جو کہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی صاحبؒ کی حقیقی نواسی ہیں بقید حیات ہیں. خداوند قدوس ان کا سایۂ شفقت تا عمر سلامت رکھ. آمین.

فوٹو کاپی مکتوب حضرت حکیم الامتؒ بابت خلافت حضرت والد ماجدؒ

السلام علیکم حسب معمول قدیم اس وقت بھی بعض احباب کو
میں نے [illegible] کے لئے منتخب کیا ہے کہ وہ شائقین دین
کو اپنی معلومات سے دینی نفع پہونچاویں اور ایسی جماعت
کا لقب مجاز صحبت رکھا گیا ہے جن میں آپکو بھی توکلاً
اس سلسلہ کے لئے تجویز کیا ہے امید ہے کہ اپنے [illegible]
کی طرف توجہ رکھیں اللہ تعالیٰ مدد فرماوے والسلام اشرف علی
[illegible]

POST CARD

ADDRESS ONLY

INDIA POSTAGE

مولوی سید حسن مدرس فارسی
مدرسہ دارالعلوم
دیوبند ضلع سہارنپور
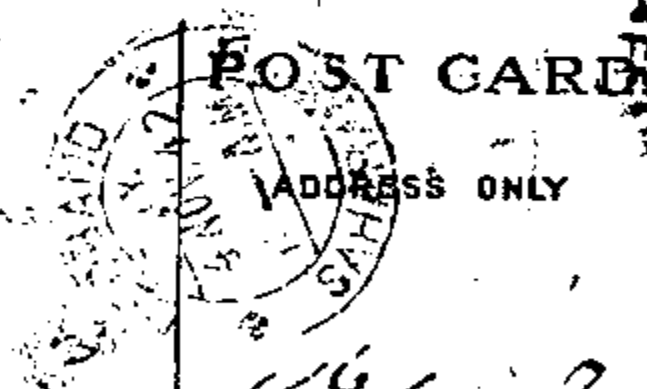
حضرت مولانا قاضی محمد مسعود صاحب نوراللہ مرقدہ

سابق مفتی دارالعلوم دیوبند

حضرت قاضی صاحبؒ حضرت شیخ الہندؒ کے داماد ہیں. آبائی اعتبار سے آپ کا خاندان دیوبند کا معروف علمی خاندان اور شہر قاضی کی حیثیت سے متعارف رہا ہے۔

حضرتؒ کا شمار دیوبند کے ممتاز عالم دین، ماہر مفتی اور شہر قاضی کی حیثیت سے ہوتا ہے قاضی صاحبؒ کو فن فتویٰ کے ساتھ علم الفرائض پر گہری نگاہ تھی اور زیادہ سے زیادہ بطون پر مشتمل بطن کی فرائض کی حصہ کشی آپؒ بآسانی فرمادیتے۔

آپؒ کو طویل زمانہ تک مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی صاحبؒ کی خدمت اقدس میں رہنے کا اتفاق ہوا. ابتداء میں قاضی صاحبؒ حضرت مفتی اعظمؒ کے فتاویٰ کی نقول کی خدمات انجام دیتے رہے۔

اس کے بعد آپ کی غیر معمولی علمی صلاحیت اور فن فتویٰ نویسی سے گہری مناسبت کے پیش نظر آپؒ کو دارالافتاء دارالعلوم دیوبند میں نائب مفتی کی حیثیت سے مقرر فرمایا. آپؒ کے فتاویٰ میں حضرت مفتی اعظمؒ کا رنگ نمایاں طور پر محسوس ہوتا ہے. آپؒ کے فتاویٰ، حضرت مفتی اعظمؒ کے فتاویٰ کی طرح مختصر جامع، اور مدلل اور سوال کے ہر ایک جز پر حاوی ہوتے تھے. مادر علمی دارالعلوم دیوبند میں خدمت افتاء کے دوران فن افتاء کی بنیادی کتب سراجی وغیرہ آپؒ کے زیر درس رہیں. فن فتویٰ نویسی کے علاوہ، قاضی صاحبؒ نے عرصہ تک خدمت قضاء بھی انجام دیں. اور علم الفرائض سے غیر معمولی مناسبت بلکہ اس مشکل ترین فن پر عبور کی وجہ سے آپؒ کی خواہش تھی کہ اس فن کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہو. اور فرائض کی اصطلاحات کا سمجھنا لوگوں کے لئے زیادہ سے زیادہ آسان ہو. چنانچہ اسی مقصد کے تحت آپؒ نے حضرت والد ماجد حضرت مولانا سید حسن صاحبؒ استاد حدیث دارالعلوم دیوبند کو سراجی کی جامع شرح کی تالیف کا حکم فرمایا. چنانچہ حضرت والد صاحبؒ نے یہ عظیم خدمت انجام دی. اور تنویر الحواشی شرح سراجی کے نام سے شرح تصنیف فرمائی. جو کہ ہند و پاک کے مختلف مکتبوں سے اشاعت پذیر ہو چکی ہے. قاضی صاحبؒ نے بوقت وفات دو صاحب

زادے چھوڑے، بڑے صاحب زادے حضرت مولانا محمد ہارون صاحبؒ، سابق استاذ دارالعلوم اور چھوٹے صاحب زادے جناب محمد شمعون صاحبؒ چھوڑے. قاضی صاحبؒ کی وفات ۱۳۸۴ھ میں ہوئی اور مزار قاسمی میں تدفین ہوئی.

جناب مولانا حامد الانصاری غازی صاحب نوراللہ مرقدہ

سابق رکن مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند

آپؒ جناب مولانا محمد میاں منصور صاحبؒ کے بڑے صاحب زادے ہیں. جناب مولانا محمد میاں منصور انصاری صاحبؒ بانی دارالعلوم، حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کے حقیقی نواسے اور حضرت شیخ الہندؒ کے معتمد خصوصی تھے. اور تحریک ریشمی رومال کے روح رواں تھے.

مولانا حامد الانصاری غازی صاحبؒ کا تاریخی نام ''شاہ غازی'' تھا. خاندانی نسبت اعتبار سے سیدنا حضرت ابوایوب انصاریؓ سے ملتا ہے. ابتدائی تعلیم مدرسہ معینیہ اجمیر میں ہوئی. بعد میں دارالعلوم دیوبند حاضری ہوئی. اور حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ حضرت علامہ عثمانی صاحبؒ جیسے اکابر سے شرف تلمذ حاصل ہوا.

اسی دوران غازی صاحبؒ کو ادب اور صحافت سے گہری دلچسپی ہوگئی، اور عرصہ تک اخبار مدینہ بجنور کے مدیر اعلیٰ کی حیثیت سے صحافتی خدمات انجام دیتے رہے.

اس کے بعد آپؒ نے خود دیوبند سے الانصار کے نام سے ماہنامہ جاری فرمایا جو کہ کچھ عرصہ کے بعد بند ہوگیا پھر آپؒ اخبار الجمعیۃ کے مدیر کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے.

مولانا حامد الانصاری غازی صاحبؒ، ممتاز عالم دین، عظیم صحافی اور مفکر تھے. غازی صاحبؒ متعدد کتب کے مصنف تھے، ''اسلام کا نظام حکومت'' آپ کی مشہور ترین تصنیف ہے یہ کتاب پہلی مرتبہ حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی صاحبؒ کے عظیم ادارے، ندوۃ المصنفین سے شائع ہوئی، اور پھر ملک و بیرون ملک کے دیگر مکتبوں سے بھی شائع ہوتی رہی. غازی صاحبؒ کی علمی، ادبی، صحافتی غیر معمولی صلاحیت کے پیش نظر آپؒ کو ملک کے ممتاز اداروں کا رکن منتخب کیا گیا. چنانچہ آپ دارالعلوم دیوبند کے مجلس شوریٰ

کے رکن اور ندوۃ المصنفین دہلی کے معتمد خصوصی اور جمعیۃ العلماء صوبہ مہاراشٹر کے صدر بھی رہے۔ اور مسلم پرسنل لاء بورڈ کے مجلس عاملہ کے اہم رکن بھی رہے۔

آپ کی انتظامی صلاحیت کے پیش نظر آپؒ کو، اجلاس صد سالہ کا ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا۔

غازی صاحبؒ اسلاف کے علوم کے امین اور ترجمان تھے، آپ کی وفات حسرت آیات سے علمی دنیا میں جو خلاء ہوا ہے وہ پُر ہونا مشکل ہے۔ آپؒ کی وفات ۱۹؍ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ کو نماز جمعہ کی ادائیگی کے دوران بمبئی میں ہوئی۔ اور بمبئی میں ہی تدفین ہوئی۔ غازی صاحب کے چھ صاحب زادے ہیں۔ بڑے صاحب زادے جناب عابد اللہ غازی صاحب ایک معروف علمی شخصیت ہیں۔ جو شکاگو امریکہ میں IQRA EDUCATIONAL FOUNDATION کے ذریعہ اشاعت اور تبلیغ دین میں مشغول ہیں۔

باقی پانچ صاحبزادے بھی، صحافتی، ملی اور سماجی خدمات میں مشغول ہیں۔

استاذ المکرمؒ حضرت مولانا مفتی سید احمد علی سعید صاحبؒ نگینوی

سابق مفتی دارالعلوم دیوبند

وقف دارالعلوم اور دارالافتاء دارالعلوم دیوبند میں تقریباً نصف صدی سے زائد تک جن حضرات مفتیان کرام نے، فتویٰ نویسی کی خدمات انجام دیں، ان میں سے ایک شخصیت، حضرت مولانا مفتی سید احمد علی سعید صاحبؒ کی ہے۔ آپ کا وطن مبارک نگینہ ضلع بجنور ہے۔ آپ کے والد ماجد، حضرت مولانا سید مبارک علی صاحبؒ جو کہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی صاحبؒ کے متوسلین میں سے ہیں۔ دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نائب کی حیثیت سے عرصہ دراز تک دارالعلوم کے نائب مہتمم رہے۔

مفتی سعید صاحبؒ کو فن افتاء میں حضرت مولانا مفتی سہول صاحب بھاگلپوری (جو کہ اپنے دور کے متبحر اور ماہر مفتی تھے) سے شرف تلمذ حاصل ہے۔ مفتی احمد علی سعید صاحب کو ۱۳۵۹ھ میں دارالافتاء دارالعلوم میں نائب مفتی کی حیثیت سے مقرر فرمایا گیا اور

پھر ۱۳۹۷ھ میں مفتی کے عہدہ پر ترقی دی گئی مرحوم موصوف نے ۱۴۰۰ھ تک دارالافتاء دارالعلوم میں فتویٰ نویسی کی خدمات انجام دیں پھر دارالعلوم کا نظام تبدیل ہونے کی وجہ سے وقف دارالعلوم میں مفتی کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے اور تاوفات یہ مقدس خدمت انجام دیتے رہے۔ایک اندازہ کے مطابق مجموعی طور پر تقریباً ستاون ر۵۷ سال تک مفتی صاحبؒ نے فتویٰ نویسی کی خدمات انجام دیں اور مذکورہ زمانہ میں محتاط اندازہ کے مطابق آپ کے تحریر فرمودہ فتاویٰ کی تعداد تقریباً پون لاکھ ہے۔ مفتی صاحبؒ کو خداوند قدوس نے غیر معمولی ذہانت فراست اور فن افتاء وقضاء میں غیر معمولی عبور عطا فرمایا تھا۔

خود اعتمادی، مزاج میں استقلال اور متعلقہ فرائض میں انہماک جیسی خصوصیات، موصوف میں نمایاں طور پر دیکھی جاسکتی تھیں۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند نے ۱۳۹۶ھ میں مفتی صاحبؒ کو دارالقضاء دارالعلوم میں قاضی کے عہدہ پر مامور فرمایا اور اس عہدہ پر مفتی صاحبؒ تقریباً ۲۵ر سال تک قاضی کے طور پر خدمات انجام دیتے رہے۔(کچھ سال دارالعلوم میں اور باقی زمانہ وقف دارالعلوم میں مفتی و قاضی کے منصب پر فرائض کی انجام دہی میں مشغول رہے)

مفتی صاحبؒ کا احقر کو معتمد دفتر دارالقضاء بنوانے اور دارالافتاء میں متعلقہ خدمات کی وجہ سے احقر کو سفر وحضر میں زیادہ عرصہ رفاقت کا اتفاق ہوا، اس کے علاوہ فتویٰ نویسی کی عرصہ تک تمرین ومشق اور رسم المفتی کے استاذ ہونے کی وجہ سے احقر پر مفتی صاحبؒ ذاتی طور پر مشفق و مہربان تھے اور حضرتؒ نے احقر کو افتاء کی خصوصی سند بھی عطا فرمائی مفتی صاحبؒ کو خداوند قدوس نے تصنیف وتالیف کا بھی خاص ذوق عطا فرمایا تھا موصوف کی مشہور کتب میں ’’عورت اور اسلام، سعید الہدایہ شرح ہدایہ (چند اجزاء) اور فتاویٰ سعیدیہ‘‘ ہیں ۱۴۱۶ھ میں آخر عشرہ رمضان میں مفتی صاحبؒ کی وفات ہوئی مفتی صاحبؒ کی نرینہ اولاد نہیں تھی گھر کے ذمہ دار ایک نواسے جناب بدر عالم صاحب کارکن وقف دارالعلوم ہیں۔

☆☆☆

استاذ الاساتذہ حضرت مولانا ظہور الحسن صاحب دیوبندیؒ

سابق استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند

والد ماجد حضرت مولانا خورشید عالم صاحب دامت برکاتہم

محدث وقف دارالعلوم دیوبند

مولاناؒ کے والد ماجد کا اسم گرامی، مولانا محمد منظور الحسن صاحب دیوبندی ہے. جو کہ قطب زمانہ، حضرت مولانا محمد یٰسین صاحب دیوبندی کے برادر حقیقی ہیں. گویا اسی طریقہ سے حضرت مولانا ظہور حسن صاحب دیوبندیؒ، فقیہ ملت حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے عم زاد برادر ہیں. حضرت مولانا ظہور حسن صاحبؒ کا آبائی مکان دیوبند کے تاریخی محلہ بڑے بھائیان میں واقع ہے. مولاناؒ احقر کے والد ماجد حضرت مولانا سید حسن صاحب نور اللہ مرقدہ کے ماموں ہیں. مولاناؒ کا شمار، دیوبند کے ممتاز علماء کرام میں ہوتا ہے. آپؒ کا نا نوادہ، تقریباً ایک صدی سے تدریسی اور تعلیمی خدمات میں مشغول اور اسلاف کے نقش قدم پر پوری طرح گامزن ہے. حضرتؒ کے منجھلے صاحبزادے حضرت مولانا خورشید عالم صاحب دامت برکاتہم عالم اسلام کے مشاہیر علماء کرام میں سے ہیں جن کے دونوں فرزند، عزیزم مولانا عارف حسن صاحب سلمہٗ و مولانا قاری واصف حسن صاحب وقف دارالعلوم کے مقبول اساتذہ میں سے ہیں.

آپؒ مادر علمی دارالعلوم دیوبند کے درجۂ علیا کے استاذ تھے، اور زمانۂ تدریس میں حضرتؒ سے دورۂ حدیث کی کتب کے علاوہ فنون کی کتاب میں تصریح وغیرہ آپ سے متعلق رہیں. حضرتؒ دیوبند کی تاریخی مسجد ''دینی مسجد'' کے متولی بھی تھے. حضرتؒ منکسر المزاج اور نہایت متواضع تھے، مذکورہ مسجد کی معمولی سے معمولی خدمت بھی اپنے دست مبارک سے انجام دیتے اور مسجد کی کسی بھی خدمت کی انجام وہی میں کسی قسم کا تکلف نہ محسوس فرماتے.

حضرتؒ کے تلامذہ کا سلسلہ بہت وسیع ہے آج بھی مشرق سے لے کر مغرب تک

اور شمال سے لے کر جنوب تک آپؒ کے تلامذہ تدریسی، تصنیفی، و اصلاحی خدمات میں مشغول ہیں. بلا مبالغہ حضرتؒ کے بالواسطہ اور بلا واسطہ تلامذہ کی تعداد ہزاروں تک ہے. مادر علمی دارالعلوم دیوبند کے اکابر اساتذہ کرام، حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری، حضرت مولانا قمر الدین صاحب، حضرت مولانا ریاست علی صاحب بجنوری، حضرت مولانا سید انظر شاہ صاحب کشمیری، حضرت مولانا محمد سالم صاحب قاسمی دامت برکاتہم حضرتؒ کے ممتاز تلامذہ میں سے ہیں.

مولاناؒ کی تصانیف میں ایضاح العوامل شرح، شرح مائۃ عامل اردو اور المنجد عربی کا ترجمہ ہے. بعض تصانیف منظر عام پر نہ آسکیں. بوقت وفات حضرت نے تین صاحبزادے، مولانا عبدالشکور صاحبؒ استاذ شعبہ کتابت دارالعلوم دیوبند اور حضرت مولانا خورشید عالم زید مجدہم استاذ وقف دارالعلوم دیوبند اور الحاج رشید احمد صاحبؒ چھوڑے، افسوس اب صرف حضرت مولانا خورشید عالم صاحب دامت برکاتہم کے علاوہ دونوں صاحب زادے وفات پاگئے.

حضرت مولانا ظہور الحسن صاحبؒ کی وفات ربیع الاول ۱۳۸۳ھ ۲۱/اگست ۱۹۶۳ء میں ہوئی.

حضرت مولانا مفتی سید محمد میاں صاحب نوراللہ مرقدہ

سابق رکن مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند

مولاناؒ علماء دیوبند میں ممتاز مقام رکھتے تھے. آپؒ دیوبند کے ایک تاریخی محلہ جانب جنوب واقع محلّہ سرائے پیرزادگان دیوبند کے قدیم باشندہ ہیں. آج بھی آپ کا آبائی مکان مذکورہ محلّہ میں واقع ہے.

مولاناؒ، حضرت مولانا سید اصغر حسین میاں صاحبؒ مفسر قرآن و محدث زماں، حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی صاحبؒ شیخ الاسلام کے ممتاز تلامذہ میں سے ہیں.

مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد طویل عرصہ تک مدرسہ شاہی مرادآباد میں تدریسی خدمات انجام دیں. اور دورۂ حدیث کی کتب زیر درس رہیں.

۱۳۸۴ھ میں دہلی کے مشہور مدرسہ امینیہ میں شیخ الحدیث اور صدر مفتی کے

منصب پر فائز رہے۔ اسی دوران آپ کو مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند کا رکن منتخب فرمایا گیا۔

حضرتؒ کو خداوند قدوس نے فقہ و افتاء تفسیر و حدیث کی کتب متداولہ کی تدریس کی اعلیٰ صلاحیت عطا فرمانے کے ساتھ ساتھ تصنیفی اور تحریری صلاحیت سے بھی نوازا تھا۔ آپ کی تحریرات شگفتہ اور سلیس رواں دواں اردو میں علمی دلائل اور حوالہ کے ساتھ ہوتی تھی۔ ادیبانہ اور عالمانہ طرز کے ساتھ ساتھ تصانیف اور گراں قدر مقالات میں تفقہ بھی غالب رہتا۔

آپ کی گراں قدر تصانیف جملہ علوم و فنون سے متعلق ہیں لیکن تصنیفی میدان میں تاریخ اور سیرت خاص موضوع رہے ہیں۔

آپ کی تصانیف عظیم علمی شاہکار کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اور اہم تصانیف میں علماء ہند کا شاندار ماضی، مسلمانوں کا روشن مستقبل عہد زریں۔

رویت ہلال کے شرعی احکام تاریخ اسلام تین حصہ کامل جو کہ اکثر مدارس میں داخلِ نصاب ہے اور ردّ مودودیت پر معرکتہ الآراء تصنیف، شواہد و تقدس کے علاوہ نورالاصباح شرح اردو، نورالایضاح وغیرہ ہیں۔ جو کہ ہند و پاک کے مختلف مطابع سے ہزاروں کی تعداد میں شائع ہو کر مقبول عام ہو چکی ہیں۔ اس کے علاوہ تحریک ریشمی رومال سے متعلق تصنیف بھی لائق دید ہے۔ اس کے علاوہ جمعیۃ علماء ہند کی جانب سے شائع ہونے والے عربی رسالہ اللاماح عربی میں آپ کے نادر و نایاب مقالات مختلف فقہی جدید تحقیقات پر شائع ہوتے رہے۔ مولاناؒ کی وفات سے علمی دنیا میں جو خلاء واقع ہوا ہے عرصہ تک وہ خلاء پر نہ ہو سکے گا۔

آپ کے تلامذہ کی تعداد ہزاروں پر مشتمل ہے اس کے علاوہ آپ کی نگارشات علمی دنیا میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔

استاذ الاساتذہ حضرت مولانا بشیر احمد خان صاحب بلند شہری ثم دیوبندیؒ

سابق نائب مہتمم و استاد حدیث و برادر اکبر حضرت شیخ اوّل مولانا نصیر احمد خان صاحب دامت برکاتہم

حضرت اقدس رحمۃ اللہ کا شمار دارالعلوم دیوبند کے صف اول کے اساتذہ میں ہوتا ہے حضرتؒ کی ذات گرامی وہ ذات گرامی ہے کہ جس پر تاریخ دارالعلوم کو بجا طور پر فخر حاصل ہے حضرت کا آبائی وطن، ضلع بلند شہر ہے۔ بعد میں عرصہ دراز قبل دیوبند ہی رہائش

اختیار فرمائی تھی اور آج حضرت کا مکان مبارک محلہ کوٹلہ میں لب سڑک واقع ہے۔ حضرتؒ نے مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند میں تقریباً چالیس سال تک تدریسی خدمات انجام دیں اور تقریباً ہر سال حضرت کے زیرِ درس دورۂ حدیث شریف کی کتب رہیں۔ اور اس کے علاوہ تکمیلات کی کتب میں علم ہیئت کی مشہور مشکل ترین کتب شرح چغمنی، میر زاہد، مّلا جلال، شمس بازغہ، صدرا وغیرہ اور علم کلام میں مسامرہ اور امور عامہ، وغیرہ زیرِ درس رہیں۔ حضرتؒ راقم الحروف کے دورۂ حدیث شریف کے اساتذہ کرام میں سے ہیں اور احقر کو حضرتؒ سے مسلم شریف کا درس حاصل کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ حضرتؒ کے درس کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ حضرتؒ اولاً کتاب کی عبارت کا حل فرماتے۔ پھر حدیثی لغات پر کلام فرماتے اس کے بعد ترجمہ ومطلب کے بعد بوقت ضرورت، حدیث کے راویوں پر سیر حاصل بحث فرماتے فقہی احکام سے متعلق احادیث شریفہ میں ائمہ اربعہ کا مسلک بیان فرمانے کے بعد جامع طرز پر آخر میں فقہ حنفی کے ترجیحی دلائل بیان فرماتے۔ اور مسلم شریف کے مشکل ترین باب کتاب الایمان کی ایسی جامع تشریح وتقریر فرماتے کہ ایمان سے متعلق پیچیدہ مباحث مخاطب کیلئے آسان سے آسان ہو جاتے اور درس مسلم شریف زیادہ تر حضرت علامہ نوویؒ کی تقریر مسلم اور فتح الملہم شرح مسلم پر مشتمل ہوتی۔ حضرت الاستاذؒ کے درس کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ آپ کی درسی تقریر، سلیس اور رواں دواں اردو میں ہوتی اور انداز بیان مختصر اور جامع ہوتا۔

نفس کتاب کی عبارت پر ہی توجہ مرکوز رہتی۔ خداوندقدوس نے حضرتؒ کو تدریسی اعلیٰ صلاحیت کے ساتھ ساتھ انتظامی اعلیٰ صلاحیت سے بھی نوازا تھا۔ چنانچہ آپؒ کی اسی انتظامی صلاحیت کی وجہ سے حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ نے آپؒ کو نائب مہتمم اور قائم مقام مہتمم منتخب فرمایا۔ چنانچہ کافی طویل عرصہ تک آپؒ اس منصب پر فائض رہے اور ساتھ میں تدریسی خدمات بھی حسب سابق انجام دیتے رہے۔

۱۹۶۶ میں حضرت کی وفات ہوئی ہے۔ اور مزارِ قاسمی میں تدفین ہوئی۔ آپؒ کی نرینہ اولاد نہیں تھی۔

حضرت مولانا معراج الحق صاحب نوراللہ مرقدہ

سابق صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند

والد ماجدؒ کا اسم گرامی جناب حافظ نورالحق صاحبؒ ہے، مولاناؒ دیوبند کے تاریخی محلہ سرائے پیرزادگان کے باشندے تھے۔ مولاناؒ نے دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد مدرسہ عالیہ فتح پوری دہلی، جامعہ عثمانیہ حیدرآباد وغیرہ میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ لیکن زیادہ تر وقت دارالعلوم دیوبند میں تدریسی خدمات میں گذارا مجموعی طور پر مولاناؒ نے تقریباً نصف صدی تک تدریسی خدمات انجام دیں۔ فقہ اور ادب میں مولاناؒ کو امتیازی مقام حاصل ہے۔ ہدایہ آخرین اور دیوان حماسہ اور دیوان متنبیؔ تقریباً ہمیشہ ہی آپؒ کے زیر درس رہیں۔

ہدایہ آخرین کے درس میں بیع سے متعلق نادر و نایاب تحقیقات اور معاملات سے متعلق مباحث کو جس فقیہانہ اور مجتہدانہ طرز پر بیان فرماتے وہ اپنی مثال آپ تھا۔

اور دیوان حماسہ اور دیوان متنبیکے درس میں ادبی الفاظ کی لغوی تحقیق اور ترکیب نحوی کے علاوہ اشعار کے مختلف معانی بیان فرماتے اور اس کے ضمن میں اہل عرب کی قبائلی زندگی اور تمدن عرب خاص طور سے بیان فرماتے۔ حضرتؒ کا درس حدیث بھی بے حد مقبول تھا۔

وفات سے چند سال قبل ترمذی شریف اور ابن ماجہ شریف، زیر درس رہی مولاناؒ اصول کے سخت پابند تھے، اور اصول پر عمل کرنے کی وجہ سے کسی کی مخالفت کا قطعاً خیال نہ فرماتے۔

مولاناؒ اعلیٰ درجہ کے منتظم اور مدبر تھے۔ سخت سے سخت حالات کا مقابلہ، غیر معمولی استقلال، اور عزم مسلسل، مولاناؒ کی انفرادی خصوصیات میں سے ہیں۔ حضرتؒ کی حیات مبارکہ کا بیشتر حصہ تدریسی اور انتظامی امور کی مشغولیت میں گذرا، آپؒ کی ان ہی خصوصیات کی وجہ سے مجلس شوریٰ دارالعلوم نے آپ کو نائب مہتمم کے منصب پر فائز فرمایا۔ اسی طرح آپؒ کو صدر المدرسین کے طور پر منتخب فرمایا گیا۔ ان دونوں عظیم منصب پر آپؒ عرصہ تک فائز رہے۔ حضرتؒ تدریسی، مطالعاتی مشغولیات کی وجہ سے تصنیفی خدمات کا موقعہ نہ مل سکا۔ البتہ شرح ترمذی شریف، مسلم شریف کے مسودات قلمی شکل میں آپؒ کے ترتیب

فرمودہ تھے جو کہ اب نہ معلوم کہاں اور کس حال میں ہیں. مولانا کے تلامذہ کی تعداد ہزاروں تک ہے جو کہ عالم اسلام میں تدریسی تبلیغی دینی خدمات میں مشغول ہیں. آپ کی وفات ۱۸ راگست ۱۹۹۱ء کو ہوئی اور مزار قاسمی میں تدفین ہوئی.

شیخ الحدیث حضرت مولانا شریف الحسن صاحب دیوبندیؒ

حضرتؒ کی شخصیت ایسی دل نواز اور ایک ایسی باغ و بہار شخصیت تھی کہ جس کا پوری طرح تعارف کرانا، ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے. آپؒ نے ۱۳۵۸ھ میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد تھانہ بھون میں حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے حسب الحکم تدریسی خدمات انجام دیں. اور خانقاہ امدادیہ میں مشکوٰۃ شریف اور تفسیر جلالین شریف کا درس آپ سے متعلق رہا. اس کے بعد مدرسہ اشاعت العلوم بریلی میں صدر المدرسین کی حیثیت سے خدمات انجام دیں.

اس کے بعد تقریباً دس سال تک جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں شیخ الحدیث کے طور پر بخاری شریف کا درس آپؒ سے متعلق رہا.

اتفاق سے تقریباً اسی عرصہ میں شیخ الحدیث حضرت شیخ مولانا فخر الدین صاحبؒ کے سانحۂ وفات پیش آجانے کی وجہ سے دارالعلوم دیوبند کے مذکورہ منصب کیلئے شیخ الحدیث کی ضرورت پیش آگئی، چنانچہ اس عظیم منصب کیلئے مولاناؒ کو منتخب فرما لیا گیا. جہاں پر تاوفات مولاناؒ درس بخاری شریف میں مشغول رہے.

مولاناؒ کو علم حدیث سے غیر معمولی دلچسپی تھی، لیکن دیگر علوم، علم تفسیر و علم فقہ وغیرہ پر بھی آپؒ کو کامل درجہ کا عبور حاصل تھا.

علم حدیث میں فن اسماء الرجال، آپؒ کا خاص موضوع تھا. آپؒ کے درس بخاری میں حدیثی، تشریحات، بخاری کے تراجم اور ابواب بخاری میں لطیف مناسبت اور بظاہر متعارض احادیث میں تطبیق ائمہ اربعہ کے مذاہب پر مکمل بحث کے ساتھ آخر میں احناف کے ترجیحی دلائل خاص طور سے موضوع بحث ہوتے تھے. مولاناؒ کے درس حدیث میں اگر ایک طرف حضرت علامہ کشمیریؒ کا رنگ نظر آتا تو دوسری طرف حضرت علامہ عثمانیؒ کا

ملر زدیکھنے کو ملتا۔ حضرتؒ کو فن افتاء اور قضاء سے بھی غیر معمولی مناسبت تھی۔ اسی وجہ سے حضرت حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ نے آپؒ کو دارالقضاء دارالعلوم کے رکن کی حیثیت سے منتخب فرمایا۔ راقم الحروف بھی اس زمانہ میں معتمد دارالقضاء کی حیثیت سے خدمات کی انجام دہی میں مشغول تھا۔ اس لئے سفر اور حضر میں حضرتؒ کی رفاقت کافی نصیب ہوئی۔ مولاناؒ کی یادگار تصانیف میں شمائل ترمذی شریف کی کامل عربی شرح ہے جو کہ اتفاق سے تاحال اشاعت پذیر نہ ہوسکی۔

مولاناؒ اکابر کی یادگار اور نمونہ اسلاف تھے۔ حضرتؒ کی وفات سے دیوبند ایک عظیم شخصیت سے محروم ہوگیا۔ حضرتؒ کی وفات ۱۴ ارجمادی الثانی ۱۳۹۷ھ میں ہوئی اور مزار قاسمی میں تدفین ہوئی۔ آپؒ کے بڑے صاحبزادے جناب الحاج رئیس احمد صاحب ممتاز مالی کارکن ہیں۔ اور جناب نیر عثمانی صاحبؒ محاسب شعبۂ محاسبی دارالعلوم، مولانا کے منجھلے صاحبزادے ہیں۔ اس کے علاوہ جناب منیر عثمانی صاحب و جناب وسیم عثمانی صاحب مولانا کے چھوٹے فرزند ہیں۔

حضرت علامہ مولانا محمد حسین صاحب بہاری نوراللہ مرقدہ

آپ کا شمار دارالعلوم دیوبند کے اکابر اساتذۂ کرام میں ہوتا ہے۔ آبائی وطن ضلع مظفرپور، بہار کے ایک قصبہ شیخ کوسیا ہے۔ آپ نے ۱۳۴۵ھ میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل فرمائی اور فراغت کے بعد دارالعلوم شاہ بہلول سہارنپور، مدرسہ اشرفیہ اندیر، ضلع سورت گجرات اور مدرسہ صدیقیہ دہلی وغیرہ میں تدریسی خدمات انجام دیں۔

۱۳۴۸ھ میں حضرتؒ کی تدریسی اعلیٰ صلاحیت کے پیش نظر آپؒ کے دارالعلوم دیوبند میں درجۂ وسطیٰ میں تدریسی خدمات کیلئے مقرر فرمایا گیا۔ اور چند ہی سال کے بعد درجۂ علیا میں ترقی دی گئی اور اس دور میں دورۂ حدیث شریف دورۂ تفسیر کے علاوہ فنون کی اہم کتب "شمس بازغہ، بست باب وغیرہ آپ سے متعلق رہیں۔

آپؒ کو خداوند قدوس نے فقہ، حدیث و تفسیر کے علاوہ منطق و فلسفہ وغیرہ پر بھی کامل درجہ کا عبور عطا فرمایا تھا۔

آپؒ کے تلامذہ عالم اسلام کے مختلف گوشوں میں پھیلے ہوئے ہیں اور تدریسی خدمات میں مشغول ہیں. آپ کے تلامذہ کی تعداد ہزاروں افراد پر مشتمل ہے.

خداوند قدوس نے حضرتؒ کو اعلیٰ انتظامی صلاحیت سے نوازا تھا. چنانچہ آپؒ دارالعلوم دیو بند میں درجۂ علیا میں تدریس کے دوران، ناظم اعلیٰ دارالاقامہ کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دیتے رہے. اور کچھ عرصہ تک قائم مقام مہتمم کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دیں. حضرتؒ مزاج کے اعتبار سے سادہ تھے. طلباء پر شفقت اور بے تکلفی، حضرت کا خاص مزاج تھا. زندگی کے آخری حصہ میں راستہ میں گر جانے کی وجہ سے ہڈی ٹوٹ جانے کی وجہ سے سخت تکالیف کا سامنا ہوا لیکن اس ظاہری تکالیف کو بھی صبر و شکر سے برداشت کیا. مولاناؒ کے چار صاحبزادگان ہیں. جو کہ مولاناؒ کے وطن میں تعلیمی اور ملی خدمات انجام دے رہے ہیں.

حضرت مولانا شیخ عبدالحق صاحب عثمانی مدنیؒ

آبائی وطن دیو بند ہے والد ماجد کا اسم گرامی جناب الحاج ڈاکٹر رفاقت علی صاحب ہے. جو کہ دیو بند کے تاریخی محلہ فرش نزد جامع مسجد واقع ہے.

حضرت مولاناؒ ان اکابرین دیو بند میں سے ہیں کہ جنھوں نے درس نظامی کی تقریباً بیشتر کتب، حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے مسجد نبوی میں پڑھیں. جملہ علوم و فنون کی تکمیل کے بعد ۱۹۲۵ء میں حضرت مولانا صادق علی صاحب کے مدرسہ عربیہ محلہ کھڈو کراچی (پاکستان) میں شیخ الحدیث کے طور پر خدمات انجام دیں. پھر کچھ عرصہ بعد مدرسہ امدادیہ، مرادآباد تشریف لائے. اور ایک سال تک اس مشہور دینی ادارہ میں خدمات انجام دیں. بعد میں کچھ انتظامی وجوہات کی بناء پر اس مدرسہ سے مستعفی ہو گئے. پھر کچھ عرصہ بعد برصغیر کے مشہور عظیم دینی ادارہ مدرسہ شاہی مرادآباد میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز فرمائے گئے. اسی دوران آپ نے اہل شہر کے اصرار پر مدرسہ شاہی کی مسجد میں درس قرآن کریم کا آغاز فرمایا جو کہ بے حد مقبول ہوا.

اسی زمانہ میں حضرتؒ کو مدرسہ شاہی مرادآباد کے مہتمم کے منصب پر فائز فرمایا گیا. تقریباً ۲۳ رسال تک آپؒ اس منصب پر فائز رہے. اتفاق سے اس زمانہ میں

انگریزوں کے خلاف جنگ آزادی کافی زور پر تھی. اور اسی وجہ سے مدرسہ شاہی کے اکابر کرام، خاص طور سے حضرت شیخ مولانا فخر الدین صاحبؒ وغیرہ کو انگریزی حکومت نے گرفتار کر کے جیل بھیج دیا. بہر حال اس زمانہ میں حضرت مولاناؒ نے حضرت شیخ فخر الدین صاحبؒ وغیرہ علماء کرام سے متعلق کتاب کا درس بھی دیا اور یہ خدمت حسبۃً للہ انجام دی. اس کے کچھ عرصہ بعد آپؒ کو دارالعلوم دیو بند کی مجلس شوریٰ کا رکن منتخب کیا گیا. حضرتؒ کی اہم تصانیف مندرجہ ذیل ہیں.

(۱) سوان الادیب یہ کتاب نفحۃ الیمن کے طرز پر عربی نثر و نظم اور حکایات پر مشتمل ہے.

(۲) القول الجامع فی تعدد جواز الجمعہ والجوامع. یہ رسالہ متعدد مساجد میں نماز جمعہ کے جواز سے متعلق ہے.

(۳) تبلیغ الحق. یہ رسالہ ردّ بدعات سے متعلق ہے.

(۴) المال، یہ تحقیقی کتاب مسند حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے راویوں اور رجال پر بحث اور تحقیق سے متعلق ہے.

مولانا کی وفات ۱۹۵۴ء میں ہوئی اور مزار قاسمی میں تدفین ہوئی. مولانا کے پسماندگان میں دو صاحب زادے ہیں. مولانا محمد یحییٰ عثمانی صاحب، مولانا محمد اسماعیل صاحب ہیں جو کہ مستند عالم دین ہیں اور ملک کے مختلف مدارس میں شیخ الحدیث کے منصب خدمات انجام دے چکے ہیں.

حضرت مولانا عبدالاحد صاحب دیو بندی نور اللہ مرقدہ

استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند

آپؒ کا آبائی وطن دیو بند ہے. آپ کا خاندان، دیو بند کا وہ خاندان ہے کہ اس میں تسلسل کے ساتھ تدریسی اور علمی خدمات رہی ہیں. مولانا کے والد ماجد حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب دیو بندیؒ دارالعلوم دیو بند کے اکابر اساتذہ کرام میں سے ہیں. اور جنہوں نے تقریباً چوتھائی صدی تک درس حدیث میں خود کو مشغول رکھا. آپؒ کا گھرانہ دیو بند کا وہ خاندان ہے کہ جس میں سب سے زیادہ علماء کرام اور حفاظ قرآن ہوتے آئے ہیں اور خود

حضرتؒ بھی جید حفاظ قرآن میں سے تھے اور شہر کی مختلف مساجد میں متعدد مرتبہ حضرت کو تراویح میں قرآن کریم سنانے کا اتفاق ہوا حضرت مولانا عبدالاحد صاحبؒ بھی اپنے والد ماجد کی طرح دارالعلوم دیوبند کے درجۂ علیا کے استاذ رہے۔ اور مولانا نے عرصہ تک مشکوٰۃ شریف کا درس بھی دیا اور درجہ علیا کی کتب حدیث میں ترمذی شریف، نسائی شریف بھی اکثر آپ سے متعلق رہیں۔ آپ کا درس انفرادی نوعیت کا ہوتا تھا۔ مولاناؒ کے تلامذہ کی تعداد ہزاروں تک ہے۔ درسِ حدیث میں آپؒ، متعلقہ حدیث شریف کی تشریح فرمانے کے بعد حضرات ائمہ اربعہ کے دلائل تفصیل سے بیان فرماتے۔ اور آخر میں مسلک احناف کے دلائل ترجیحی طور سے بیان فرماتے۔ آپ کے درسِ حدیث کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ آپؒ متعارض، احادیث شریفہ میں خاص طریقہ سے مطابقت بیان فرماتے۔ مولاناؒ عرصہ تک جامع مسجد دیوبند کے خطیب بھی رہے۔ حضرتؒ ذاتی اعتبار سے زہد اور تقویٰ کا پیکر اور سنت نبویؐ کا عملی نمونہ تھے۔ مولاناؒ کی اہم تصانیف میں ''کنز الفرائد شرح'' شرح عقائد، ہے۔ اتفاق سے یہ کتاب عرصہ سے نایاب ہے۔ حضرتؒ نے دارالعلوم کے اجلاس صد سالہ کی کامیابی کے لئے بہت اسفار کئے۔ اتفاق سے ماہ مئی کے سخت ترین گرمی کے دنوں میں بھی آپ نے ان اسفار کو ناغہ نہ کیا۔ آخر کار کانپور کا بھی آپؒ نے اسی موسم میں سفر کیا۔ جس کے نتیجہ میں دوران سفر گرمی کا اثر ہوگیا، اور یہی وجہ مولانا کی وفات کا ظاہری سبب بنی۔ دارالعلوم کے لئے خاص معمولات میں ہر سال ماہِ رمضان المبارک میں دہلی کے مخصوص حلقہ میں فراہمی سرمایہ کے لئے سفر بھی شامل تھا۔ سالہا سال تک حضرت کا یہ معمول رہا۔

حضرتؒ راقم الحروف کے مشکوٰۃ شریف، نسائی شریف اور ابوداؤد شریف کے اساتذۂ کرام میں سے ہیں۔ اور حضرت والد ماجدؒ کے رفیق خاص ہونے کی وجہ سے بہت شفقت ومحبت فرماتے۔ آپ کی وفات سے احقر کا گھرانہ بھی ایک مشفق شخصیت سے محروم ہوگیا۔ مولانا کے بڑے فرزند جناب مولانا بلال اصغر صاحب مدظلہ استاذ دارالعلوم ہیں۔ ایک صاحب زادے جناب الحاج حافظ محمد سالم صاحب اور سب سے چھوٹے صاحب زادے مولانا محمد غانم صاحب ہیں جو کہ مدرسہ مرادیہ مظفر نگر میں تدریسی خدمات میں مشغول ہیں اور مدینہ یونیورسٹی کی جانب سے مبعوث کے طور سے بھی دینی خدمات انجام دے رہے ہیں

استاذ المکرم حضرت مولانا سید فخر الحسن صاحب نور اللہ مرقدہ

سابق صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند

حضرتؒ کا آبائی وطن مقام عمری ضلع مرادآباد ہے لیکن تقریباً نصف صدی قبل حضرتؒ آبائی وطن ترک فرما کر دیوبند قیام پزیر ہو گئے اور محلہ شاہ رمزالدین کے ایک مکان میں قیام فرمایا۔ حضرتؒ کی حیات طیبہ تاریخ دارالعلوم کا وہ زریں باب ہے کہ جس کے مبارک تذکرے کے بغیر تاریخ دارالعلوم کو مکمل کہنا مشکل ہوگا۔ آپؒ نے تقریباً نصف صدی تک دارالعلوم دیوبند اور دیگر مدارس میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ بلا مبالغہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ میزان الصرف سے لے کر دورۂ حدیث شریف تک کی شاید ہی کوئی کتاب ہوگی جو کہ حضرت کے زیر درس نہ رہی ہو۔ قوت حفظ، وسعت مطالعہ اور تدریسی صلاحیت کے اعتبار سے مولاناؒ خود اپنی نظیر آپ تھے۔ اور آپؒ طلباء کے مقبول ترین استاد تھے۔ مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند میں نصف صدی قبل حضرت کو تدریس کے لئے مقرر فرمایا گیا اور درجۂ وسطیٰ کی کتب آپ سے متعلق فرمائی گئیں۔ اور طلباء میں آپ کی مقبولیت اور جملہ کتب متداولہ میں غیر معمولی استعداد اور حضرت کی قدیم تدریسی خدمات کے پیش نظر حضرتؒ کو دارالعلوم دیوبند کا صدر المدرسین قرار دیا گیا۔ چند سال تک حضرتؒ بھی اس منصب جلیلہ پر فائز رہے اور کچھ عرصہ دارالعلوم میں بخاری شریف کا درس بھی دیا۔ زمانہ طالب علمی میں احقر کو حضرت سے ترمذی شریف جلد ثانی اور دورۂ تفسیر کی کتب میں سے تفسیر بیضاوی اور تفسیر ابن کثیر کے درس کا موقع ملا۔ یہ جائزہ پیش کرنا مشکل ہے کہ حضرت کی کون سی کتاب کا درس زیادہ عمدہ ہے؟

لیکن طلباء میں عام شہرت کے اعتبار سے تفسیر بیضاوی سورۂ بقرہ کا درس سب سے زیادہ مشہور اور مقبول تھا۔ اہل علم اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ تفسیر بیضاوی شریف اگر چہ فن کے اعتبار سے فن تفسیر کی کتاب ہے لیکن طرز استدلال، عبارات کے اجمال اور تراکیب نحویہ وصرفیہ کے غیر معمولی استعمال کی وجہ سے فلسفیانہ طرز کتاب تصور کی جاتی ہے لیکن قرآن مجید کی اس مشکل ترین تفسیر کی عبارت جس دلکش اور سہل تر پیرایہ میں بیان

فرماتے وہ حضرت کی انفرادی خصوصیت تھی. کبھی کبھی درسی مباحث مدلل فرمانے کے لئے بطور لطیفہ عربی میں اس طرح ارشاد فرماتے.

من ادعٰی غیرَ ذالک فعلیه البیان إلیٰ اٰخر شعبان.

اس جملہ سے طلباء بہت محظوظ ہوتے.

حضرتؒ کو خداوند قدوس نے تصنیفی ذوق بھی خوب عطا فرمایا تھا. آپؒ کی مشہور تصانیف میں سے تقریر حاوی شرح بیضاوی ہے جو کہ تین حصہ میں یکجا شائع شدہ ہے. جس کو مولانا مفتی شکیل احمد صاحب سیتاپوری نے مرتب فرمایا. یہ کتاب بیضاوی شریف سورۂ بقرہ کی مشہور اور مقبول ترین شرح ہے اس کے علاوہ امام طحاویؒ کی حیات امام طحاویؒ بھی آپ کی مشہور تصنیف ہے. آپ کے صاحب زادگان میں سے حضرت مولانا بہاءالحسن صاحبؒ استاذ دارالعلوم کا جو کہ احقر کے بھی ترجمۂ قرآن کریم کے استاذ ہیں. نوجوانی ہی میں حضرت کی زندگی میں انتقال ہو گیا تھا. دوسرے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا نورحسن صاحبؒ کا حال ہی میں انتقال ہوا ہے. آخرالذکر صاحبزادے دارالعلوم میں چالیس سال سے تدریسی خدمات انجام دے رہے تھے. حضرت مولانا فخرالحسن صاحبؒ کی وفات حسرت آیات ۱۳۹۸ھ میں ہوئی اور مزار قاسمی میں تدفین ہوئی.

(نمونۂ اسلاف)

حضرت مولانا محمد زبیر صاحبؒ

استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند

آپؒ کا آبائی وطن دیوبند ہے ولادت بسعادت ۱۹۳۵ء میں دیوبند میں ہوئی. مولانا نے بہت کم عمری میں حفظ قرآن مکمل فرمایا. اور حضرت مولانا قاری محمد کامل صاحبؒ اور جناب قاری محمد بشیرالحق صاحبؒ جیسے دیوبند کے مشہور قراء حضرات کے یہاں حفظ قرآن مکمل فرمایا. حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحبؒ صدر دارالعلوم کراچی اور دیوبند کی معروف سماجی متعارف شخصیت جناب مولانا قاضی محمد انوار صاحب آپ کے بالکل

ابتدائی دور کے تعلیمی رفیق رہے. حفظ قرآن کے بعد مولانا نے شعبۂ فارسی وریاضی سے فراغت حاصل فرمائی اور ۱۹۶۱ء میں آپنے دورۂ حدیث شریف سے فراغت حاصل فرمائی.

فراغت کے بعد دارالعلوم ناگ پور میں عرصہ تک صدر المدرسین کے طور سے تدریسی فرائض انجام دیئے اور ۱۹۶۷ء میں مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند میں تدریسی خدمات کے لئے مقرر فرمایا گیا. جہاں پر وفات سے چند سال قبل درجۂ علیا کے استاذ کی حیثیت سے دورۂ حدیث شریف کی کتب آپ سے متعلق رہی. آپ کے تلامذہ کی تعداد ہزاروں تک ہے. مولانا نے تعلیمی دور میں چند سال تک جامعہ ازہر مصر کی جانب سے دارالعلوم میں مبعوث جید علماء وقراء علامہ شیخ عبدالوہاب علامہ شیخ عبدالمنعم مصری سے فن تجوید اور قراء ت کی مشق فرمانے کی وجہ سے آپ مصری طرز پر تلاوت قرآن فرماتے. مولانا کے تحریری کارناموں میں نخبۃ الفکری کی عربی شرح ہے جو کہ زیر طبع ہے.

۱۵/اپریل ۱۹۹۸ء بروز بدھ آپ کی وفات ہوئی اور مزار قاسمی میں تدفین ہوئی.

مولاناؒ کے مزاج میں نہایت سادگی تھی اشیاء ضرورت کی خریداری کے لئے خود ہی روزانہ بازار تشریف لے جاتے اور اپنا کام خود انجام دینا ان کا خاص معمول تھا، وفات کے روز بھی حسب معمول (۱۵/اپریل ۱۹۹۸ء بروز بدھ صبح دس بجے) بازار تشریف لے گئے واپسی میں مدنی مسجد کے نزدیک چلتے چلتے اچانک حرکت قلب بند ہوگئی اور اسی جگہ مدنی مسجد کے نزدیک وفات ہوگئی، مزار قاسمی میں تدفین ہوئی مولانا کے دو صاحب زادے ہیں. مولانا مفتی محمد عمیر صاحب سفیر شعبہ تنظیم وترقی دارالعلوم دیوبند اور مولوی محمد زہیر محرر کتب خانہ ہیں. آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت شیخ الہندؒ کے معتمد خصوصی اور سابق خطیب عیدگاہ دیوبند مولانا محمد مبین صاحبؒ کی پوتی ہیں.

(البلاغ کراچی و آئینہ دارالعلوم میں احقر کا مذکورہ مضمون شائع ہو چکا ہے)

جناب مولانا محمد نعیم احمد دیوبندی نور اللہ مرقدہ

عم المکرم حضرت مفتی محمد شفیع صاحب وجد المکرم احمد انس صاحب، کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

مولاناؒ کا شمار دیوبند کے مستند علماء دین میں ہوتا ہے. مولاناؒ دیوبند کی تاریخ ساز

شخصیت جناب خلیفہ حافظ بشیر احمد صاحبؒ کے فرزند ارجمند ہیں. جو کہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کے ممتاز متوسلین اور اولیاء کاملین میں سے ہیں مولانا محمد نعیم صاحبؒ، فقیہ ملت حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے رشتہ کے چچا تھے. اور اتفاق سے حضرت مفتی صاحبؒ کے تلمیذ خاص بھی تھے. مولاناؒ نے ۱۳۵۲ھ میں مادر علمی دارالعلوم دیو بند سے فراغت حاصل کی اور درس نظامی کی کتب کی تکمیل کے بعد حفظ قرآن کریم بھی مکمل فرمایا.

فراغت کے بعد مرادآباد تشریف لے گئے اور وہاں پر ہی حفظ قرآن کی تکمیل فرمائی.

۱۳۴۵ھ میں مدرسہ امدادیہ مرادآباد میں تدریسی خدمات کیلئے مقرر فرمایا گیا. کچھ ہی عرصہ بعد مدرسہ مذکورہ میں تدریسی خدمت کے دوران طبیعت علیل ہوگئی. اور ۱۳۵۶ھ ۱۸ ذیقعدہ بروز جمعۃ المبارک وفات ہوگئی.

مولاناؒ دیو بند کی ان برگزیدہ شخصیات اور ان نفوس قدسیہ میں سے تھے کہ جن کو خداوند قدوس نے علم کی دولت کے ساتھ اخلاص عمل کی دولت سے بھی نوازا تھا. آپؒ شب بیدار، تہجد گذار اور تلاوت قرآن کے بے حد عامل اور اوراد وظائف پر بے حد کار فرما تھے. یہ آپؒ کے تقویٰ اور تزکیہ نفس اور اخلاص ہی کی برکت تھی کہ خداوند قدوس نے آپؒ کو حسن خاتمہ سے نوازا اور بوقتِ وفات شیطان کے شر اور فتنۂ شیطان سے حفاظت فرمائی. بوقت وفات مولانا کے ساتھ جو منفرد نوعیت کا حیران کن واقعہ پیش آیا. وہ ایک مشہور واقعہ اور ایک تاریخی واقعہ ہے. اس واقعہ کی اہمیت کے پیش نظر جد المکرم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے اس واقعہ کو اپنے مختصر رسالہ ''کید الشیطان عند موت الانسان'' میں بیان فرمایا ہے.

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں، مولانا کی وفات کے وقت:

جب احقر نزدیک پہونچا تو طبیعت زیادہ خراب تھی، دوسرے عالم کا مشاہدہ محسوس ہوتا تھا. حاضرین نے بیان کیا کہ کچھ دیر سے حواس میں اختلال ہے اور ایسی حالت میں انھوں نے ارادہ کیا کہ نماز ادا کروں، جب احقر مکان میں داخل ہوا تو احقر کو پہچان لیا فرمایا کہ میرے سر پہ ہاتھ رکھ دو اور دعاء پڑھ دو. اس کے بعد شیطان مردود سے مناظرہ شروع ہوگیا. مجھ سے فرمایا کہ یہ مردود (شیطان حالت نزع میں) مجھ کو عصر کے وقت سے

تنگ کر رہا ہے. بہر حال ایسی حالت میں زور دے کر دعاء مانگی. دعاء کا سلسلہ نہ ختم ہوا تھا کہ بلند آواز سے فرمایا کہ میں تیمّم کرونگا. تیمم کرتے ہی شیطان کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ مردود میں تجھ کو بتلاؤنگا کہ تو مجھے حق تعالیٰ کی رحمت سے مایوس کرنا چاہتا ہے. میں کبھی مایوس نہیں ہونگا. تیری یہ جراءت اس وجہ سے ہوئی کہ میں خداوندقدوس کے حکم سے مسجد سترہ روز سے نہیں گیا پھر لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین پڑھتے پڑھتے اور شیطان سے مذاکرہ کرتے کرتے وفات پاگئے. انا للّٰہ وانا الیہ راجعون.

بوقت وفات مرحوم موصوف نے ایک صاحبزادے جناب حافظ بلال احمد صدیقی صاحب مرحوم چھوڑے جن کے تین صاحبزادے جناب محمد انس صاحب ومولانا محمد عمیس صاحب حافظ محمد صہیب صاحب دینی جذبہ سے سرشار اور ملی وسماجی خدمات میں مشغول کتب خانہ نعیمیہ دیو بند کی نظامت میں مشغول ہیں. اور ایک صاحب زادی چھوڑیں. جو کہ ولی دوراں الحاج جناب مولانا محمد رضی عثمانی صاحب مدظلہ بانی مدرسہ امدادیہ، وحدت کالونی لاہور سے منسوب ہیں.

(نواسہٗ شیخ الہندؒ)

حضرت مولانا محمد عثمان صاحب نوراللہ مرقدہ

سابق نائب مہتمم ورکن مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند

عربی کا ایک مشہور شعر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ قیس کی موت تنہا ایک انسان کی موت نہیں بلکہ اس کی موت سے ایک قوم کی بنیاد ہل گئی ہے.

اس شعر کا مصداق "بابائے دیو بند" نبیرۂ شیخ الہندؒ حضرت مولانا محمد عثمان صاحبؒ کی وفات حسرت آیات ہے.

آپؒ خاندانِ شیخ الہندؒ کے چشم وچراغ اور ایک ایسے خانوادہ کے فرد تھے کہ جن کی تسلسل کے ساتھ، علمی، سماجی، معاشرتی خدمات رہی ہیں.

آپؒ نے ابتدائی تعلیم مدرسہ عبدالرب دہلی سے حاصل کی اور آپ کو ایسے اکابر

اور یگانہ روزگار ہستیوں سے شرف تلمذ حاصل ہوا کہ جن کی نظیر نہیں ملتی۔

مدرسہ عبدالرّب دہلی سے فراغت سے پہلے مادر علمی دارالعلوم دیوبند سے تعلیم حاصل کی۔ اور دارالعلوم دیوبند میں شیخ الادب والفقہ حضرت مولانا اعزاز علیؒ اور جامع معقول ومنقول حضرت مولانا ابراہیم صاحب بلیاویؒ اور حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب کیرانویؒ نے خاص طور پر استفادہ کیا۔

۵۴-۱۳۵۳ھ میں دارالعلوم دیوبند میں درس وتدریس کے منصب پر فائز ہوئے، اور تقریباً نصف صدی سے زائد موت تک مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند کی خدمت کرتے رہے۔

اس طویل مدت میں سینکڑوں تشنگانِ علوم نے آپ سے استفادہ کیا، شرق سے لے کر غرب تک شمال سے جنوب تک پھیلے ہوئے فضلاء دارالعلوم میں ایک بہت بڑی تعداد آپ کے تلانذہ کی ہے، آپ کے تلانذہ عالم اسلام برصغیر پاک وہند کے مدارس میں نمایاں علمی خدمات انجام دے رہے ہیں، آپ کے ممتاز تلانذہ میں دارالعلوم کے اساتذہ ممتاز صحافی اور قومی رہنما شامل ہیں۔

مولانا منکسر المزاج، حق گو، راست باز اور بیباک تھے، حق گوئی اور بیباکی آپ کی منفرد خصوصیت کہی جاسکتی ہے۔ اور یہی آپ کی ایک ایسی خصوصیت تھی جو کہ آپ کو معاصرین سے ممتاز کرتی ہے، موقعہ پرستی، مصلحت آمیزی، یا نفاق کی آپ کے یہاں گنجائش نہ تھی۔ مخالف وموافق سب ہی اس حقیقت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہیں۔ مولانا واقعی دیانت دار، راست گو اور اصول پرست تھے۔

تقریباً نصف صدی تک آپ نے قصبہ کی جس طرح بے لوث خدمت کی اور قومی یکجہتی اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو جس طرح برقرار رکھا وہ اپنی مثال آپ ہے۔

تقسیم ہند کے بعد سے تا حال طویل عرصہ میں بڑے نازک موڑ آئے اور قصبہ کی تاریخ میں ایسے مواقع بھی آئے کہ فرقہ پرست عناصر ان مواقع سے فائدہ اٹھا کر قصبہ کے امن کو بدامنی میں تبدیل کر سکتے اور فضا کو مکدر کر سکتے تھے۔

لیکن آپ نے ہر ایسے موڑ پر جس طرح دور اندیشی حسن تدبر اور اعلیٰ انتظامی صلاحیتوں سے ہر قسم کے خطرناک حالات سے قصبہ کو بچایا اور ہندو مسلم اتحاد کو پورے طور پر

باقی رکھا وہ آپ کی مومنانہ فراست کی جیتی جاگتی تصویر ہے، بجا طور پر یہ کہا جا سکتا ہے اور یہ کہنے میں مبالغہ بھی نہ ہوگا کہ چوتھائی صدی سے زائد مدت میں مختلف علاقوں یہاں تک کہ دیو بند کا قریبی علاقہ بھی فرقہ وارانہ واقعات کا نشانہ بنا لیکن اللہ کے فضل و کرم سے ہمارا قصبہ اس قسم کے زہر آلود ماحول سے محفوظ رہا اور اس طویل مدت میں کوئی معمولی سا واقعہ بھی پیش نہیں آیا۔ خوشگوار فضاء بحال رکھنے اور ماحول کو پر امن رکھنے میں مولانا نے جو مثالی کردار ادا کیا، وہ یقیناً ایک نا قابل فراموش حقیقت ہے۔

ایک زمانہ میں خاندانی منصوبہ بندی کی اسکیم کے موقع پر دیو بند میں بھی اس قسم کا خطرہ محسوس کیا جا رہا تھا کہ خدانخواستہ کہیں یہاں بھی اس طرح کا نا خوشگوار ماحول نہ پیدا ہو جائے۔ جیسا کہ اس وقت بعض جگہ ایسا ماحول بن گیا تھا۔ ایسے نازک موقعہ پر مولانا نے جس جرأت اور حق گوئی کا ثبوت دیا اور اس کی شرعی و قانونی حیثیت کو جس طرح پیش کیا وہ بھی آپ کے زرّیں کارناموں میں سے ایک ہے۔

سب جانتے ہیں کہ مولانا سے متعلق درس و تدریس سے زیادہ سماجی، سیاسی، خدمات متعلق تھیں، جس کے نتیجہ میں اور سیاسی نشیب و فراز میں اختلافات کا رونما ہونا بھی قدرتی بات ہے لیکن یہ آپ کی انفرادی خصوصیت کہی جا سکتی ہے کہ کبھی آپ نے نظریاتی و سیاسی اختلافات کو ذاتی اختلافات کا رنگ نہیں دیا۔ اور نہ ہی کبھی اس قسم کے اختلافات سے ذاتی مراسم متاثر کیئے۔ آپ کی اس اصول پرستی اور دیانت داری کی تائید اس واقعہ سے ہوتی ہے کہ جس کو راقم الحروف سے فقیہ ملت حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے بیان فرمایا۔

۱۹۷۶ء میں راقم الحروف کی حاضری حضرت اقدس مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے گھر ہوئی۔ حضرت مفتی صاحبؒ نے دیو بند کے احوال دریافت کئے اور فرمایا کہ ''اب تمہارے قصبہ کا کیا حال ہے؟ کیا اب سیاسی و نظریاتی اختلافات سے ذاتی تعلقات متاثر ہوتے ہیں یا نہیں؟''

پھر مجھ سے حضرت مفتی صاحبؒ نے فرمایا کہ ۱۹۴۷ء میں ہم لوگ جب نا گفتہ بہ حالات میں ترک وطن کر کے کراچی منتقل ہو گئے تو میں دیو بند کے چیئرمین مولانا محمد عثمان کے پاس بغرض ملاقات حاضر ہوا تو مولانا محمد عثمان صاحبؒ نے فرمایا کہ مفتی صاحب! آپ سے ہمارے نظریاتی اختلافات تھے اور یہ اختلافات اس وقت تک تھے، جب تک کہ آپ

دیوبند میں تھے لیکن جب کہ آپ ترک وطن کر رہے ہیں تو وہ اختلافات بھی ہم ختم کرتے ہیں اب اگر ہمارے کسی قسم کے تعاون کی ضرورت ہو تو ہم آپ کا ہر قسم کا تعاون کریں گے۔

سبحان اللہ! یہ وہ مومنانہ شان تھی اور یہ وہ کسوٹی تھی کہ جس پر پورا اترنا ہر شخص کے بس کی بات نہیں۔

بہر حال مولانا جس وضع اور جس مزاج کے انسان تھے اور اللہ نے آپ کو جس مختلف النوع صفات سے نوازا تھا آج کے دور میں ایسے لوگ مشکل سے ہی مل سکیں گے۔

آپ نے قصبہ کی جس طرح بے لوث خدمت کی اور جو درویشی کی زندگی گذاری وہ اپنی مثال آپ ہے۔ افسوس اہل قصبہ نے آپ کی قدر نہ کی اور آپ کو وہ مقام نہیں دیا جس کے آپ مستحق تھے۔

غرض اور مطلب براری کے لئے صاحب اقتدار شخصیات کے پاس جانا زمانہ کا قدیم دستور ہے۔ چنانچہ یہاں حاضرین کی تعداد ایک زمانہ میں قابلِ ذکر تعداد ہوتی تھی۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ یہ تعداد کم سے کم ہوتی چلی گئی، اور صرف وہی آپ کے ساتھ رہ گئے کہ جن کو واقعۃً آپ کے اصولوں اور آپ کے انداز فکر سے ہم آہنگی تھی۔

راقم الحروف کے والد ماجد حضرت مولانا سید حسن صاحبؒ سابق استاذ تفسیر و حدیث دارالعلوم دیوبند سے مولاناؒ کے قریبی مراسم تھے اور اسی دیرینہ ربط و تعلق کے تحت جب کبھی میں مولاناؒ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو نہایت شفقت و محبت سے پیش آتے اور ہر معاملہ میں قدیم ربط و تعلق کا لحاظ فرماتے، اور ہمیشہ سیاسی زندگی سے دور رہنے اور کسی بھی قسم کی گروپ بندی میں شامل ہونے سے منع فرماتے اور گوشہ نشینی کی تلقین فرماتے۔

زندگی کے آخری ایام میں آپ ایک ایسے مشن اور ایک ایسے پروگرام کو لے کر چل رہے تھے، اگر آپ اس میں کامیاب ہو جاتے اور آپ کی مساعی کے نتیجہ میں قریبی ماحول میں صلح و مصالحت کی صورت بن جاتی تو وہ یقیناً آپ کی زندگی کا عظیم کارنامہ اور ایک صدقہ جاریہ ہو جاتا۔

آپ ہمہ وقت باہمی اتحاد قائم کرنے و یگانگت کا ماحول پیدا ہونے کی ساعی اور اس کے عظیم داعی تھے لیکن آپ کا یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا اور یہی حسرت آپ ساتھ

لے گئے۔ انشاء اللہ آپ کی یہ مساعیٔ حسنہ بھی باعث اجر ہونگی۔ اور آپ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکنے کے باوجود عنداللہ ماجور ہوں گے۔ جیسا کہ اس حدیث سے مستنبط ہوتا ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ:

''صحت کی حالت میں انسان بہت سے اعمال کرتا ہے اور بوجہ مرض کے وہ اعمال نہیں کر پاتا لیکن اللہ تعالیٰ مرض کی حالت ہو جانے کی بنا پر حالت صحت کے اعمال کا اجر بھی اس کو عطا فرما دیتے ہیں''

مولانا کی وفات ایک ایسے وقت پر ہوئی کہ جب کہ آپ کی سخت ضرورت تھی، ہمارے قصبہ میں دو بزرگ ہستیاں تھیں۔ ایک الحاج نمبردار جمیل احمد صاحب امین صاحب مرحوم، اور دوسرے مولانا محمد عثمان صاحبؒ۔

اول الذکر کی شہادت ہوگئی اور مولانا بھی اللہ کو پیارے ہو گئے افسوس اس کم مدت میں یہ دونوں ہی بزرگ ہستیاں ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئیں، ان دونوں ہستیوں کے اٹھ جانے سے جو خلا پیدا ہوا ہے اور جس قدر نا قابل تلافی نقصان ہوا ہے عرصہ تک اس کی تلافی نہیں ہو سکے گی۔ ان کی وفات سے دیوبند ایک مدبر ہمدرد قوم وملت اور ایک مثالی قیادت سے محروم ہو گیا ہے، اب دور دور تک کوئی ایسی قیادت وسیادت نظر نہیں آتی جو کہ قصبہ کو اور علاقہ کو رہنما خطوط دے سکے۔ ہمارے درمیان اگر چہ وہ نہیں رہے لیکن آپ کی خدمات آپ کے کارنامے فراموش نہ کئے جاسکیں گے۔ اور تاریخ دیوبند میں آپ کی خدمات کو اہم ترین مقام حاصل رہے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ مولانا ایک شخصیت ہی نہیں تھے۔ بلکہ ایک تاریخ اور ایک تحریک تھے۔

دعا ہے حق تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور قصبہ کو آپ جیسا بے لوث، ہمدرد، اور مخلص رہنما عطا فرمائے۔ جو کہ علاقہ کی ترقی اور خوشحالی کے لئے کام کر سکے۔ آمین۔

٭٭ ان کی وفات ۲۲ر اپریل ۱۹۸۵ء میں ہوئی۔

استاذ المکرم حضرت مولانا وحید الزماں صاحب کیرانوی نوراللہ مرقدہ

آپ کا وطن مبارک کیرانہ ضلع مظفرنگر ہے۔ بعد میں دیوبند سکونت اختیار فرمائی۔

آپ کا شمار دارالعلوم دیو بند کے اکابر اساتذہ کرام میں ہوتا ہے. علم ادب آپ کی دلچسپی کا خاص موضوع رہا.

مولانا، احقر کے والد ماجدؒ کے ممتاز تلامذہ میں سے ہیں. آپؒ نے ابتداء میں ظہیر منزل عقب جامع مسجد دیو بند میں، دارالفکر کے نام سے تعلیمی ادارہ کا قیام فرمایا. جو کہ کچھ عرصہ جاری رہا.

اسی کے بعد دیو بند کے قدیم اشاعتی مکتبہ، مکتبہ نظامیہ دیو بند میں ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے خدمات انجام دی. اسی دوران ازدواجی حقوق سے متعلق دو اہم تصانیف ''اچھی بیوی'' اور ''اچھا خاوند'' مرتب فرمائی. جو کہ بعد میں دہلی کے مختلف مطابع سے بھی شائع ہوئیں. اسی دوران مولاناؒ کے والد ماجد ممتاز عالم دین، جناب مولانا مسیح الزماں صاحبؒ کی مساعئ جمیلہ سے آپ کو دارالعلوم دیو بند میں تدریسی خدمات کے لئے منتخب فرمایا گیا.

دارالعلوم دیو بند میں آپؒ نے اپنی دلچسپی کا موضوع، ادب عربی کو بنایا. اور جدید اور قدیم عربی کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر فرمایا اور تاریخ اور ادب عربی میں مولاناؒ نے اپنی تمام تر صلاحیت صرف فرما دی. اور دارالعلوم میں ادب عربی کی تعلیم کا ایک ایسا ماحول بنایا کہ سابق میں جس کی مثال نہیں ملتی. اور اسی مقصد کے لئے مولاناؒ نے طلباء کی ایک انجمن النادی الادبی کا قیام فرمایا. جس میں خاص طور سے طلباء کے لئے عربی میں مکالموں، مباحثوں اور گرانقدر مقالات کا اہتمام ہوتا عربی ادب اور جدید عربی کے حوالے سے مولاناؒ نے دارالعلوم میں جو علمی انقلاب برپا کیا، وہ بلاشبہ آپ کی زندگی کا ایک عظیم کارنامہ ہے. ایک عظیم مشفق استاد کی حیثیت سے مولاناؒ طالبان علم کی تعلیم کے ساتھ ساتھ آدابِ زندگی، اصول زندگی پر بھی پوری پوری توجہ فرماتے. آپ کا درس، درسگاہ، کتاب استاذ کے ادب کا نمونہ تھا. دوران درس، ادنیٰ درجہ کی بے اصولی کی بھی آپ کے یہاں کوئی گنجائش نہیں نہ تھی.

مولاناؒ ادب عربی کے درس میں جدید اور قدیم اسالیب بیان پر جامع تحقیق بیان فرماتے ساتھ ہی ساتھ تاریخ وتمدن عرب اہل عرب کی قبائلی زندگی پر خاص طور سے کلام فرماتے. اور دور جاہلیت اور اسلامی دور کے درمیان پیدا ہونے والے فرق کی ایسی جامع وضاحت فرماتے کہ مخاطب کے اشکالات رفع ہو جاتے. اور کتاب کی عبارت کی دل کش

اور عام فہم پیرایہ میں تشریح اور مشکل الفاظ کی لغوی تحقیق میں آپ کو خاص ملکہ حاصل تھا. آپؒ کو ادب عربی میں خداوند قدس نے ایسا کمال عطا فرمایا تھا کہ جو اس دور میں شاید ہی کسی کو حاصل ہو.

چنانچہ تدریسی خدمات کے ساتھ ساتھ کافی عرصہ تک مولاناؒ نے دارالعلوم دیو بند سے جاری ہونے والے سہ ماہی رسالہ دعوت الحق اور ۱۵ روزہ عربی رسالہ الداعی، الیقظہ اور جمعیۃ علماء ہند دہلی سے جاری ہونے والے رسالے الکفاح کی ادارت فرمائی.

حضرتؒ کو خداوند قدوس نے تدریس کے ساتھ تصنیفی ذوق بھی عطا فرمایا تھا آپؒ کی وقیع تصانیف برصغیر کے اکثر مدارس میں داخل نصاب ہیں.

آپ کی مشہور تصانیف مندرجہ ذیل ہیں:

القاموس الجدید اردو سے عربی، القاموس الجدید عربی سے اردو، نفحۃ الادب، القراءت الواضحہ مع شرح، عربی، اردو، القاموس اصطلاحی، عربی، اور اردو القاموس الوحید، وغیرہ. حضرتؒ کی علمی یادگار میں دارالمؤلفین نامی ادارہ کا قیام بھی ہے. مولاناؒ کو تدریسی ذوق کے ساتھ انتظامی اور تعمیری ذوق بھی خوب خوب عطا فرمایا گیا تھا. چنانچہ اجلاس صدسالہ دارالعلوم کے موقع پر آپؒ کی زیرنگرانی دارالعلوم میں اہم تعمیراتی کام ہوئے اور اسی اعلیٰ صلاحیت کی بناء پر دارالعلوم کی انتظامیہ تبدیل ہو جانے کے بعد آپؒ کو مددگار مہتمم کے منصب پر فائز فرمایا گیا اور چند سال مولاناؒ نے اس منصب پر خدمات انجام دیں.

حضرتؒ کے اہم کارناموں میں آپؒ کے محلہ میں واقع دیو بند کی تاریخی مسجد، عثانی مسجد کی تعمیر جدید بھی ہے. یہ مسجد کہ جس میں حضرت علامہ شبیر احمد عثانی صاحبؒ نے سالہا سال تک درس قرآن دیا، عرصہ تک خستہ حالت میں رہی، مولانا کی خصوصی توجہ سے اس مسجد کی توسیع اور تعمیر جدید ہوئی.

بہر حال مولاناؒ ایک مقبول استاذ کے علاوہ صاحب طرز ادیب، محقق اور عظیم اسکالر تھے، آپ کی تدریسی اور ملی خدمات کا تقاضہ ہے کہ آپ کی عظیم شخصیت پر سیمینار منعقد کئے جائیں اور آپ کی وفات کی وجہ سے جو کام درمیان میں رہ گئے ہیں ان کی تکمیل کی جائے.

مولانا کی وفات ۱۵/اپریل ۱۹۹۵ء میں ہوئی.

عم المکرم حضرت مولانا حامد حسن صاحب دیوبندی نور اللہ مرقدہ

خطیب جامع مسجد لاہور

مولاناؒ کا آبائی وطن دیوبند ہے ۱۹۳۵ء میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل فرمائی۔ آپؒ کی زندگی کا بیشتر حصہ دیوبند سے باہر تعارف دارالعلوم اور دینی تبلیغی اور ملی خدمات میں گذرا۔ ابتداء میں ہوشیار پور مشرقی پنجاب میں قیام فرمایا۔ اور پنجاب میں ہونے والی مشرکانہ رسوم و بدعات کے خلاف صف آراء رہے۔ تقسیم ہند کے بعد پاکستان کی طرف رخ فرمایا۔ اور لاہور کو اپنی دینی اور ملی خدمات کا مرکز بنایا، ساتھ ہی ساتھ سیاسی میدان میں شیخ الاسلام حضرت مولانا علامہ شبیر احمد عثمانی صاحبؒ کے ہمراہ اسفار فرمائے اور حضرتؒ کے سیاسی افکار کی اشاعت کے لئے نمایاں خدمات انجام دیں مولاناؒ، مولانا مطلوب الرحمٰن عثمانی دیوبندی کے داماد تھے۔ آخرکار حضرت علامہؒ کے مشورہ اور توجہ خصوصی سے لاہور کی ایک جامع مسجد میں خطیب اور واعظ کی حیثیت سے خدمات کا آغاز فرمایا جہاں پر تاوفات تفسیری تبلیغی اور ملی خدمات انجام دیتے رہے۔

مولانا حامد حسن صاحبؒ نے لاہور میں طویل عرصہ تک قیام فرما کر، تعارف دارالعلوم اور اکابرین دارالعلوم کی ملی خدمات کے سلسلہ میں جو نمایاں خدمات انجام دیں وہ آپ کی حیات طیبہ کا عظیم کارنامہ ہے۔ مولاناؒ ختم خواجگان اور اوراد وظائف اور اکابرین کے معمولات کے سخت پابند تھے۔ خداوند قدوس نے مولانا کو تزکیۂ نفس اور تقویٰ کی دولت سے بھی نوازا تھا۔ شب بیداری، اتباع سنت، تقویٰ اور استغفار آپ کے وہ اوصاف تھے کہ جس کی نظیر مشکل سے ہی مل سکے گی۔

اکابرین دارالعلوم کی توجہ اور دعاؤں سے مولاناؒ نے رد بدعات کے سلسلہ میں لاہور میں جو خدمات انجام دیں وہ تاریخ کا ایک ناقابل فراموش باب ہے۔ مذکورہ جامع مسجد کہ جہاں پر بعد فجر درس قرآن اور بعد عشاء درس حدیث کا سلسلہ اس قدر مقبول ہوا کہ لاہور کے عوام و خواص دور دراز مقامات سے اس میں شرکت فرماتے۔ اس مسجد کے حاضرین اور مولانا کے متوسلین میں، حکومت کے اعلیٰ افسران، اور صاحب ثروت حضرات بھی خاصی

تعداد میں شامل رہتے لیکن مولانا نے ذاتی نوعیت کے سنگین سے سنگین مسائل پیش آنے کے باوجود ذاتی ضرورت کا اظہار نہیں فرمایا مولانا کے مزاج میں سلوک اور تصوف کا غلبہ تھا. آپ کے استخارہ عام طور پر درست ہونے کا لوگوں میں عام رجحان تھا.

مولانا کی وفات سے دیوبند اور خاندان ایک بزرگ ہستی سے محروم ہوگیا. چند سال قبل کراچی میں آپ کی وفات ہوئی اور وہیں تدفین ہوئی.

حضرت شیخ مولانا عبدالشکور دیوبندی مہاجر مدنی نوراللہ مرقدہ

حضرت کی ذات گرامی دارالعلوم دیوبند کے اس بابرکت دور کی دلکش یادگار تھیں کہ جس نے حضرت علامہ انور شاہ کشمیری، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہٗ وغیرہ اکابر کا جلوہ جہاں آراء دیکھا تھا. جس ذات گرامی کی تعلیم و تربیت مذکورہ اکابر کے زیر سایہ ہوئی ہو اس مقدس ذات کا تعارف اور اس پاکیزہ ہستی کے کامل اوصاف پیش کرنا، ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے. اور یہ بھی ایک واضح حقیقت ہے کہ جس کسی نے حضرت موصوف حضرت شیخ مولانا عبدالشکور صاحبؒ کے چہرہ انور کی زیارت کی ہے یا بالواسطہ یا بلاواسطہ حضرتؒ کے فیض صحبت سے فیضیاب ہوا ہے ان کے نقوش دل و دماغ سے نہیں مٹ سکتے.

حضرتؒ کا آبائی وطن دیوبند ہے والد ماجد کا اسم گرامی مولانا حافظ قاری نورالحسن صاحبؒ دیوبندی ہے. جد امجد کا اسم گرامی مولانا عبدالخالق دیوبندی ہے. (جن کا دیوبند کی تاریخ جامع مسجد کے قیام میں بنیادی مقام رہا ہے) اسی وجہ سے مولاناؒ کے جد امجد مولانا عبد الخالق صاحب دیوبندی کا اسم گرامی تاریخی جامع مسجد کے صدر گیٹ پر تا حال نصب ہے اور مذکورہ مسجد کی امامت و خطابت کا شرف بھی اسی خاندان کو حاصل رہا ہے.

مولاناؒ نے ۱۳۲۹ھ میں مادر علمی دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی، فراغت کے بعد ایک عرصہ تک مدرسہ عربیہ حسین بخش دہلی میں تدریسی خدمات انجام دیں.

۱۳۶۳ھ میں اکابر دارالعلوم نے مولاناؒ کو مادر علمی دارالعلوم کی تدریسی خدمات کے لئے منتخب فرمایا. حدیث و تفسیر کلام و عقائد کی کتب کا درس آپؒ سے متعلق کیا گیا.

مولاناؒ کو اگرچہ جملہ علوم وفنون میں مہارت تامہ حاصل تھی لیکن حدیث وتفسیر خاص موضوع تھا. درس میں تصوف وسلوک واسرار شریعت کا غلبہ تھا. مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند میں تدریسی خدمات انجام دینے کے زمانہ میں مولاناؒ مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور اسی سال مدینہ منورہ مستقلاً قیام فرمالیا مولاناؒ کی علمی استعداد اور حدیث وتفسیر سے غیر معمولی شغف کی بناء پر اکابر علماء مدینہ منورہ نے آپؒ کو حرم مقدس کے نزدیک واقع مدرسہ علوم الشرعیۃ میں تدریسی خدمات کے لئے مقرر فرمایا. جہاں پر خاص طور سے درس حدیث حضرتؒ سے متعلق رہا. مدرسہ مذکورہ میں تدریسی خدمات کے دوران ہندوپاک کے علاوہ عرب طلباء کرام کو بھی مولاناؒ سے شرف تلمذ حاصل ہوا.

مولاناؒ کی وفات ۳؍اکتوبر ۱۹۶۳ء میں نماز تہجد سے قبل ہوئی. اور جنت البقیع میں حضرت عثمان غنیؓ کے مزار مبارک کے نزدیک تدفین عمل میں آئی. بوقت وفات حضرت کے پسماندگان میں ایک صاحبزادے مولانا حافظ قاری محمد نعمان صاحبؒ تھے، جن کے سینکڑوں تلامذہ حفاظ قرآن آج بھی درس قرآن میں مشغول ہیں، عجیب اتفاق ہے کہ مرحوم قاری نعمان صاحبؒ سے بھی ایک ہی صاحبزادے مولانا حافظ محمد فوزان ہیں، جو کہ مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند میں شعبہ حفظ قرآن میں تدریسی خدمات میں مشغول ہیں.

حضرت مولانا قاری جلیل الرحمٰن عثمانی صاحب نوراللہ مرقدہ

بن حضرت مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی صاحبؒ سابق استاد تجوید وقرأت دارالعلوم دیوبند

یوں تو ہر انسان کو اس جہان فانی سے دارالبقاء کی طرف کوچ کرنا ہے جس کا ایک وقت معین ہے اور ہزار جتن کے باوجود بھی کسی فرد کو اس سے مفر نہیں ہے. لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جن کے چلے جانے کے بعد ان کی انمٹ یادیں تاریخ کا حصہ بن کر ناقابل فراموش ہوجاتی ہیں.

ایسا ہی ایک المناک سانحہ مرکزی حیثیت کے حامل شہر دیوبند کے ایک معمر بزرگ جامع کمالات وصفات شخصیت حضرت قاری جلیل الرحمٰن عثمانیؒ کے انتقال کی صورت میں پیش آیا.

فقیہ العصر حضرت مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی قدس سرہٗ کے لائق وفائق فرزند، مفکر

ملت مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی علیہ الرحمۃ کے برادر حقیقی، خاندانِ عثمانی کے چشم و چراغ قابلِ تعظیم بزرگ قاری جلیل الرحمٰن عثمانی مدرس دارالعلوم دیو بند مورخہ ۲۴ ربیع الثانی ۱۴۱۶ھ یوم جمعہ بوقت ۱۰ بجے دن بہ ہوش وحواس اپنے اہل وعیال سے گفتگو کرتے ہوئے چشم زدن میں سب کو داغ مفارقت دے کر داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

اس المناک سانحہ کا اعلان جب مرکزی جامع مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے ہوا تو شہر کے لوگ مرحوم کے آبائی مکان محلہ شاہ رمزالدین کی طرف آخری دیدار کے لئے رواں دواں نظر آنے لگے۔

مرحوم کے صاحبزادے میں مفتی فضیل الرحمٰن (مفتی پنجاب) و انجم عثمانی (پروڈیوسر اردو ٹی وی سیکشن دہلی) کو پہلے ہی سے اطلاع دے کر اپنے پاس بلالیا تھا پھر بھی دہلی کے کچھ اعزہ و احباب جن کو بذریعہ ٹیلی فون انتقال کی خبر دی گئی تھی ان کا انتظار کیا جا رہا تھا اس تاخیر کے سبب مقامی غیر مقامی تمام معتقدین و متوسلین کو مکان پر پہنچ کر آخری دیدار کرنے کا موقع بھی مل گیا اور اس مدت میں دہلی سے مولانا قاری ادریس صاحب، مسٹرم افضل (ایڈیٹر اخبار نو و ممبر راجیہ سبھا) و دیگر اعزہ و احباب بھی تشریف لے آئے، بعد نمازِ عشاء دارالعلوم کے احاطۂ مولسری کے وسیع میدان میں نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔ نمازِ جنازہ میں حدِ نگاہ تک فرزندانِ توحید کا ایک ہجوم تھا جو مرحوم کے خدارسیدہ و مقبول بارگاہ ہونے کا ایک روح پرور، ایمان افروز منظر پیش کر رہا تھا۔ قاری ادریس صاحب جن کا مرحوم سے قلبی تعلق تھا اور جن کے دادا قاری اسحٰق نور اللہ مرقدہٗ سے مرحوم بیعت تھے۔ انھوں نے آگے بڑھ کر امامت کے فرائض انجام دیئے۔

مرحوم فاضلِ دیو بند ہونے کے ساتھ جید قاری بھی تھے۔ ان کے فیضانِ علم کا سرچشمہ دارالعلوم کی خدمت کی شکل میں تاعمر جاری رہا۔ لاکھوں تشنگانِ علم نے کلام اللہ کے رموز و نکات میں ان سے مہارت حاصل کی اور ان کے فیض علم سے عالمِ اسلام میں اپنے استاد محترم کو روشناس کرایا۔

مرحوم کی ہمہ جہت شخصیت بڑی اوصاف جمیلہ کی مالک تھی وہ ایک طرف پابندِ شریعت تھے تو دوسری جانب پاسبانِ طریقت تھے۔ ان کی ذاتِ گرامی شریعت وطریقت کا

ایک ایسا حسین امتزاج تھی کہ جس کی مثال موجودہ دور میں بمشکل نظر آتی ہے۔

والد صاحب مرحوم کی مشہور و معروف مسجد الموسوم "مفتی صاحب والی مسجد" کے تقریباً ۶۰/۷۰ سال سے امامت کے فرائض خود انجام دیتے تھے۔صفائی ستھرائی کا ایسا اہتمام تھا کہ دیکھنے والا عش عش کر جائے۔کیا مجال کہ مسجد میں ایک تنکا بھی نظر آ جائے۔ہر شئے میں سلیقہ قرینہ نفاست قدم قدم پر دیکھنے کو ملتا تھا۔عجز و انکساری کا یہ عالم کہ امامت سے لے کر صفائی ستھرائی تک کی خدمات اپنے ہاتھوں سے انجام دینے کو فریضہ سمجھتے تھے۔ مؤذن اور دیگر رہائشی طلبہ جب فارغ ہو کر گھر واپس جاتے تو قاری صاحبؒ کی فیض تربیت سے مالا مال ہو کر جاتے۔علم دارالعلوم سے ملتا تو تربیت میں یہاں کندن بنا دیئے جاتے۔ جس قدر پنجگانہ نمازوں کے خود پابند تھے طلبہ کو بھی ایسا ہی پابند بناتے اور بعد نمازِ فجر ختم خواجگان کا معمول جو کہ والد محترم کے زمانہ سے جاری تھا اس کو ۷۰ سال سے برابر جاری رکھے ہوئے تھے۔

(ملخص از کتاب بندۂ مولیٰ صفات، مفتی ہلال عثمانی)

حضرت مولانا شاہد حسن قاسمیؒ

تدریسی خدمات، تصانیف، نقوش و اثار

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند نے ہر زمانہ میں گرانقدر لعل و گوہر پیدا کیئے کہ جن کی مثالی تدریسی، تصنیفی خدمات رہیں۔ان ہی ابنائے قدیم اور فرزندانِ دارالعلوم میں برادر محترم جناب مولانا شاہد حسن صاحب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی بھی ہے جو کہ ۶/ مارچ ۱۹۹۸ء بروز جمعہ ۱۰ بجے شب دار فانی سے دار بقاء کی طرف رحلت فرما گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا کی ولادت مبارکہ دسمبر ۱۹۴۲ء میں ہوئی۔مولانا نے ۱۹۵۱ء میں حفظ قرآن کریم مکمل کیا۔اور ۱۹۵۷ء میں مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند کے شعبہ فارسی و ریاضی سے فراغت حاصل کی اور ۱۹۶۱ء میں امتیازی نمبرات سے دورۂ حدیث شریف سے فراغت حاصل کی۔

مولانا پر فراغت دارالعلوم کے فوراً ہی بعد والد ماجد خلیفۂ حکیم الامت حضرت

مولانا سید حسن صاحبؒ، استاذ تفسیر وحدیث دارالعلوم دیوبند کی ناگہانی وفات کے بعد غیر معمولی خانگی ذمہ داریاں عائد ہوگئیں۔ اور مختلف النوع خانگی اور بیرونی مسائل کا طویل سلسلہ قائم ہوگیا لیکن انھوں نے جس ثابت قدمی، اولوالعزمی کے ساتھ حالات کا مقابلہ کیا، وہ اپنی مثال آپ ہے۔

۱۹۶۳ء میں حضرت مولانا نبیہ حسن صاحب خان جہانپوری قدس اللہ سرہٗ العزیز رکن مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند (جدامجد حضرت مولانا قاری محمد عثمان صاحب منصورپوری زیدمجدہم نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند) کی خصوصی توجہ ومساعی مبارکہ سے مولانا کو شعبۂ اردو دینیات میں بحیثیت مدرس مقرر فرمایا گیا۔ اور ۱۹۶۳ء سے ۱۹۷۳ء تک شعبہ فارسی وریاضی میں استاذ مقرر رہے اور علم تصوف وعقائد کی اہم کتب مثنوی شریف وغیرہ کا درس آپ سے متعلق رہا۔

۱۹۸۳ء سے ۱۹۹۸ء تا حال یعنی اٹھارہ سال تک شعبہ عربی میں استاذ مقرر رہے۔ ابتداء میں آپ سے متعلق نفحۃ العرب، قدوری، کنزالدقائق وغیرہ کا درس متعلق رہا لیکن آخری تین سال سے ہدایہ اولین، ترجمہ قرآن کریم، شرح وقایہ وغیرہ کا درس متعلق رہا۔ اور اس طرح اکابر کی دعاؤں، فیض توجہ، اور ذاتی علمی ودرسی صلاحیت سے شعبۂ اردو دینیات سے درجۂ عربی وسطیٰ اور ہدایہ اولین تک پہونچ گئے۔ مولاناؒ کی مذکورہ علمی ترقی اور تدریسی خدمات تاریخ دارالعلوم کا ایک روشن باب ہے اور مولاناؒ کی تدریسی صلاحیت کی واضح دلیل ہے۔ اور ایک ناقابل فراموش حقیقت ہے۔

مذکورہ تفصیل کے مطابق برادر محترم کا مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند میں تدریسی دور تقریباً ۳۸ رسال پر محیط ہے۔ اس طویل عرصہ میں مولاناؒ کے تلامذہ اور فیض یافتگان کی تعداد ہزاروں پر مشتمل ہے۔ کیونکہ آپ ایک طویل عرصہ تک شعبہ اردو دینیات دارالعلوم دیوبند میں مدرس رہے۔ اور قدیم دور سے مذکورہ شعبہ میں مقامی طلبہ کی تعداد بہت زیادہ رہی ہے۔ اس لئے آج بھی دیوبند کے تقریباً ہر محلّہ میں مولانا کے اس دور کے تلامذہ بکثرت موجود ہیں۔ جس میں بیشتر حضرات تبلیغی، اصلاحی اور فلاحی امور میں مشغول ہیں اور ان کے علاوہ ہندو بیرون ہند میں آپ کے ہزاروں تلامذہ اور ان کے تلامذہ درس وتدریس اور تصنیفی وتالیفی خدمات میں مشغول ہیں۔ اور مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند کے علاوہ دیوبند کے ہر ایک مدرسہ

میں آپ کے براہ راست متعدد تلامذہ کتب متداولہ کے درس میں مشغول ہیں۔

تدریسی خدمات کے علاوہ مولانا کا تصنیفی سلسلہ بھی جاری تھا جن میں چند تصانیف تاحال شائع ہو چکی ہیں اور بعض زیر طبع ہیں، مشہور تصانیف کا تعارف حسب ذیل ہے۔

اسلامی قانون فقہ توضیح الوقایہ شرح شرح الوقایہ۔

یہ کتاب شرح وقایہ از کتاب النکاح تا کتاب الطلاق کی نہایت جامع سلیس اور آسان مدلل شرح ہے۔ جس میں مذکورہ ابواب کی تشریح اس طور پر فرمائی گئی ہے کہ جس سے طلبہ اور عوام بسہولت نکاح و طلاق کے احکام و ابحاث فقہیہ کو سمجھ سکیں۔ طرز نگارش سادہ اور پرمغز ہونے کے ساتھ ساتھ فقہ اسلامی پر جدید طبقہ کی طرف سے پیش آنے والے اعتراضات اور ان کے جوابات کو خاص طور پر موضوع بحث بنایا گیا ہے اور مولانا کی یہ وقیع تصنیف ہر طبقے کیلئے یکساں ہے۔ اس کی ضخامت ۴۵۰ رصفحات ہے۔

احکام شریعت مصطفیٰ، مسائل سنت و بدعت۔

یہ کتاب بھی برادر محترم مولانا شاہد حسن صاحبؒ کی اہم تصانیف میں سے ہے، جس میں اہل بدعت، اہل حدیث، جماعت اسلامی وغیرہ فرقوں کی جانب سے اسلاف و اکابر دارالعلوم کی تحریرات پر پیش کئے گئے اعتراضات کے مدلل جوابات کے علاوہ مسلک دیوبند کی مدلل اور واضح طور پر ترجمانی فرمائی گئی ہے۔

طلباء دین سے خطاب و فقہی تقاریر۔

یہ کتاب بھی مولانا کی مرتب فرمودہ ہے جو کہ مولانا نے زمانہ طالب علمی میں مرتب فرمائی تھی۔ یہ کتاب درحقیقت جد مکرم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ کی ۱۹۶۰ء میں دیوبند تشریف آوری کے موقع پر مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند میں حضرت اقدس مفتی صاحبؒ کے درس مشکوٰۃ کا ایک تاریخی باب ہے۔ جس کو مولانا نے تقاریر و خطاب کی صورت میں مرتب فرمایا۔

اسلام اور دور جدید یعنی بنگلور انٹرویو

عرصہ قبل مولانا کے بنگلور کے تاریخی سفر کے دوران بنگلور کرناٹک کے ایک اسکالر کی جانب سے اسلام کے سماجی و معاشرتی نظام پر پیش کئے گئے اعتراضات کے مدلل اور واضح جوابات، نیز سائنس جدید اور ترقیات جدیدہ کی وجہ سے اسلام کے نظام حیات پر

پیش کئے گئے اشکالات کے تفصیلی جوابات پیش کئے گئے ہیں.

توضیح العقائد شرح کنز الدقائق.

یہ کتاب کنز الدقائق کے بے نظیر شرح مع متن وتشریح ابواب ہے.

اسلام میں مزدور و خواتین کے حقوق یعنی قرآن کریم اور پسماندہ طبقات.

یہ کتاب مولانا کی وزارت تعلیم نئی دہلی میں جمع کردہ پی.ایچ.ڈی.درجہ کے مقابلہ کا ایک تفصیلی باب ہے.جو مستقل تصنیف کی حیثیت رکھتا ہے.

بیس/۲۰ نکاتی پروگرام اور اسلام.

یہ تصنیف بھی مولاناؒ کے مذکورہ تاریخی مقالہ کا ایک اہم باب ہے.جس میں بیس نکاتی حکومتی پروگرام کی شرعی حیثیت پر تحقیق پیش فرمائی گئی ہے.

ان سب کے علاوہ اگر مولانا کے مطبوعہ وغیر مطبوعہ مضامین، تفسیر وحدیث، فقہ وافتاء، وعظ وارشاد وغیرہ پر مشتمل گرانقدر تحریرات اور طلباء دارالعلوم کی مختلف انجمنوں کے اختتامی اجلاس کے موقع پر ہونے والے گرانقدر خطبات اور مختلف تقاریر وعلمی و اصلاحی مجالس کو جمع کیا جائے تو یقیناً اس کی مقدار سینکڑوں صفحات پر مشتمل ہوگی.

مولانا بظاہر ایک سال سے دائیں ہاتھ میں ورم کی تکلیف میں مبتلا تھے.جس میں اضافہ ہوتا چلا گیا.اور ۱۸/رمضان المبارک سے اچانک مولانا پر خاموشی طاری ہوگئی. ڈاکٹری تشخیص کے مطابق یہ دماغی کینسر کی آخری صورت تھی.جس کا ۱۲/فروری ۱۹۹۸ء کو آل انڈیا میڈیکل اسپتال نئی دہلی میں آپریشن بھی کرایا گیا.لیکن بظاہر یہی آپریشن مولانا کی وفات کا سبب بنا اور ۶/مارچ کو مولانا دار فانی سے رخصت ہوگئے.مولانا کی نماز جنازہ احاطہ مولسری میں ادا کی گئی.اور نماز جنازہ میں ہزاروں افراد شریک ہوئے، حضرت مولانا قاری محمد عثمان صاحب نے نمازِ جنازہ پڑھائی.دارالعلوم دیوبند میں بھی اس موقع پر درس کی تعطیل رہی.اور آیت کریمہ کے ختم کا اہتمام کیا گیا.اور وقف مدرسہ میں بھی تعطیل رکھی گئی اور وہاں بھی آیت کریمہ کا ختم ہوا اور دونوں مدرسوں کے ذمہ داران نے مولانا کے سلسلہ میں تعزیتی تاثرات بھی بیان فرمائے.اور مولانا کے جنازہ میں اہل دیوبند کے عظیم مجمع کے علاوہ دونوں مدرسوں کے اساتذہ کرام وطلباء نے نماز جنازہ میں شرکت فرمائی.

مولانا کے پسماندگان میں والدہ محترمہ اور اہلیہ کے علاوہ دو صاحبزادے مولوی حافظ عارف حسن قاسمی، شاکر حسن قاسمی، بی.اے، چار صاحبزادیاں، دو بھائی مفتی محمد سلیمان قاسمی و احقر خورشید حسن قاسمی ہیں۔ دعا ہے کہ خداوند قدوس مولانا کے درجات بلند فرمائے اور ہم سب پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

حضرت مولانا مفتی محمد تقی صدیقی صاحبؒ دیوبندی

شیخ الحدیث و مفتی مدرسہ بیت العلوم، مالی گاؤں

مولاناؒ کا شمار، ملک کے جید علماء کرام میں ہوتا ہے، آپؒ ان اکابرین دیوبند میں سے ہیں جن کی زندگی کا بیشتر حصہ دیوبند سے باہر گذرا اور جنھوں نے فراغت کے بعد ملک کے مرکزی مدارس مدرسہ شاہی مرادآباد اور مالی گاؤں مہاراشٹر وغیرہ میں گذرا، اور کولہاپور میں بھی ایک زمانہ تک آپ نے تدریسی خدمات انجام دیں۔

مذکورہ مدارس میں حضرتؒ سے متعلق دورۂ حدیث شریف کی کتب رہیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ فقہ و افتاء کی خدمت بھی متعلق رہی اور اس زمانہ میں حضرتؒ سے سینکڑوں افراد کو شرف تلمذ حاصل رہا۔

مولاناؒ کو فقہ میں فن فرائض سے بھی خاص مناسبت تھی اور فقہی جزئیات پر گہری نگاہ تھی، آپ کے تحریر فرمودہ فتاویٰ ملک میں وقعت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے، فقہ میں آپؒ کو خاص مناسبت اور حضرت کا فقہی خدمات کے باوجود آپ کے تحقیقی فتاویٰ تاحال اشاعت پزیر نہ ہو سکے۔ آپ کی وفات پر اخبارات نے تفصیلی اداریے تحریر فرمائے اور آپؒ کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی۔ آپؒ کا حادثۂ وفات ۱۹۶۶ء میں پیش آیا اور دیوبند میں مزار قاسمی میں تدفین ہوئی۔

حضرت مولانا قاری محمد عتیق احمد صاحب نور اللہ مرقدہ

سابق صدر شعبۂ تجوید و قراءت دارالعلوم دیوبند

حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خانوادہ دیوبند کا متعارف ایک علمی خانوادہ

ہے ۔نانہالی اعتبار سے آپؒ کا دارالعلوم دیو بند کے سابق نائب مہتمم حضرت مولانا شاہ محمد رفیع الدین صاحب دیو بندی رحمۃ اللہ علیہ سے رشتہ ملتا ہے۔آپ کے والد ماجد دیو بند کی عظیم علمی شخصیت تھی۔اور آپؒ کے برادر مکرم جناب مولانا قاری محمد شریف احمد صاحبؒ مدرسہ شریفیہ کشن گنج دہلی کے بانی ہیں (یہ مدرسہ اب مکتب قرآن کی شکل میں قائم ہے) ابتداء میں قاری صاحبؒ کو قاری کے عہدہ پر مقرر فرمایا گیا، کچھ عرصہ کے بعد دارالعلوم کے بین الاقوامی شہرت یافتہ قاری جناب حضرت مولانا قاری محمد حفظ الرحمٰن صاحب کی وفات کے بعد حضرتؒ کو شعبۂ قراءت کا صدر مقرر فرمایا گیا۔

خداوند قدوس نے حضرت قاری صاحبؒ کو تلاوت قرآن کریم کا خاص پرکشش لہجہ عطا فرمایا تھا اور علم التجوید والقراءت کے بنیادی اسلوب کی مہارت کاملہ سے نوازا تھا۔ آپؒ کو حفظ قرآن میں ملکہ تھا اور مختلف قراءت اس طریقہ سے محفوظ تھیں کہ جیسے کسی عام مسلمان کو الحمد شریف یاد ہوتی ہے۔

تلاوت قرآن میں ہمہ وقت مشغولیت آپ کا معمول تھا اور رمضان المبارک میں تو یہ معمول مبارک بہت بڑھ جاتا اور تلاوتِ قرآن میں ذاتی طور پر مشغولیت کے علاوہ حفاظ کرام اور تراویح میں سنانے والے حضرات کے قرآن کریم کے دور میں فجر بعد سے لے کر شام تک مشغولیت جاری رہتی۔

حضرت قاری صاحبؒ کو قرآن مجید کی قراءت متواترہ کے علاوہ علم تجوید کی کتب متداولہ ازبر تھیں، آپؒ طلباء کو مخارج کی ادائیگی کا خاص طور پر تاکید فرماتے اور یومیہ پڑھا ہوا قرآن مجید صحیح مخارج سے سننے کا خاص اہتمام فرماتے اور طلباء کو اس بے مثال اور مقدس فن سے مناسبت کاملہ پیش فرمانے کی تاکید فرماتے رہتے۔

آپؒ نے ربع صدی سے زائد تجوید وقراءت کی تدریس کی خدمات انجام دیں اس طویل عرصہ میں کتنے حضرات کو آپ سے شرف تلمذ حاصل ہوا۔اس کا صحیح اندازہ لگانا تو مشکل ہے بہر حال ایک سرسری جائزہ کے مطابق آپؒ کے تلامذہ، متوسلین اور فیض یافتگان کی تعداد ہزاروں افراد پر مشتمل ہے۔اور بعض گھرانوں کے کئی کئی افراد حضرت کے شاگرد ہیں۔خود راقم الحروف کے والد ماجد اور برادر مکرم مولانا شاہد حسن قاسمی صاحبؒ

اور راقم الحروف بھی حضرت قاری صاحبؒ کے تلمیذ ہیں. خداوند قدوس نے حضرتؒ کو اعلیٰ درجہ کی ذہانت وفراست عطا فرمائی تھی. دارالعلوم کے سابق ناظم تعلیمات حضرت مولانا سید اختر حسین میاں صاحبؒ آپ کے مشورہ کی بڑی قدر فرماتے. بلکہ ایک طریقہ سے حضرت قاری صاحبؒ حضرت میاں صاحبؒ کے معتمد اور مشیر خصوصی تھے.

بہر حال حضرت قاری صاحبؒ اپنے دور کے اعلیٰ درجہ کے قاری اور ایک باصلاحیت عالم دین تھے حضرت کی حیات طیبہ پوری طرح قرآن کریم میں رچی بسی تھی اور آپ کی زبان مبارک تقریباً ہر وقت تلاوت قرآن کریم سے شاداب رہتی اور اس مبارک فن کی اشاعت اور ترویج کا ہمہ وقت آپؒ کو فکر لاحق رہتا.

آپ کی وفات ۱۹۷۷ء میں اجلاس صد سالہ سے قبل ہوئی. آپ کے بڑے فرزند جناب مولانا محمد جمیل احمد صاحب مدظلہ ایک ولی صفت شخصیت ہیں اور مدرسہ نظامیہ لاہوری گیٹ دہلی کے مہتمم کے فرائض کی انجام دہی میں مشغول ہیں. اور ایک صاحب زادے رفیق محترم جناب مولانا محمد عقیل صاحبؒ دو سال قبل وفات پا چکے ہیں.

(دیوبند کے کاتب اوّل)

حضرت مولانا محمد اشتیاق حسین صاحب دیوبندیؒ

سابق صدر شعبۂ کتابت دارالعلوم دیوبند

آپؒ کا آبائی وطن دیوبند ہے. اور دیوبند کی مشہور سفید مسجد کے نزدیک آج بھی آپ کا مکان آباد ہے. مولاناؒ کا شمار دیوبند کے ممتاز اور حضرت علامہ کشمیریؒ کے ممتاز شاگردوں میں ہوتا ہے. آپؒ نے فراغت کے بعد توجہات کا مرکز فن خوش نویسی اور کتابت کو بنایا مولانا کا شمار برصغیر ہند وپاک کے مشہور اکابر خوش نویس حضرات میں ہوتا ہے. اسی وجہ سے آپؒ کو دارالعلوم دیوبند کے شعبۂ کتابت کا صدر منتخب فرمایا گیا اور ایک طویل عرصہ تک آپؒ اس منصب پر فائز رہے. آپ کے مبارک ہاتھوں سے کتابت کی ہوئی بخاری مسلم آج بھی ملک اور بیرون سے شائع ہو رہی ہے. عربی رسم الخط کے جو نقوش اور دائرے

اس وقت رائج ہیں، وہ آپؒ کے ہی ایجاد کردہ ہیں، اس سے قبل کتابت میں مصری رسم الخط کا رواج تھا، جس سے ہر ایک کو استفادہ آسان نہ تھا۔ مولانا نے اس مشکل خط کو آسان نقوش میں منتقل فرمایا۔ مولاناؒ صرف ایک کاتب یا خوش نویس ہی نہ تھے بلکہ ایک برگزیدہ اور صاحب علم وفضل اور صاحب تقویٰ شخصیت تھے۔ اور سلسلہ قادریہ کے بزرگ شخصیت تھے اور اکابر کے معمولات، اور اوراد وظائف کے پوری طرح پابند تھے۔ آپ نے تاوفات ہر ایک جمعرات کو "درود تنجینا" کا مشہور وظیفہ اور عمل جاری رکھا۔ اس مبارک مجلس میں حاضر ہونے والے حضرات میں دیو بند کی مشہور شخصیات ہوتیں خاص طور سے ادارۂ تعلیمات دارالعلوم دیو بند کے پچاس سالہ معتمد جناب الحاج منشی محمد عزیز صاحبؒ، والد ماجد جناب مولانا حسیب صدیقی مدظلہ معتمد مسلم فنڈ دیو بند، اس مجلس کے خاص حاضرین میں ہوتے۔

مولاناؒ حضرت حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کے معتمد اور مشیر خصوصی تھے خداوند قدوس نے آپؒ کو تصنیفی ذوق بھی خوب عطا فرمایا تھا حضرت مولانا اشتیاق حسین صاحبؒ کی چند تصانیف کے اسماء مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) کتاب الاذکیاء یعنی لطائف علمیہ اردو یہ کتاب علامہ ابن جوزیؒ کی تصنیف ہے جس کا ترجمہ مولاناؒ نے فرمایا۔

(۲) انتصار الاسلام۔ ردّ عیسائیت کے موضوع پر اصل کتاب حضرت نانوتویؒ کی تصنیف ہے جس کا فارسی سے اردو ترجمہ مولانا نے فرمایا۔

(۳) تعداد رکعات تراویح، اصل کتاب حضرت نانوتویؒ کی تصنیف ہے مولانا نے اس کا بھی فارسی سے اردو میں ترجمہ فرمایا۔ اس کے علاوہ مولاناؒ کے نادر و نایاب مسودات تھے، جو کہ افسوس عدم توجہ کا شکار ہو گئے۔

مولاناؒ علوم شرعیہ میں حضرت علامہ کشمیریؒ کے ممتاز شاگرد تھے اور فن کتابت میں اعجاز رقم کے مصنف۔ جناب منشی شمس الدین صاحبؒ کے منشی ممتاز حسین کے واسطے سے شاگرد ہیں۔ آپؒ کی وفات ایک اعتبار سے فن خوشنویسی سے تقریباً رخصت ہو گیا۔ مولاناؒ کے دو صاحبزادے تھے۔ بڑے صاحبزادے جناب مولوی منشی امتیاز حسین صاحبؒ سابق استاذ خوشنویسی دارالعلوم دیو بند اور جناب منشی محمد ممتاز حسین صاحب مرحوم۔

(دیو بند کے علمی گھرانہ کے ممتاز عالمِ دین)

حضرت مولانا محبوب الٰہی صاحب دیو بندی نور اللہ مرقدہ

سابق شیخ الحدیث وصدر المدرسین مدرسہ عبدالرب، دہلی

حضرت مولاناؒ کا شمار جید علمائے دین میں ہوتا ہے، آپؒ حضرت شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب نور اللہ مرقدہ کے ممتاز تلامذہ میں سے ہیں۔ اور رشتے کے اعتبار سے حضرت شیخ الہندؒ کے حقیقی بھانجے بھی ہوتے ہیں اور مولاناؒ کو طویل عرصہ تک حضرت شیخ الہندؒ کی خدمت اقدس میں رہنے کا بھی شرف حاصل ہوا ہے اور حضرت شیخ الہندؒ کی تاریخی تحریک ''تحریک ریشمی رومال'' کے نشیب و فراز قریب سے دیکھنے کا موقعہ بھی حاصل ہوا اور ایک اعتبار سے اس میں شرکت بھی رہی ہے۔

مولاناؒ کی فراغت مادرِ علمی دارالعلوم دیو بند سے ۱۳۳۲ھ میں ہوئی، آبائی وطن دیو بند ہے۔ دیو بند کے علمی گھرانے عثمانی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپؒ کے والد ماجد حضرت مولانا عبدالمومن صاحب دیو بندیؒ کا شمار مقتدر علمائے دین میں ہوتا ہے۔ مولانا کی حیات مبارکہ کا بیشتر حصہ دہلی میں گذرا اور فراغت کے بعد آپؒ کو اکابرین دارالعلوم نے مدرسہ عبدالرب دہلی کی صدارت تدریس کے لئے منتخب فرمایا۔ چنانچہ تسلسل کے ساتھ مولانا تقریباً ۶۵ سال تک دہلی کے مذکورہ مدرسہ میں صدر المدرسین اور شیخ الحدیث کے طور پر خدمات انجام دیتے رہے۔ اور اکابرین دارالعلوم میں سے حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ مہتمم دارالعلوم دیو بند کی دارالعلوم دیو بند میں تدریسی فرائض کی پیش کش کے باوجود آپ نے مدرسہ عبدالرب کی انتظامی ضروریات کے پیش نظر دہلی میں ہی قیام کو ترجیح دی۔

آپؒ کو خداوند قدوس نے تمام ہی علوم وفنون میں دسترس عطا فرمائی تھی لیکن فن حدیث آپ کا خاص موضوع تھا چنانچہ ہمارے علماء کرام میں سے جس قدر طویل زمانہ تک مولانا نے تدریس حدیث کی خدمت انجام دی اس کی مثال شاذ و نادر ہی مل سکے گی۔ دوسرے الفاظ میں یہ کہا جاتا ہے کہ خدمت حدیث آپ کی زندگی کا ایک لازمی جزء تھا جس

میں ہمہ وقت مشغولیت آپؒ کے معمولات زندگی میں شامل تھی، اس کے علاوہ مولاناؒ نے سالہا سال تک دہلی کی مختلف مساجد میں درس قرآن اور درس تفسیر کا بھی سلسلہ جاری رکھا۔ اور دینی تبلیغی امور میں مشغولیت کے علاوہ اصلاح معاشرہ پر بھی پوری توجہ صرف فرمائی اور رسوم اور ردّ بدعات کے سلسلہ میں حضرتؒ نے جو اصلاحی کارنامے انجام دیئے وہ دہلی کی تاریخ کا ایک زرّین باب ہیں، درحقیقت حضرت مولانا محبوب الٰہی صاحبؒ اکابر کی یادگار اور نمونہ اسلاف تھے۔ آپؒ کی طویل تدریسی خدمات ملت کے لئے عظیم سرمایہ اور گنج گراں مایہ ہیں۔ ملک اور بیرون ملک میں پھیلے ہوئے ہزاروں تلامذہ، در تلامذہ کے ذریعہ آج عالم اسلام منور ہے، آپ نے بوقت وفات پسماندگان میں تین صاحبزادے مولانا فضل الٰہی (جو کہ اب وفات پا چکے ہیں) اور مولانا افضال الٰہی صاحب کارکن کتب خانہ دارالعلوم اور جناب منظور الٰہی صاحب سابق پرنسپل شفیق میموریل کالج دہلی چھوڑے ہیں۔ جو کہ بحمدللہ تعلیمی، علمی خدمات میں مشغول ہیں۔

حضرت مولانا محبوب الٰہی صاحبؒ کی وفات ۱۹۷۱ء میں دیو بند میں ہوئی اور مزارِ قاسمی میں تدفین ہوئی۔

(دارالعلوم دیوبند کے ایک عظیم فرزند)

مولانا محمد عقیل صاحبؒ

بن حضرت مولانا قاری محمد عتیق صاحبؒ، سابق صدر شعبۂ تجوید قراءت دارالعلوم دیوبند

استاذ دارالعلوم و بانی مرکز المعارف

تاریخ شاہد ہے کہ مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند نے ہمیشہ ایسے افراد تیار کئے کہ جنھوں نے ملک وملت کے لئے عظیم خدمات سرانجام دیں، اور جن کی تدریسی تبلیغی، دینی اور ملی خدمات آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہیں، انہی ابنائے قدیم میں سے مولانا محمد عقیل صاحبؒ بھی ہیں، دیوبند کے اعلیٰ شیوخ میں سے ہیں، ان کی ولادت ۲۱ رجنوری

۱۹۴۳ء کو دیوبند میں ہوئی، آپ کے والد ماجد مولانا قاری عتیق الرحمٰن صاحبؒ عرصہ دراز تک دارالعلوم دیوبند میں شعبۂ تجوید کے صدرالمدرسین رہے، آپ کے خانوادہ کی تسلسل کے ساتھ علمی خدمات رہی ہیں، مولانا عقیلؒ کے جدّ المکرّم مولانا عبداللطیف صاحب دیوبندی تھے، جن کا شمار دیوبند کے اولیاء میں ہوتا ہے، آپ کی دادی صاحبہ دارالعلوم کے مہتمم ثانی حضرت مولانا شاہ محمد رفیع الدین صاحب دیوبندی کی نواسی تھیں. حفظ قرآن پاک کے بعد مولانا عقیل صاحب نے شعبۂ فارسی و ریاضی سے فراغت حاصل کی اور ۱۹۶۱/۶۲ء میں دورۂ حدیث شریف سے فارغ ہوئے، مرحوم حضرت مولانا فخرالدین صاحبؒ، حضرت علامہ محمد ابراہیم صاحب بلیاویؒ، حضرت مولانا ظہورالحسن صاحبؒ دیوبندی، حضرت مولانا محمد جلیل صاحبؒ کیرانوی اور والد ماجد حضرت مولانا سید حسن صاحبؒ دیوبندی کے خاص تلامذہ میں سے ہیں.

دورۂ شریف سے فراغت کے بعد مرحوم نے دارالعلوم کے عظیم کتب خانہ میں کتابوں کی ترتیب و تدوین کے امور انجام دیئے، اور اس کے کچھ عرصہ کے بعد حضرت مولانا وحیدالزماں صاحب سابق استاذ ادب دارالعلوم نے آپ کی غیر معمولی صلاحیت اور عربی ادب سے غیر معمولی مناسبت کے پیش نظر اس زمانہ میں دارالعلوم سے شائع ہونے والے عربی رسالہ ''دعوت الحق'' کی ترتیب اور دفتری امور کے لئے مرحوم کی خدمات حاصل کیں، اس طرح چند سال تک آپ ''دعوت الحق'' سے منسلک رہے اور پھر ۱۹۷۳ء میں دارالعلوم کے شعبۂ اردو دینیات و فارسی میں مدرس مقرر ہوئے، اور تاحیات اسی شعبہ میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے.

۱۹۶۳ء میں مرحوم نے ایک تعلیمی ادارہ ''مرکز المعارف'' قائم کیا جس میں طلبہ دارالعلوم کو خارج وقت میں ہندی اور انگریزی پڑھانے کا سلسلہ جاری کیا، اس کے ساتھ مسلم لڑکیوں میں دینی تعلیم کی ضرورت کے پیش نظر ''جمشید گرلز اسکول'' قائم کیا، مولانا مرحوم میں اردو زبان کے ساتھ انگریزی اور عربی زبان کی صلاحیت بھی بھرپور موجود تھی، وہ بے تکلف انگریزی اور عربی میں گفتگو کر لیتے تھے تحریری صلاحیت بھی مرحوم میں کافی تھیں آپ نے متعدد کتابیں لکھی ہیں، ''عربی سیکھئے'' تین حصوں میں طبع ہوئی ہے جو کہ عربی سیکھنے

والوں کے لئے ایک نہایت عمدہ کتاب ہے، اس کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں. بچوں کے لئے آپ نے اصلاحی کہانیاں بھی لکھی ہیں جو ہندو پاک میں کافی مقبول ہوئیں ہیں، آپ نے بعض عربی کتب کے ترجمے بھی کئے ہیں جو تا حال مسودات کی شکل میں ہیں جن کو مرحوم اپنے محدود تر وسائل کی وجہ سے شائع نہیں کر سکے

مولانا مرحوم ایک نہایت خوش طبع، سادہ مزاج اور سلیم الطبع آدمی تھے، خوداعتمادی ان کا امتیازی وصف تھا، انھوں نے سخت سے سخت حالات میں بھی کسی سے اپنی ضرورت کا اظہار نہیں کیا، اور نہ کبھی ذاتی مفاد کو مقدم رکھا، دارالعلوم کے شعبۂ اردو دینیات وفارسی کے بعض اساتذہ جن میں مولوی سرور احمد صاحب اور مولوی سہیل احمد صاحب آپ کے خاص شاگردوں میں ہیں. دہلی میں تیس ہزاری کورٹ نئی دہلی کے سابق جج جناب جسٹس شمیم احمد صاحب بھی آپ کے شاگرد ہیں، انھوں نے قیام دیو بند کے زمانہ میں مرحوم سے جدید عربی کی کتابیں پڑھی ہیں. واقعہ یہ ہے کہ مرحوم گوناگوں صلاحیتوں کے مالک ہونے کے ساتھ انتہائی منکسر المزاج تھے، ایسے افراد کم ہی دیکھنے میں آتے ہیں. اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے. آمین.

حضرت مولانا مطیع الحق صاحب دیو بندی رحمۃ اللہ علیہ

متوفی لاہور، پاکستان

حضرتؒ دیو بند کے اکابر علماء کرام میں سے ہیں، تقسیم ہند سے قبل مادرِ علمی دارالعوم دیو بند سے فراغت حاصل فرمائی اور کچھ ہی عرصہ کے بعد لاہور پاکستان منتقل ہو گئے اور لاہور کے مشہور علاقے ''فیض باغ'' میں مدرسہ فیض العلوم کے نام سے مدرسہ قائم فرمایا. مذکورہ مدرسہ میں تدریس کے فرائض کی انجام دہی کے ساتھ بدعات اور پنجاب میں بے پناہ پھیلی ہوئی رسومات کے خلاف توجہ مرکوز فرمائی اور تحریر وتقریر سے بدعات کے خلاف آوازِ حق بلند فرمایا.

یہ حقیقت ہے کہ آپ نے وعظ وارشاد سے ردِّ بدعات کے خلاف بے پناہ محنت کی اور جس طرح آپکی بے مثال محنت کامیاب ہوئی وہ اپنی مثال آپ ہے، مولاناؒ عملیات اور

وظائف اور اکابر کے معمولات کے سخت پابند اور عامل تھے، آپ کے نقوش اور عملیات میں خاص تاثیر تھی، اور آپ تقویٰ اور تزکیہ کی دولت سے مالا مال تھے۔

خداوند قدوس نے حضرتؒ کو مذکورہ صفات کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا بھی ذوق عطا فرمایا تھا۔ آپؒ کی تصانیف کا خاص موضوع ردِ بدعات ہے۔ آپؒ کی مشہور تصانیف مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) تحقیق مذاہب۔ ہر دور کے مذاہب اور فرقوں پر تحقیقی تصنیف ہے، جو کہ ہند و پاک میں بے حد مقبول اور مشہور ہے۔

(۲) وہابی کون ہے؟ جیسا کے نام سے ظاہر ہے یہ کتاب اگر چہ اپنے موضوع پر ایک مختصر کتاب ہے لیکن اپنے موضوع پر نہایت تحقیقی رسالہ ہے۔

(۳) اعلیٰ حضرت کا دین۔ مولوی احمد رضا خان بریلوی کے نظریات کے ردّ کے سلسلے میں جامع رسالہ ہے۔

(۴) حضرت تھانویؒ اور اعلیٰ حضرت، یہ رسالہ اعلیٰ حضرت بریلوی اور حضرت تھانوی کی مراسلت پر جامع رسالہ ہے وغیرہ وغیرہ۔ حضرتؒ کی چھ کتب دیوبند میں عظیم بکڈپو سے شائع ہوئی ہیں۔ آپ کے ایک فرزند جناب مولانا حکیم انیس احمد صاحب دیوبندیؒ مستند عالم دین اور ایک مقبول واعظ اور مقرر تھے، موصوف نے تفسیر ضیاء الرحمٰن کے نام سے قرآن مجید کی عام فہم تفسیر بھی تحریر فرمائی جس کے چند پارے شائع ہو سکے، جناب مولانا حکیم انیس احمد صاحبؒ کو حضرت فداء ملت مولانا اسعد مدنی صاحب دامت برکاتہم سے بھی خلافت حاصل ہے۔ افسوس اب مولانا حکیم انیس احمد صاحب دیوبندی وفات پا چکے ہیں۔ موصوف مرحوم کا آبائی مکان جامع مسجد دیوبند کے بالمقابل محلہ ٹیلہ پر واقع ہے۔

جناب مولانا مفتی محمد واصف عثمانی صاحب دیوبندیؒ

سابق مبلغ دارالعلوم دیوبند

آپؒ کا آبائی وطن دیوبند ہے۔ والد بزرگوار کا اسم گرامی جناب محمد فاضل صاحبؒ ہے۔ جو کہ کبھی دیوبند کے بڑے زمین دار طبقہ سے تعلق رکھتے تھے۔

مفتی محمد واصف عثمانی صاحبؒ دیوبند کے ایک ایسے خاندان کے چشم و چراغ ہیں کہ جن کا تاریخ دیوبند میں مقام رہا ہے۔

مرحوم موصوف کا قدیم مکان محلہ دیوان دیوبند ہے بعد میں دیوبند کے تاریخی محلہ سرائے پیرزادگان منتقل ہو گئے تھے۔ آپ شیخ الحدیث حضرت مولانا سید فخرالدین صاحبؒ، حضرت علامہ ابراہیم صاحب بلیاویؒ کے مخصوص تلامذہ میں سے ہیں۔ اور طالب علمی میں طلباء کو درسی کتب کا تکرار، موصوف کا خاص موضوع تھا فراغت کے بعد خورجہ ضلع بلندشہر میں طویل عرصہ تک علمی، سماجی، خدمات انجام دی اور خورجہ میں واعظ اور خطیب کی حیثیت سے خدمات میں مشغول رہے، اور عرصہ تک خورجہ میں تعلیمی خدمات کی انجام دہی کے بعد دیوبند تشریف لائے اور دارالعلوم دیوبند کے شعبۂ تبلیغ میں مبلغ کی حیثیت سے آپؒ کا تقرر فرمایا گیا۔ اسی دوران ضمنی طور پر دارالافتاء میں فتویٰ نویسی کی تدریب اور دارالقضاء دارالعلوم دیوبند میں قضاء کے کام اور دارالقضاء کے رکن کے طور پر مرحوم موصوف کو مقرر فرمایا گیا۔ اتفاق سے کچھ ہی عرصے کے بعد دارالعلوم دیوبند کی انتظامیہ تبدیل ہو گئی اور آپؒ دارالعلوم وقف سے متعلق ہو گئے، اور اس مدرسہ میں مذکورہ خدمات انجام دیتے رہے۔ اس دوران مرحوم موصوف کا وعظ مقبول سے مقبول تر ہوتا چلا گیا۔ اور آپؒ کا وعظ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کے وعظ کے تقریباً مشابہ ہو گیا اور وعظ و خطاب کا لہجۂ الفاظ کا نشیب و فراز حضرت حکیم الاسلامؒ کے مشابہ ہونے کی وجہ سے اکثر مرتبہ یہی گمان ہونے لگتا تھا کہ حضرت حکیم الاسلامؒ وعظ فرما رہے ہیں۔ مرحوم موصوف کو علوم قاسمیہ سے گہری مناسبت تھی اور حکمت فلسفۂ قاسمی کا گہرا مطالعہ تھا۔ مرحوم کی تمنا تھی کے حضرت حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کے اسم گرامی کی طرف نسبت کرتے ہوئے بچوں کی تعلیم اور طلباء کو صنعت و حرفت کے میدان میں تربیت کے لئے ایک ادارہ قائم کیا جائے۔

چنانچہ آپ نے ایک ادارہ قاسمیہ دارالتعلیم والثقافۃ کے نام سے آج سے تقریباً پندرہ سال قبل قائم فرمایا۔ جو کہ آج بھی دینی اور تعلیمی خدمات میں مشغول ہے اور ترقی کی طرف گامزن ہے۔ افسوس مرحوم موصوف کی ایک حادثہ میں چند سال قبل اچانک شہادت کی وجہ سے مذکورہ بالا ادارہ کے بہت سے امور درمیان میں رہ گئے۔ بہرحال مذکورہ ادارہ کا قیام

اور مرحوم موصوف کی دیگر علمی خدمات بلاشبہ صدقہ جاریہ ہیں.

جناب مولانا متین خطیب صاحب دیوبندیؒ

بن جناب مولانا محمد مبین خطیب صاحبؒ، خادم خاص حضرت شیخ الہندؒ و سابق خطیب عیدگاہ دیوبند

مولانا مرحوم کا آبائی وطن دیوبند ہے، آپؒ کے والد ماجد کا اسم گرامی حضرت مولانا محمد مبین خطیب ہے. جوکہ راقم الحروف کے قاعدہ بغدادی کے استاذ محترم ہیں. آپؒ کا دولت خانہ آج بھی خطیب منزل کے نام سے مشہور ہے جوکہ راقم الحروف کی رہائش گاہ کے متصل واقع ہے. حضرت مولانا مبین خطیب صاحبؒ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندیؒ کے ممتاز تلامذہ میں سے ہیں. اور تحریک ریشمی رومال کے روح رواں رہے. اسی وجہ سے حیات حضرت شیخ الہندؒ میں متعدد مقامات پر حضرت مولانا محمد مبین صاحب دیوبندیؒ کا تذکرہ ہے.

بہرحال مولانا متین خطیب صاحبؒ کو ان اکابر علماء امت سے شرف تلمذ حاصل ہوا کہ جن کی نظیر آج کے دور میں ملنا ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے. شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی صاحبؒ، حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحبؒ، شیخ الادب والفقہ حضرت مولانا اعزاز علی صاحبؒ سے آپؒ کو دورۂ حدیث شریف کی کتب پڑھنے کا موقعہ حاصل ہوا.

مولاناؒ نے فراغت کے بعد پنجاب کے مشہور شہر انبالہ میں ایک مدرسہ میں تدریسی خدمات انجام دیں. مذکورہ مدرسہ میں آپ کے والد ماجد خادم حضرت شیخ الہندؒ مولانا محمد مبین خطیب صاحبؒ پہلے ہی سے انبالہ میں تدریسی خدمات میں مشغول تھے.

پھر تقسیم ہند کے وقت مولاناؒ کا تعلق شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ سے ہو گیا اور اس طرح مولاناؒ تحریک قیام پاکستان کے سلسلے میں مشہور ہو گئے اور آپ کی تمام تر سرگرمیاں قیام پاکستان کے سلسلہ میں لگ گئیں.

چنانچہ اسی جذبہ کی وجہ سے آپ نے ترک وطن کا ارادہ فرمالیا اور آخرکار ۱۳۵۶ھ میں ہجرت فرما کر پاکستان تشریف لے گئے اور چند سال تک ناظم آباد کراچی کی جامع مسجد کے خطیب اور امام کے طور پر خدمت انجام دیتے رہے. اور کچھ عرصہ کے بعد

دارالعلوم کراچی میں نائب ناظم کے طور پر آپ کو مقرر فرمایا گیا. آخر عمر میں شوگر وغیرہ مختلف النوع امراض کا غلبہ ہو گیا تھا. آخر کار یہی امراض ظاہری طور پر موت کا سبب بنا. اور ۱۴۰۲ھ میں کراچی میں وفات ہوئی اور دارالعلوم کراچی کے متبرک قبرستان میں تدفین ہوئے. اسی قبرستان میں آپؒ کے والد ماجد حضرت مولانا محمد مبین خطیب صاحبؒ بھی مدفون ہیں.

(مفسر قرآن)

جناب مولانا محمد عثمان کاشف الہاشمیؒ

آبائی وطن دیوبند کے نزدیک واقع تاریخی قصبہ راجوپور ہے. مولاناؒ ان علماء دیوبند میں سے ہیں کہ جنھوں نے دارالعلوم میں داخلہ کے بغیر درسِ نظامی کی تعلیم حاصل کی. اور داخل شدہ طلباء سے زیادہ میزان سے لے کر بخاری شریف تک کے درس میں غیر معمولی پابندی سے حاضر رہے اور جن کا داخل شدہ طلباء سے زیادہ تحصیل علم میں انہماک رہا. دیوبند آمد کے بعد سب سے پہلے مولاناؒ راقم الحروف کے آبائی مکان نبیہ منزل، اسلامیہ بازار میں قیام پزیر ہوئے جس میں تقریباً پندرہ سال قیام فرمایا اتفاق سے مذکورہ مکان اس وقت نہایت خستہ حالت میں تھا اور مکان کے بارے میں بھی مختلف روایات مشہور تھیں. اور بجلی اور روشنی کا بھی کوئی نظم نہیں تھا. لیکن مولاناؒ نامساعد حالات کے باوجود تحصیل علم اور مطالعہ میں مشغول رہے. اسی زمانہ میں مولانا کاشف صاحبؒ نے ذی استعداد طلباء کیلئے اسی مکان میں تعلیمی سلسلہ کا آغاز بھی فرمایا. اس دور میں جن طلباء نے مولاناؒ سے استفادہ کیا، ان میں حضرت مولاناؒ ریاست علی صاحب بجنوری استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند، مولانا حسیب صدیقی صاحب مینیجر مسلم فنڈ دیوبند، مولانا قاضی محمد انوار صاحب جیسے علماء اور فضلاء دیوبند شامل ہیں مولاناؒ کو خداوند قدوس نے تقریر وخطابت کے ساتھ تحریر وتصنیف کا ذوق بھی عطا فرمایا تھا. چنانچہ عرصہ دراز تک ماہنامہ دارالعلوم میں مولانا کے بے شمار علمی، تحقیقی مضامین اور گرانقدر مقالات شائع ہوتے رہے. اس کے بعد تفسیر طنطاوی کے اردو ترجمہ کا آغاز فرمایا. اس عظیم تفسیر کے چند اجزاء کا ترجمہ ہی شائع ہوسکا. اس

کے بعد مولانا نے تفسیر ہدایت القرآن کے نام سے عظیم تفسیر کی تصنیف کا آغاز فرمایا، یہ تفسیر جو کہ اردو زبان میں ایک نئے انداز کی تفسیر ہے اس تفسیر میں قرآن کریم کی آیات کریمہ کے لغوی معنیٰ فرہنگ صورت میں پھر شان نزول مختصر اور ایسے جامع اور آسان ترین طرز پر پیش فرمایا کہ جس کی نظیر سابق میں ملنا مشکل ہے۔

اپنے ذاتی نامساعد حالات کی وجہ سے آپؒ تقریباً نصف قرآن کریم کی تفسیر ہی تحریر فرما چکے تھے کہ دیوبند سے راجوپور منتقل ہونا پڑا پھر اس عظیم تفسیر کو حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری دامت برکاتہم نے شروع فرمایا اب یہ تفسیر تقریباً مکمل ہونے کے قریب ہے۔

اس کے علاوہ آپؒ کے دیگر علمی کارنامے بھی ہیں جو کہ افسوس تاحال منظر عام پر نہ آسکے۔ مولاناؒ کے یادگار کارناموں میں راجوپور میں واقع مدرسہ خیر العلوم کے نام سے ایک دینی ادارہ کا قیام بھی ہے۔ یہ عظیم ادارہ تدریسی اور تبلیغی خدمات میں نمایاں کردار ادا کر رہا ہے اور آپ کے لائق فرزند مولوی محمد سلیم صاحب کی زیر نگرانی جاری ہے، آپ کے تفصیلی حالات اور علمی کارناموں پر حضرت مولانا ریاست علی صاحب بجنوری صاحب دامت برکاتہم نے ''نغمہ سحر'' کے نام سے جامع تصنیف شائع فرمائی ہے۔ مولانا کی وفات ۱۸ رشعبان ۱۴۱۷ھ کو ہوئی اور راجوپور میں ہی تدفین ہوئی۔

(حافظ مثنوی شریف)

جناب مولانا محمد رحم الٰہی صاحب دیوبندیؒ

حضرت رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم دیوبند کے ان اولیاء کاملین اور ان نفوس قدسیہ میں سے ہیں کہ جن کی ذات گرامی اتباع سنت کی کامل آئینہ دار اور پیکر رشد و ہدایت تھی حضرتؒ کا آبائی وطن راجوپور دیوبند سے متصل ایک تاریخی قصبہ ہے۔ آپؒ اگرچہ دارالعلوم میں شعبۂ فارسی، و ریاضی کے استاذ تھے لیکن اپنے تقویٰ، تزکیہ، اور ذکر الٰہی میں ہمہ تن مشغولیت کی بناء پر ولایت کے اعلیٰ مقام پر تھے۔ مزاج میں تصوف اور سلوک کا غلبہ تھا۔

مزاجی کیفیت کے اعتبار سے حضرت علامہ جلال الدین رومیؒ کی شہرۂ آفاق ''تصنیف'' مثنوی مولانا رومؒ سے خاص مناسبت تھی فن تصوف کی اس بلند پایہ کتاب میں غیر معمولی مشغولیت اور اس کے گہرے مطالعہ کی وجہ سے ایک اعتبار سے مثنوی شریف حفظ یاد تھی، اور مثنوی شریف کے لطائف اور نکات اور اسرار شریعت وتشریحات کو جس پاکیزگی اور پرکشش طریقہ سے بیان فرماتے وہ اپنی نظیر آپ تھا، چنانچہ اپنے دور کے بڑے بڑے علماء اور صاحب درس و تدریس نیز دورۂ حدیث شریف کے طلباء مثنوی شریف خارج وقت میں حضرت سے پڑھتے. بحمد للہ راقم الحروف کو حضرتؒ سے پنج سالہ فارسی کے نصاب کی تکمیل کے دوران مثنوی شریف کامل پڑھنے کی توفیق ہوئی. ان کے علاوہ حضرتؒ سے رقعات عالمگیری انوار سہیلی، مالابدمنہ اور احسن القواعد جیسی کتب پڑھنے کی بھی سعادت حاصل ہوئی. حضرت کی وفات کے بعد مثنوی شریف بھی رخصت ہوگئی اور اب غالباً کسی بھی جگہ یہ بلند پایہ کتاب شامل نصاب نہ رہی. حضرتؒ کی ۱۹۸۱ء میں وفات ہوگئی. آپ کے تین صاحبزادگان ہیں. جناب غفران الٰہی صاحب شہر کے معروف سیاسی سرگرم شخصیت ہیں. جناب عرفان الٰہی صاحب وقف دارالعلوم میں خدمت انجام دے رہے ہیں. ایک صاحب زادے فضل الٰہی صاحب مرحوم ہیں. جن کی حال ہی میں وفات ہوئی ہے.

بھتیجۂ حضرت شیخ الہندؒ

(ایک یادگار شخصیت)

جناب مولانا راشد حسن صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت شیخ الہندؒ کے حقیقی بھتیجے ہیں. مولانا مرحوم مشاہیر دیوبند میں سے ہیں. آبائی مکان دیوبند میں ہی ہے. والد ماجد کا اسم گرامی جناب مولانا حامد حسن صاحب دیوبندیؒ ہے. مولاناؒ نے دارالعلوم دیوبند میں تعلیم حاصل فرمائی، اور ایک عرصہ تک دارالعلوم دیوبند کے مبلغ وسفیر رہے اور آپؒ نے دارالعلوم کا غیر معمولی تعارف کرایا. یعنی بعد میں

عہدۂ سفارت سے مستعفی ہو کر تجارت کو ذریعہ معاش بنایا اور اسی مقصد سے کتب خانہ اشرفیہ راشد کمپنی کے نام سے ایک عظیم اشاعتی ادارہ کی بنیاد قائم فرمائی۔ اور کتب خانہ سے غیر معمولی محنت کے ساتھ اکابر حفاظ قرآن اور دیگر علماء وصلحاء سے قرآن کریم اور دیگر دینی کتب کی غیر معمولی تصحیح کے ساتھ اشاعت کا پورا پورا اہتمام فرمایا اور بعض بعض قرآن مجید کو ۲۴،۲۴ رحفاظ کرام سے تصحیح کرانے کے بعد اشاعت کا اہتمام فرمایا۔ مرحوم کا شمار مجاہدین آزادی کے علماء میں سے ہیں، قصبہ کی سیاست میں آپ کا بھرپور حصہ رہتا تقریباً ۲۵ ر سال تک میونسپل بورڈ دیوبند اور اسلامیہ اسکول دیوبند کے اہم رکن رہے۔ مولانا مرحوم وسیع المطالعہ تھے اور دیگر مذہب کی کتب پر بھی گہری نگاہ تھی۔ مولانا مرحوم کی خصوصیت یہ تھی، بظاہر کتب خانہ کی تجارت سے وابستہ ہونے کے ساتھ ساتھ علمی مشغلہ بھی رکھتے۔ خداوند قدوس نے مولانا کو تصنیف وتالیف کا ذوق بھی عطا فرمایا تھا۔ آپ کی اہم تصانیف میں ''تذکرہ شیخ مدنیؒ'' اسیر مالٹا حضرت شیخ الہندؒ کے زمانہ قید کی تفصیل پر مشتمل اہم کتب ہیں۔ اس کے علاوہ آپؒ کی تصانیف میں کتاب الایمان، کتاب الصلوٰۃ، کتاب الطہارت، کتاب الصوم، کتاب الحج، کتاب الزکوٰۃ وغیرہ ہیں۔ جو کہ مذکورہ موضوعات کے فقہی اور شرعی احکام پر تحقیقی کتب ہیں افسوس مولانا کی وفات کے بعد مذکورہ ادارہ بھی ختم ہو گیا اور مولانا مرحوم کی جملہ تصانیف اور علمی تحقیقات بھی معدوم ہو گئیں۔ مولانا کے ایک فرزند جناب اشرف عثمانی صاحب ہیں جو کہ صحافت کے پیشہ سے وابستہ ہونے کے ساتھ ساتھ دارالعلوم کے شعبۂ تنظیم وترقی میں ذمہ دارانہ خدمات انجام دے رہے ہیں۔ دوسرے فرزند اسعد عثمانی صاحب ہیں۔

مولانا کی وفات اکتوبر ۱۹۶۹ء میں ہوئی اور مزار قاسمی میں تدفین ہوئی۔

دیو بند کے چند ممتاز حکماء، دانشور، شعراء وصحافی حضرات

(دیو بند کے ایک حاذق اور ولی صفت طبیب)

حضرت مولانا سید حکیم محفوظ علی صاحبؒ

سابق صدر شعبۂ طب یونانی دارالعلوم دیو بند

حضرتؒ کا آبائی وطن اگر چہ گنگوہ ہے لیکن طویل ترین عرصہ سے دیو بند منتقل ہو جانے اور مکمل طور پر دیو بند میں رہائش اختیار کر لینے کی وجہ سے آپ کو دیو بندی کہنا بھی درست ہوگا.

حضرت حکیم صاحبؒ، حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے برادر نسبتی ہیں. حضرتؒ ان علماء کرام میں سے ہیں کہ جن کو خداوند قدوس نے علوم دینیہ میں کامل درجہ کی مہارت کے ساتھ، طب یونانی اور حکمت میں بھی خاص ملکہ عطا فرمایا تھا. آپؒ نے فراغت کے بعد طب یونانی کے علاج کو توجہات کا مرکز بنایا اور اس فن میں کامل درجہ کی مہارت حاصل فرمائی. آپ کو منجانب اللہ دست شفاء سے نوازا گیا تھا اور آپ کی ذات گرامی کی طرف مریضوں کا عام رجوع تھا اور آپؒ ہمہ وقت بنی نوع انسان کی خدمت میں مشغول رہتے اور نا مراد اور غرباء کو دوا، بلا قیمت دے دیتے طب یونانی میں آپ کو کمال حاصل تھا اور علم نبض شناسی میں آپ اپنی مثال تھے بعض مرتبہ تو آپ کی تشخیص کراماتی نوعیت کی ہوتی اور متعلقہ مریض کو دیکھ کر، اس کے والد تک کے مرض کی تشخیص فرما دیتے. آپ کی تدریسی غیر معمولی صلاحیت کی وجہ سے آپؒ کو شعبہ، طب کا صدر بھی مقرر فرمایا گیا اور

طویل عرصہ تک یہ خدمت اعزازی طور پر انجام دیتے رہے۔ آپ کے تلامذہ کی تعداد سینکڑوں سے متجاوز ہے اور آپ کے علاج سے شفایاب ہونے والوں کی تعداد ابھی اسی قدر ہے۔ دیوبند میں آپ کے ممتاز تلامذہ میں حضرت مولانا حکیم محمد مشرف علی صاحب وغیرہ حضرات، آپ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ حکیم صاحبؒ کا فن طبؒ میں شرح اسباب، نفیسی، قانونچہ وغیرہ کا درس بے حد مقبول تھا۔ حضرتؒ نے اس مقدس فن کی خدمت اور اشاعت کو مخلوق خدا کی خدمت کے طور پر انجام دیا۔ بوقت ضرورت مریضوں کی تحقیق حال کے لئے ان کے مکان پر بھی بلا عذر تشریف لے جاتے آپ کے دونوں صاحبزادے جناب حکیم محمود احمد صاحبؒ اور جناب حکیم سید مسرور علی صاحبؒ بھی دیوبند کے حاذق طبیب اور مجسمہ شرافت تھے۔ اب ان حضرات کی وفات کے بعد دیوبند میں طبّ یونانی کے اعتبار سے ناقابل تلافی خلاء ہے۔ حضرت حکیم محفوظ علی صاحبؒ کی وفات ۱۹۶۴ء میں ہوئی اور شاہ صاحبؒ کے مزار کے قریب تدفین ہوئی۔

مولانا الحاج حکیم محمد عمر صاحبؒ

سابق صدر جامعہ طبیہ دارالعلوم دیوبند

آپؒ کا آبائی وطن دیوبند ہے۔ آپؒ حضرت گنگوہیؒ اور حضرت مولانا محمد یٰسین صاحب دیوبندیؒ کے ممتاز تلامذہ میں سے ہیں۔ دارالعلوم دیوبند میں تعلیم حاصل فرمانے کے بعد آپ نے تکمیل الطب لکھنؤ سے فراغت فرمائی۔

حکیم صاحبؒ کو زبان فارسی سے غیر معمولی مناسبت تھی اور آپ کو فارسی کے لاتعداد اشعار خوب محفوظ تھے۔ اور موقعہ موقعہ سے حضرت حافظ شیرازیؒ کے عارفانہ کلام سے سامعین کو بھی محظوظ فرماتے۔

حکیم صاحبؒ کی زندگی کا بیشتر حصہ فن طب اور بنی نوع انسان کی خدمت میں گذرا اور تقریباً نصف صدی سے زائد مدت تک حکیم صاحبؒ نے بلا تفریق مذہب وملت

بنی نوع انسان کی خدمت کی۔ آپؒ کو اصول پرستی، دیانت داری، اور قومی خدمت کے جذبہ کی وجہ سے، میونسپل بورڈ دیوبند کا ممبر منتخب فرمایا گیا۔ حکیم صاحبؒ نے علاج معالجہ کی مشغولیت اور دارالعلوم میں تدریسی خدمات میں غیر معمولی مشغولیات کے باوجود اس زمانہ میں راستوں میں سخت اندھیرا ہونے کے باوجود قصبہ کی چوکیوں کی نگرانی اور دن میں قصبہ کی صفائی اور قصبہ کی ترقی کے لئے جو خدمات اور نگرانی کے فرائض انجام دیئے وہ آپؒ کی زندگی کا عظیم اور ایک یادگار کارنامہ ہے۔

حکیم صاحبؒ اگرچہ ظاہری اعتبار سے ایک کمزور انسان تھے لیکن اپنے عزم اور حوصلہ اور شجاعت کے اعتبار سے اپنی مثال آپ تھے۔

یہی وجہ ہے کہ ریلوے روڈ پر واقع مسجد عمر کی تعمیر اور توسیع کے سلسلہ میں آپ نے اغیار کی دھمکیوں اور سنگین سے سنگین محاذ آرائی کی معمولی سی بھی پرواہ نہ کی اور آخر کار قانونی اعتبار سے کامیابی حاصل کر کے مسجد عمر کی تکمیل کر ڈالی، جو کہ دیوبند کی ایک تاریخی مسجد ہے۔ حکیم صاحبؒ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کے ممتاز متوسلین میں سے تھے اور سیاسی فکر میں حضرت تھانویؒ کی رائے گرامی کے مطابق رائے رکھتے تھے۔ حکیم صاحبؒ کو طب یونانی کی بنیادی کتب، شرح اسباب کلیات شیخ قانونچہ، نفیسی وغیرہ پر مکمل عبور حاصل تھا۔ چنانچہ برسہابرس تک آپؒ نے مذکورہ کتب کا دارالعلوم دیوبند میں درس دیا اور اسی لئے آپؒ کو جامعہ طبیہ دارالعلوم دیوبند کا صدر منتخب فرمایا گیا۔ آپؒ کے تلامذہ کی تعداد کا اندازہ لگانا ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے۔ یہ تعداد ہزاروں تک ضرور ہے۔ بہر حال حکیم صاحبؒ فن طب میں سند کا درجہ رکھتے تھے اور آپؒ اکابر کی روایات کے امین اور ترجمان تھے۔ حکیم صاحبؒ کی وفات ۱۷ر جولائی ۱۹۹۹ء کو ہوئی۔
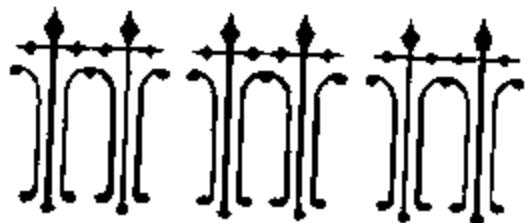
(دیوبند کے حاذق طبیب)

جناب مولانا حکیم محمد منعم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سابق متولی درگاہ شیخو پورہ

والد ماجد حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد نعیم صاحب دامت برکاتہم

آپ کا شمار دیوبند کے حاذق اطباء میں ہوتا ہے. جناب حکیم محمد منعم صاحبؒ کی ولادت مبارکہ ۲۰رذی الحجہ ۱۳۱۱ھ میں ہوئی. آپؒ دیوبند کی تاریخی شخصیت اور مستند عالم دین جناب مولانا حکیم بشیر احمد صاحبؒ کے بڑے صاحبزادے تھے. آپؒ نے قرآن کریم کی تعلیم دیوبند کے مایۂ ناز حافظ جناب حافظ نامدار خان صاحبؒ سے حاصل فرمائی. اور فارسی وریاضی کی تعلیم مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند میں مکمل فرمائی. اور پھر عربی کی ابتدائی کتب کی تعلیم دارالعلوم میں حاصل فرمائی. اور فارسی اور عربی کی کتب میں حکیم صاحبؒ فقیہ ملت حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ اور حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کے اور مفکر ملت حضرت مولانا ظہور احمد صاحب دیوبندیؒ جیسے اکابر کے ہم درس رہے. جناب حکیم منعم صاحب رحمۃ اللہ علیہ ولی زماں جناب مولانا مشتاق احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں. فن طب میں جناب حکیم منعم صاحبؒ کو خاص مناسبت تھی. آپ کے فن طب کے اساتذہ میں جناب حکیم بشیر صاحبؒ دیوبندی کا نام سرفہرست ہے.

اس کے علاوہ فن طب میں آپؒ ملک کے حاذق طبیب جناب حکیم جمیل الدین صاحب نگینویؒ کے خاص تلامذہ میں سے ہیں. جناب مولوی حکیم محمد منعم صاحبؒ فن طب میں کمال کا درجہ رکھتے تھے اور آپ کا طریقۂ علاج سادہ اور مفردات پر مشتمل ہوتا تھا. وہ جڑی بوٹیاں کہ جن کو لوگ عام طور سے معمولی تصور کرتے ہیں. حکیم صاحبؒ عام طور سے ایسی جڑی بوٹیوں سے بڑے بڑے اور پیچیدہ امراض کا علاج فرمایا کرتے تھے.

حکیم صاحبؒ کے صاحبزادگان میں سے جناب حکیم محمد شمیم صاحب مرحوم خادم مسجد دارالعلوم کا عرصہ قبل وصال ہوگیا موجودہ صاحب زادگان میں حضرت مولانا محمد نعیم صاحب دامت برکاتہم، شیخ الحدیث مدرسہ وقف دارالعلوم اور جناب حافظ قاری اخلاق احمد صاحب مدظلہ ناظم شعبہ مطبخ دارالعلوم اور جناب حکیم حافظ محمد تسلیم صاحب مدظلہ مہتمم و متولی درگاہ شیخو پورہ ملی اور دینی خدمات میں مشغول بقید حیات ہیں. حکیم صاحب کی وفات ۱۶؍ذی الحجہ ۱۳۹۸ھ کی آخری شب میں بروز چہار شنبہ کو ہوئی. رحمہ اللہ

(خلیفہ شیخ سہارنپوریؒ)

حضرت مولانا حکیم عبدالقدوس صاحب دیوبندیؒ (مہاجر مدنی)

آپؒ کے والد ماجد کا اسم گرامی جناب مولانا حکیم عبدالقادر دیوبندیؒ ہے مولاناؒ کی ولادت مبارکہ محرم الحرام ۱۳۵۰ھ میں مطابق ۱۳؍۱ اکتوبر ۱۹۳۱ء کو ہوئی. مولانا عبدالقدوس صاحبؒ کے والد ماجد (جو کہ دیوبند کے حاذق طبیب تھے) کی وفات ایسے وقت میں ہوئی جب کہ حکیم صاحبؒ کی عمر مشکل سے چھ سال کی ہوگی.

اس لئے حکیم صاحبؒ کی تعلیم و تربیت حضرت مولانا سید اختر حسین صاحبؒ سابق استاذ و ناظم تعلیمات دارالعلوم دیوبند کے زیر تربیت ہوئی. حکیم صاحبؒ نے مادر علمی دارالعلوم دیوبند سے شعبہ فارسی، ریاضی سے فراغت کرنے کے بعد ۱۳۷۱ھ میں دورۂ حدیث شریف سے فراغت حاصل کی.

اور فارسی کی بنیادی کتب والد ماجد حضرت مولانا سید حسن صاحبؒ سابق استاذ تفسیر و حدیث دارالعلوم دیوبند سے پڑھیں. اور دورۂ حدیث سے فراغت کے بعد طب یونانی کی کتب متداولہ شرح اسباب قانونچہ وغیرہ دیوبند کے معروف حاذق طبیب حضرت مولانا حکیم سید محفوظ علی صاحبؒ و مولانا حکیم محمد عمر صاحبؒ سے پڑھیں. بچپن سے حکیم صاحبؒ کو طب یونانی سے غیر معمولی مناسبت تھی.

اسی وجہ سے فراغت کے بعد ۱۳۷۳ھ میں آپؒ نے اپنی توجہ اور دلچسپی کا مرکز طب یونانی کو بنایا اور دیوبند کے مشہور محلہ کوجروارہ میں علاج معالجہ کے لئے ایک مطب قائم فرمایا جہاں پر پابندی سے مریضوں کے دیکھنے کا نظم فرمایا اور آپؒ نے اس پیشہ کو تجارت کے بجائے خدمت خلق کا ذریعہ بنایا اور خدمت خلق کے جذبہ کے طور پر مخلوق کی خدمت کی۔

انسانی ہمدردی، بھائی چارگی کے جذبہ سے بلا کسی تفریق مذہب وملت آپ نے علاقہ کے عوام کی خدمت کی اور محلہ کی مسجد میں درسِ قرآن کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ یہ آپؒ کی حسن نیت اور اخلاص کا ثمرہ تھا کہ شدید سے شدید مریض اور زندگی سے مایوس مریضوں کی، معقول تعداد کو خداوند قدوس نے شفاء آپؒ کے دست مبارک پر عطا فرمائی، آپؒ کو خاص دست شفاء حاصل تھا اور حکیم صاحبؒ ذاکر شاغل انسان تھے۔

شب بیداری وظائف اور تسبیحات کی پابندی کے ساتھ ساتھ تلاوت قرآن میں خاص مشغولیت رہتی یہ آپؒ کے تقویٰ اور اخلاص عمل کا فیض ہے کہ خداوند قدوس نے عمر کے آخر حصہ میں آپ کو حفظ قرآن کی سعادت سے نوازا۔ روز بروز مریضوں کے ہجوم، اور علاج معالجہ میں غیر معمولی مشغولیت کے باوجود، خداوند قدوس نے آپ کو حفظ قرآن کریم کی دولت سے نوازا اور عمر کے آخر حصہ میں آپؒ بہترین حافظ قرآن بن گئے۔ بظاہر حکیم صاحب کی زندگی ایک سادہ زندگی تھی، لیکن درحقیقت حکیم صاحب اپنے دور کے ولی کامل اور صاحب ورع وتقویٰ تھے۔ اور یہ آپ کے تقویٰ کا فیض تھا کہ آپ نے تزکیہ نفس اور اصلاح نفس کے لئے حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ کو اپنا شیخ منتخب فرمایا اور حضرت شیخ سہارنپوری نور اللہ مرقدہ نے حضرت حکیم صاحبؒ کو بیعت فرما کر ۱۹۷۷ء میں چاروں سلسلوں میں مجازِ بیعت کے شرف سے نوازا۔

حضرت حکیم صاحبؒ کی اپنے شیخ حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ کی طرح تمنا تھی کہ زندگی کے آخری لمحات مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں گذاریں۔ اور جنت البقیع کی خاک نصیب ہوجائے۔

چنانچہ اسی آرزو میں مختلف النوع اعذار اور قانونی دشواریوں کے عالم میں اپنے گھر بار اور اہل وعیال اور وطن کو چھوڑ کر سالہا سال تک مدینہ منورہ میں قیام فرمایا دیوبند

سے ہجرت فرمائی بعد میں اہل خانہ کو بھی مدینہ منورہ ہی منتقل فرمالیا لیکن وہاں پہ بھی علاج خدمت خلق کا سلسلہ جاری رہا، خاص طور پر اپنے شیخ کے علاج کے اور ساتھ ساتھ شیخ کی خدمت کی سعادت خوب حاصل فرمائی اور پابندی سے حرم شریف کی حاضری کا سلسلہ بھی جاری رہا۔حضرت حکیم صاحبؒ درحقیقت حاذق حکیم ہونے کے ساتھ ساتھ مستند عالم دین شیخ طریقت اور اسلاف کی زندگی کا عملی نمونہ تھے ۱۴؍ مارچ ۱۹۹۵ء میں آپ کی وفات مدینہ منورہ میں ہوئی اور جنت البقیع میں تدفین ہوئی۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کا پورا گھرانہ مدینہ منورہ میں ہی آباد اور شاداب ہے۔

حضرت حکیم صاحبؒ کی یادگار میں مسلمان طالبات کے لئے ایک عظیم دینی ادارہ الجامعۃ القدسیات الاسلامیات للبنات آپ کے مطب کے نزدیک واقع ہے۔ جو کہ تعلیمی خدمات میں مشغول ہے۔

حضرت حکیم صاحبؒ نے جس طریقہ سے حضرت شیخ سہارنپوریؒ کی خدمت کی اور حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ نے کس طرح بیعت وارشاد کی اجازت عطا فرمائی اس کی مزید تفصیل کے لئے کتاب حضرت شیخ اور ان کے خلفاء ملاحظہ فرمائیں۔

عظیم مجاہد آزادی، شاعر انقلاب علامہ انور صابری صاحبؒ

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ دیوبند دنیائے علم وفن کی بستی ہے۔ اس سرزمین نے جہاں اولیائے کاملین مشائخ عظام صوفیاء اور علماء ربانین کو جنم دیا۔ اسی طرح اس مقدس سرزمین نے مفکرین ملت دانشوران قوم اور شعراء کرام اور عظیم مجاہدین آزادی پیدا کئے۔

ان ہی شعراء کرام اور مجاہدین آزادی میں سے ایک بین الاقوامی شہرت یافتہ شخصیت حضرت علامہ انور صابری صاحبؒ کی ہے علامہؒ کا آبائی وطن دیوبند ہے۔ مرحوم کا رہائشی مکان آج بھی محلہ بڑے بھائیان صابری منزل نزد دینی مسجد موجود ہے۔

علامہؒ نے ابتدائی تعلیم مادر علمی دارالعلوم دیوبند میں حاصل فرمائی اور حضرت جد المکرم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے والد ماجد عارف باللہ حضرت مولانا محمد یسین صاحبؒ سے فارسی کی ابتدائی کتب پڑھیں بچپن سے ہی علامہؒ کو فن شاعری سے

غیر معمولی مناسبت اور شعر وسخن سے گہری مناسبت تھی۔ ملک کی آزادی کے موقعہ پر علامہ نے اپنے بے مثال اشعار اور ادیبانہ کلام سے انگریزی استعمار کے خلاف اہل وطن کو بیدار کیا اور آزادیٔ وطن کے لئے جو بے مثال خدمات انجام دیں وہ مرحوم کی زندگی کا عظیم کارنامہ ہے۔ خداوند قدوس نے علامہؒ کے کلام اور اشعار کو جو مقبولیت عطا فرمائی، تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اپنے دورِ شاعری میں مرحوم نے کتنی نظمیں اور غزلیں تحریر فرمائیں اور کتنی تعداد میں نعت ومنقبت رسولؐ تحریر فرمائی۔ اسی طریقہ سے اردو، فارسی قصائد، سہرے قلم بند فرمائے اس کی صحیح تعداد کا ٹھیک ٹھیک اندازہ لگانا، ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے۔ اور ان کی تعداد بلا شبہ ہزاروں کی تعداد قرار دی جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ بین الاقوامی نوعیت کے مشاعرے ہوتے یا آل انڈیا سطح کے مشاعرے یا مکان پر ہونے والی شعری وادبی نشست وغیرہ علامہؒ کی شرکت ان مشاعروں اور ادبی نشستوں کی کامیابی کی ضمانت تصور کی جاتی تھی۔

حضرت علامہؒ زندگی کا قابل ذکر پہلو یہ ہے کہ جس طرح علامہؒ کے ملک کے عظیم رہنماؤں کے ساتھ بے تکلفانہ مراسم تھے اور اسی طرح سے برصغیر کے مشاہیر شعراء کرام حضرت جگر مرادآبادی، جوش ملیح آبادی، فیض احمد فیض، جناب حفیظ جالندھری، جناب طفیل ہوشیارپوری، شورش کشمیری، جناب احسان دانش، مولانا ذکی کیفی صاحب، جناب کلیم عثمانی دیوبندی مرحومین جیسے بلند پایہ شعراء کرام سے بھی بے تکلفانہ مراسم تھے اور مذکورہ شعراء کرام میں سے بعض شعراء کرام علامہؒ کو استاذ درجہ کا شاعر تصور کرتے تھے۔ اسی طریقہ سے حضرت مرحوم کا برصغیر کے مشاہیر علماء کرام کے یہاں خاص مقام تھا۔ اور علماء ربانیین کے یہاں بھی مرحوم کو وہ ہی باعزت مقام حاصل تھا۔

چنانچہ حضرت علامہ مرحوم شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی صاحبؒ، حضرت علامہ محمد ابراہیم صاحب بلیاویؒ سابق صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ، مفسر قرآن شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب، انجمن خدام الدین لاہور کی مجالس میں علامہ اکثر شریک رہتے۔ اور مذکورہ اکابرین مرحوم موصوف کی خوب خوب عزت افزائی فرماتے اور کبھی کبھی ان اکابرین کرام کی مقدس مجالس

میں شرکت فرما کر اپنے ''فناء فی الرسولؐ'' کے جذبہ سے سرشار ہو کر اپنے مجذوبانہ طرز پر نعت رسولؐ اس طریقہ سے پیش فرماتے کہ جملہ حاضرین خاص و جدانی کیفیت محسوس فرماتے. مرحوم موصوف کی علماء کرام اور مشائخ عظام سے کس قدر عقیدت اور ان حضرات کے بارے میں کیا جذبہ محبت تھا. اس کا اندازہ حضرت مولانا احمد علی صاحبؒ مفسر القرآن لاہور کی وفات حسرت آیات پر خود علامہ مرحوم کی تحریر فرمودہ نذر عقیدت سے واضح ہے.

اس نذر عقیدت سے علامہ انور صابری صاحب مرحوم کی علماء کرام سے عقیدت و محبت کے اظہار کے ساتھ ساتھ علامہؒ کے نظریات اور ان کے روحانی مسلک کا بھی پتہ چلتا ہے. اس تاریخی نذر عقیدت سے علامہ مرحوم کی شعری صلاحیت کے علاوہ اردو فارسی کی بے مثال انشاء اور منفرد اسلوب بیان کا بھی اظہار ہوتا ہے. مذکورہ مضمون ماہنامہ خدام الدین لاہور کی مفسر قرآن نمبر بابت اشاعت ۱۹۶۹ء میں شائع شدہ ہے. جو کہ علامہ صابری صاحبؒ کی وفات ۱۳ راگست ۱۹۸۲ میں ہوئی.

اس موقعہ پر یہ عرض کرنا بھی غیر ضروری نہ ہوگا کہ مرحوم موصوف اپنے دور کے بلند پایہ مصنف اور محقق بھی تھے، آپ کے ادبی اور صحافتی مضامین، برصغیر ہند و پاک کے مختلف رسائل و جرائد میں شائع ہو چکے ہیں. اس کے علاوہ علامہؒ نے اپنی زندگی میں اپنا مجموعہ کلام بھی شائع فرمالیا تھا. جو کہ ''نبض دوران'' کے نام سے ہے. مرحوم نے اپنی حیات عزیز میں جانے پہچانے اور جن کو کوئی نہیں جانتا کے نام سے گمنام شعراء کرام کے حالات زندگی مع ان کے نمونہ کلام مرتب فرمائے تھے اور سرداروں کی حب الوطنی پر بھی ایک کتاب تحقیقی مرتب فرمائی اور ان سب کے علاوہ مرحوم نے اپنا نعتیہ کلام ''مدینہ سے اجمیر تک'' کے نام سے شائع فرمایا تھا. لیکن افسوس علامہ کے مذکورہ تاریخی کارنامے گردش دوراں میں گم ہو کر رہ گئے.

حقیقت یہ ہے کہ علامہؒ کی ادبی، علمی صحافتی تصنیفی لافانی خدمات کا تقاضہ ہے کہ مرحوم موصوف کے علمی کارناموں کے احیاء کے لئے علامہ کے نام سے ایک اکیڈمی کا قیام ہو اور علامہ کے کلام کے کیسٹ جمع کیئے جائیں تاکہ مرحوم کا بے مثال کلام آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ بن سکے.

اگر چہ اب یہ کام مرحوم کے فرزند، جناب اظہر صابری ٥ مرحوم ایڈیٹر چراغ حرم دیو بند کی وفات کے بعد بظاہر مشکل معلوم ہوتا ہے، لیکن پھر بھی مایوسی کی کوئی وجہ نہیں ہے.

(ملک کے ممتاز دانشور و صحافی)٥

مولانا سید ازہر شاہ قیصر صاحبؒ

بن حضرت علامہ انور شاہ کشمیری

علمی، ادبی، صحافتی حلقوں میں مولاناؒ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں. مولانا مرحوم کی ولادت مبارکہ دسمبر ۱۹۲۰ء میں ہوئی تاریخی نام مظفر حسین ہے. ابتدائی تعلیم جامعہ اسلامیہ ڈابھیل ضلع سورت گجرات اور دارالعلوم دیو بند میں ہوئی. آپ کو حضرت علامہ شبیر احمد عثانی صاحبؒ، حضرت جد المکرم مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ، حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی اور اپنے والد ماجد حضرت علامہ انور شاہ کشمیری سے شرف تلمذ حاصل ہوا.

مرحوم موصوف کو غیر معمولی ذہانت و خطانت وراثت میں ملی تھی، یہی وجہ ہے کہ مرحوم نے بہت کم عمر میں قرآن کریم حفظ کر لیا تھا. اور والد ماجد حضرت شاہ صاحبؒ کی وفات حسرت آیات کے بعد بھی تعلیمی سرگرمیاں جاری رہیں. لیکن بعض اعذار کی وجہ سے درس نظامیہ کی تکمیل نہ فرما سکے. لیکن علمی استعداد قوت حفظ وسعت مطالعہ جید اور مستند علماء سے کم نہ تھی، اور علوم وفنون کی کتب متداولہ پر پوری پوری بصیرت حاصل تھی.

مرحوم موصوف نے اپنی علمی سرگرمیوں کا مرکز ادب اور صحافت کو بنایا اور اس میدان میں خوب خوب خدمات انجام دیں.

بالکل ابتداء میں بچوں کے ادب و اخلاقیات سے متعلق مضامین قلم بند فرمائے. اور افسانے کہانیاں اور بچوں کی دلچسپی کے عمدہ عمدہ واقعات تحریر فرمائے، تقسیم سے قبل لاہور سے شائع ہونے والے رسالے، خود، لاہور اور رسالہ سہاگ لاہور میں مرحوم کے گرانقدر مضامین شائع ہوتے رہے. اور اس زمانہ میں مرحوم کے جو ادبی مضامین بے حد مقبول ہوئے ان کے نام اس طرح ہیں.

(۱) دو عیدیں. (۲) اسرار و بصائر. (۳) ڈاکٹر. (۴) انقلاب. (۵) شرابی شاعر. (۶) غریب. (۷) آزادی. (۸) ٹوٹا ہوا آئینہ وغیرہ وغیرہ.

لیکن مرحوم نے کچھ عرصہ کے بعد مذکورہ موضوعات سے کنارہ کشی اختیار فرمالی اور دینی، علمی، سیاسی، موضوعات کو اپنا لیا. اسی لئے آپ کے گرانقدر مضامین برصغیر ہندو پاک کے معیاری رسائل واخبارات میں پابندی سے شائع ہوتے رہے. اورایک زمانہ تک آپ مولانا ظفر علی خان مرحوم کے مشہور جریدہ، زمین دار کے مدیر اعلیٰ کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے. یہ مرحوم کی انفرادی خصوصیت ہے کہ مرحوم موصوف بیک وقت متعدد اخبارات اور رسائل کے لئے اداریے اور اعلیٰ مضامین تحریر فرماتے رہے.

اور بیک وقت آپ مندرجہ ذیل اخبارات اور رسال کے لئے گرانقدر مضامین تحریر فرماتے رہے. (۱) استقلال دیو بند، (۲) ماہنامہ ہادی دیو بند. (۳) رسالہ اجتماع دیو بند. (۴) رسالہ انور دیو بند. (۵) ماہانہ دارالعلوم دیو بند. (۶) ماہنامہ طیب دیو بند.

مولانا مرحوم مولانا عبدالوحید صدیقی صاحبؒ کی وفات کے بعد ۱۹۵۱ء سے ماہنامہ دارالعلوم کے مدیر اعلیٰ کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے. تقریباً ۳۰ رسال سے زائد مدت میں مرحوم نے پابندیٔ وقت کے ساتھ رسالہ دارالعلوم کی اشاعت فرمائی اور جو کہ اپنے انداز اور اپنے معیار کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہے.

یہ شاہ جیؒ کی خصوصیت تھی کہ انھوں نے رسالہ دارالعلوم کے ذخیرہ اور رسالہ کے نظم وانتظام سے متعلق رجسٹر کو اس طرح سے مرتب اور مدون فرمایا تھا کہ زندگی کے آخری دور میں مرحوم کا رسالہ سے غیر اختیاری طور پر ظاہری تعلق منقطع ہونے اور اچانک حالات بدل جانے کے بعد بھی، بعد کے حضرات کے لئے رسالہ کو اسی سلیقہ اور اعلیٰ انتظام سے چلانا ممکن ہوسکا. بلکہ مرحوم کا قائم کردہ دفتری انتظام بعد کے حضرات کے لئے مشعل راہ بن گیا. یہ مرحوم کی دیانت اور کامل درجہ کی دیانت کی بات ہے کہ انھوں نے رسالہ سے اپنا مستقبل خطرہ میں محسوس کر لینے کے باوجود بھی دارالعلوم کے تمام نظام کو اسی طرح باقی رکھا. یہی وجہ ہے کہ اجلاس صدسالہ کے زمانہ کے بعض تکلیف دہ واقعات کے باوجود شاہ جی کی دیانت و امانت پر کوئی حرف نہ آسکا.

مرحوم کی زیادہ تر تقاریر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ پر منعقدہ ملک کے مختلف سیمینار اور آل انڈیا ریڈیو میں ہوئیں. جو کہ نہایت جامع اور مسحور کن ہوتیں اور شاہ جی کے خاص لہجے میں مخاطب کر پوری طرح اپنی جانب کھینچ لیتے. بہر حال مرحوم موصوف عظیم صحافی ہونے کے ساتھ ساتھ بلند پایہ مصنف بھی تھے. مرحوم کی اہم تصانیف میں سے حیاتِ انور، (جو کہ والد حضرت شاہ صاحبؒ کی سوانح حیات ہے) اور اس کے علاوہ مجاہدین آزادی کی تاریخ پر، سفینۂ وطن کے ناخدا اور سیرت حضرت ابوبکر صدیقؓ اور تاریخی شخصیات کے حالات پر مشتمل "یادگار زمانہ ہیں یہ لوگ" نامی کتب ہیں. جو کہ ادب وصحافت کا مرقع اور اپنے موضوع پر کامل ومکمل ہیں. مرحوم کی وفات ۲۷ر نومبر ۱۹۸۵ء کو دیوبند میں ہوئی.

پسماندگان میں دو صاحبزادے مولانا نسیم اختر شاہ قیصر صاحب ملک کے ممتاز عالم دین اور صحافی میں سے ہیں، ایک صاحبزادے جناب وجاہت شاہ قیصر بھی کامیاب صحافی ہیں. باقی دو صاحبزادے جناب راحت شاہ قیصر صاحب اور اطہر شاہ قیصر صاحب بھی ملی کاموں میں مشغول ہیں.

مولانا عامر عثمانی دیوبندیؒ

مدیر اعلیٰ ماہنامہ تجلی دیوبند

آپؒ کی ذات گرامی علمی اور ادبی دنیا میں محتاج تعارف نہیں ہے. آپؒ دیوبند کے معروف علمی وادبی، خانوادہ خاندان عثمانی سے تعلق رکھتے ہیں، آپ کے والد ماجد جناب مولانا مطلوب الرحمٰن عثمانی صاحبؒ دیوبند کے ممتاز عالم دین اور اپنے دور کے اولیاء اللہ میں سے تھے. مولانا عامر عثمانی دارالعلوم دیوبند کے مایہ ناز فضلاء میں سے ہیں. مرحوم موصوف نے فراغت کے بعد اپنی توجہات اور دلچسپیوں کا موضوع ادب اور صحافت بنایا اور منفرد طرز کی تحریرات ونگارشات سے دنیا کی خدمت میں مشغول رہے. اگر چہ مرحوم موصوف کے بعض نظریات وخیالات اور تحریرات سے علمی اعتبار سے اختلاف کیا جا سکتا ہے لیکن مرحوم کے بارے میں اگر یہ کہا جائے کہ ملت کے بعض مسائل میں وہ دوسروں سے بہت زیادہ سبقت لے گئے ہیں تو یہ کہنا بے جا نہ ہوگا. مثال کے طور پر رد بدعت اور

ردّ قادیانیت کے سلسلہ میں ادبی، صحافتی، علمی اپنے دور کے کثیر الاشاعت ماہنامہ تجلی میں ردّ بدعت کے سلسلہ میں مستقل طور پر نذرات اور گراں قدر مقالات اور مضامین عالیہ سے جس طرح سنت کا دفاع کیا وہ تاریخ کا ایک بے مثال کارنامہ ہے. چنانچہ مذکورہ ماہنامہ میں قسط وار شائع ہونے والے مضمون مسجد سے مے خانہ تک میں ہیں. مرحوم موصوف نے جس طریقہ سے بدعت اور اہل بدعت کی قلعی کھولی ہے وہ ایک عظیم کارنامہ ہے، اسی وجہ سے مسلسل علمی حلقوں کی جانب سے اصرار کے بعد مرحوم نے مذکورہ مضامین کو "مسجد سے مے خانہ تک" کے نام سے دو ضخیم جلدوں میں شائع کیا اور ردّ بدعات پر تحقیق کتاب، بدعت کیا ہے؟ شائع کرائیں، اور ساتھ ہی ساتھ ردّ قادیانیت کے سلسلہ میں قادیانیت کے جیب و گریبان، تصنیف فرمائی.

افسوس تجلی کے قیمتی فائل کی طرح مذکورہ تصانیف بھی نایاب ہوگئیں اور ناگفتہ بہ حالات کی وجہ سے دیوبند کا مشہور مکتبہ تجلی اور برِ صغیر کا عظیم ماہنامہ تجلی، صرف تذکرہ کی حد تک ہی باقی رہ گیا.

مولانا عامر عثمانی صاحب مرحوم منفرد انداز تحریر کے مالک تھے اور تصنیف و تحریر میں مرحوم کا جداگانہ طرز تھا. ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے کہ کسی شخص میں نثر و نظم اور خطاب و خطبات کی صلاحیت اور مہارت بیک وقت جمع ہو جائیں. مرحوم موصوف میں یہ تینوں صفات حیرت انگیز طور پر جمع تھیں. مرحوم موصوف صاحب طرز ادیب، شاعر، عظیم مصنف اور مفکر تھے. مرحوم اگر چہ جسمانی اعتبار سے کمزور لیکن عزم اور ارادہ کے اعتبار سے مضبوط شخص تھے. کسی رائے کو درست سمجھنے کے بعد سخت سے سخت مخالفت کے باوجود اس میں کسی قسم کی لچک نہیں ظاہر فرماتے تھے. بہر حال زندگی کے آخری ایام میں مرحوم قلب کے مریض ہوگئے تھے. اتفاق سے بمبئی میں ایک تاریخی مشاعرہ کا موقعہ آیا جس میں مرحوم کو شرکت کرنی تھی، مولانا کے متعلقین اور اہل خانہ کے سخت منع کرنے کے باوجود مرحوم مشاعرہ میں شرکت کے لئے بمبئی تشریف لے گئے. قلب کے مرض کا سلسلہ تو پہلے ہی سے چل رہا تھا کہ مشاعرہ کے اسٹیج پر قلب کا دورہ پڑا اور ۱۲/اپریل ۱۹۷۵ء میں اسی جگہ وفات ہوگئی. اور بمبئی کے مشہور قبرستان ناریل واڑی قبرستان میں تدفین ہوئی.

مولوی سید محبوب رضوی صاحب دیوبندیؒ

آپؒ کا آبائی وطن دیوبند ہے آپ کے آباء و اجداد دیوبند کے تاریخی محلہ سرائے پیر زادگان کے باشندے تھے۔

آپؒ کی ذات گرامی علمی، ادبی حلقوں میں متعارف ہے، آپؒ نے اگرچہ باضابطہ درس نظامی کی کتب متداولہ کی تکمیل نہیں فرمائی لیکن آپ کو جو علمی صلاحیت استعداد اور ہر ایک علم وفن پر جو بیش بہا معلومات عطا فرمائی گئیں تھیں وہ ڈگری یافتہ حضرات سے کہیں زیادہ تھیں۔

آپ کی دلچسپی کا اصل موضوع تاریخ تھا۔ آپ نے جس عرق ریزی سے تاریخ دارالعلوم مرتب فرمائی وہ آپ کی زندگی کا عظیم شاہکار ہے۔ یہ تاریخ جو کہ اردو کے علاوہ انگریزی میں بھی شائع ہوچکی ہے عالم اسلام میں مقبولیت عامہ حاصل کرچکی ہے۔ اس کے علاوہ آپ کے عظیم کارناموں میں تاریخ دیوبند آپ کی شہرۂ آفاق تصنیف ہے۔ اس بے مثال تاریخی تصنیف میں جس قدر محنت و مشقت اٹھائی وہ واقعی ایک ناقابل فراموش کارنامہ ہے۔ اس کتاب کی ترتیب میں آپؒ نے دیوبند کے محلّہ، محلّہ تشریف لے جاکر ہر ایک تاریخی مقام، تاریخی مسجد، تاریخی کنویں، تاریخی عمارت کا بخوبی جائزہ لیا اور اس طرح عظیم کتاب ترتیب دے کر ملت کو عظیم سرمایہ بخشا۔ مولاناؒ کے تحقیقی کارناموں میں ایک کارنامہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتوبات مبارکہ کے ترجمہ کا ہے۔ یہ وہ مکتوبات نبویؐ ہیں جو کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہ حبش، شاہ ایران قیصر و کسریٰ وغیرہ اور دیگر سربراہان ممالک کے نام تحریر فرمائے تھے۔ پہلے یہ مکتوبات بڑے سائز کے کلینڈر کی شکل میں تھے۔ بعد میں مکتوبات گرامی مستقل کتابی شکل میں بھی شائع ہوئے۔ اس کے علاوہ زمزم کے فضائل پر آپؒ نے ایک تحقیقی متبرک مختصر رسالہ تصنیف فرمایا۔

خداوند قدوس نے آپؒ کو تصنیف و تالیف کے ذوق کے علاوہ دیگر ملی خدمات کا بھی جذبہ عطا فرمایا تھا۔ چنانچہ آپ نے اسی دینی اور ملی جذبہ کی وجہ سے طالبات کے لئے تعلیم

منزل کے نام سے ایک دینی ادارہ کا قیام فرمایا، جس میں طالبات کیلئے دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ انگریزی، ہندی تعلیم نیز مسلم طالبات کو صنعت وحرفت سلائی، کڑھائی کی تعلیم دینے کا نظم فرمایا. آج بھی یہ تاریخی ادارہ خاموشی سے اپنی تعلیمی امور میں مشغول ہے. جوکہ مولاناؒ کی اہلیہ محترمہ کی زیر سرپرستی چل رہا ہے. مولاناؒ کے کوئی اولاد نہیں تھی. اس لئے مرحوم موصوف کی علمی وراثت آگے نہ چل سکی اور تاریخ دارالعلوم کے علاوہ آپؒ کی دیگر تصانیف معدوم سی ہوگئیں. آپؒ کی وفات ۲۵ ر مارچ ۱۹۷۹ء میں ہوئی.

جناب جمیل مہدی صاحب مرحوم ایڈیٹر عزائم لکھنؤ

مرحوم جمیل مہدی صاحب کا شمار دیوبند کے مشہور مفکرین دانشور اور صحافیوں میں ہوتا ہے. والد ماجد کا اسم گرامی جناب منشی مہدی حسن صاحب مرحوم ہے. آپ کے والد دیوبند کے مشہور قانون داں اور تحصیل کے کاموں کے ماہر تصور کئے جاتے تھے.

مرحوم کا آبائی مکان دیوبند کے تاریخی محلہ، محلہ محل نزد مدنی مسجد واقع ہے.

جناب جمیل مہدی صاحب بیک وقت عظیم صحافی، دانشور، مفکر اور محقق تھے. مرحوم نے طویل عرصہ تک دیوبند میں ''مرکز'' کے نام سے پندرہ روزہ جریدہ کا اجراء کیا. جوکہ اپنے انفرادی نوعیت کے مضامین کے اعتبار سے اور ادب اور صحافت کے اعتبار سے اپنی مثال آپ تھا. تقریباً ۳۰ ر سال سے زائد مدت قبل اتفاق سے سرکاری انتظامیہ کے فرقہ پرستوں سے متاثر ہونے کی بناء پر دارالعلوم کی تلاشی کی نوبت آئی تو مرحوم نے اس کے خلاف آواز بلند کی اور اپنے اخبار ''مرکز'' اور دیگر ملی اخبارات میں اس حرکت کے مرتکب افراد کے خلاف آوازِ حق بلند فرمایا.

مرحوم بعد میں دیوبند سے لکھنؤ منتقل ہوگئے تھے اور وہاں پر اخبار ''عزائم'' کے چیف ایڈیٹر کی حیثیت سے خدمات انجام دینا شروع فرمایا. اور تا وفات عزائم لکھنؤ سے وابستہ رہے. مرحوم کو خداوند قدوس نے ادبی تحریرات کا خاص سلیقہ عطا فرمایا تھا. آپ نے حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کی وفات حسرت آیات پر جو تفصیلی مضمون ''قتل عمد کی پراسرار واردات'' کے نام سے لکھا وہ لائق دید ہے. یہ مضمون رسالہ کی شکل میں شائع ہو چکا

ہے اس کے علاوہ مرحوم کے ادبی مضامین کا مجموعہ بھی شائع ہو چکا ہے۔

مرحوم کی وفات لکھنؤ میں ہوئی اور تدفین مزار قاسمی دیوبند میں ہوئی. مرحوم کا گھرانہ ادب وصحافت کا مرکز رہا. مرحوم کے چھوٹے بھائی جناب عقیل مہدی صاحب بھی ملک کے مایہ ناز شاعر، ادیب اور نقاد اور مثالی سہرہ گو تھے. وہ جمیل مہدیؒ سے قبل وفات پا چکے ہیں. جمیل مہدی مرحوم کی وفات ۱۲ر فروری ۱۹۸۸ء کو لکھنؤ میں ہوئی اور دیوبند میں تدفین ہوئی.

(دیوبند کے دو عظیم شہداء کرام)

جناب سید محتشم صاحب وسید محمد محترم صاحب دیوبندیؒ

جناب سید محمد محتشم صاحبؒ، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کے بہنوئی ہیں. مرحوم کے چھوٹے بھائی، جناب سید محمد محترم صاحبؒ بھی حضرت قاری صاحبؒ کے خاندان سے ہیں، مذکورہ دونوں شہداء کرام کا گھرانہ دیوبند کا وہ تاریخی گھرانہ ہے کہ قصبہ کے لئے جس کی خدمات ناقابل فراموش اور تاریخ کا ایک ذرّیں باب ہے.

خداوند قدوس نے ان حضرات کو دنیاوی جاہ وجلال اور اس قدر عظیم سرمایہ عطا فرمایا تھا کہ جس کی اس دور میں، شاید ہی کوئی مثال ہو. لیکن اس سب کے باوجود یہ حضرات تقویٰ، دین داری، رحم دلی اور انسان دوستی میں بھی اپنی مثال آپ تھے. ان حضرات کا گھرانہ، غرباء اور ناداروں کی پناہ گاہ تھا. اور بلا تفریق مذہب وملت قصبہ کے عوام کی اس گھرانے نے جو بے لوث خدمت انجام دیں وہ ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی. ان شہداء کرام کا "محل" آج بھی سفید مسجد کے نزدیک واقع ہے. جس میں کہ آج جناب قاری محمد قمر الدین صاحب کا گھرانہ آباد ہے.

یہ دونوں شہداء کرام مفسر قرآن حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی صاحبؒ کے خاص رفقاء اور معتمدین میں سے تھے. اور حضرت علامہ عثمانی صاحبؒ کے ہمراہ کراچی تشریف لے گئے تھے ۱۹۴۷ء کے تکلیف دہ حالات میں، ان حضرات نے قصبہ کے اقلیتی طبقہ کیلئے جو

خدمات انجام دیں اور دیوبند کے امن وامان کو جس طرح باقی رکھا دیوبند کا ماحول خراب ہونے سے جس طرح محفوظ رکھا، اس وجہ سے فرقہ پرست ان حضرات کی جان کے دشمن بن گئے اور جب دیوبند میں شر پسندوں کو اپنی سازش کو کامیاب کرنے کا موقعہ نہ مل سکا، تو انھوں نے حالت سفر میں ان حضرات کو شہید کردیا اس طریقہ سے کہ یہ دونوں حضرات کراچی سے دہلی بذریعہ ہوائی جہاز تشریف لائے جب دہلی ایئرپورٹ پر پہونچے تو شرپسندوں کے ایک ایجنٹ نے ہی ان کو مشورہ دیا کہ دہلی سے دیوبند تک کا راستہ محفوظ نہیں ہے۔ اس لئے دہلی سے مرادآباد اور گجرولہ کے راستہ دیوبند کا سفر کیا جائے۔ گجرولہ پر پہلے ہی سے شرپسند حملہ آور موجود تھے۔

بہر حال جس وقت یہ دونوں بھائی، گجرولہ پہونچے تو شرپسندوں نے ان پر حملہ کر دیا اور موقعہ پر ہی دونوں حضرات شہید ہوگئے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ اور گجرولہ ضلع مرادآباد میں ہی ان حضرات کی تدفین ہوئی۔ اس اندوہناک حادثہ پر فقیہ ملت حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے جو تاریخی قطعہ تحریر فرمایا وہ اس جگہ حضرت کی تصنیف کشکول سے نقل کیا جارہا ہے۔

کسے تھاموں کہ ٹکڑے ہوگئے قلب وجگر دونوں	بجائے اشک، خون برسا رہی ہیں چشم تر دونوں
الٰہی کیا قیامت ہے، قیامت کیوں نہیں آتی	گہن میں تو بیک وقت آگئے شمس وقمر دونوں
وہ فخر قوم سید محتشم اور محترم دیکھو	ہوئے کس بیکسی میں قتل ذی جاہ واثر دونوں
وہ دو خلق و مروت اور حیا کی زندہ تصویریں	ہر ایک حلم مجسم پیکر فضل و ہنر دونوں
مسلمانوں کا شیرازہ تھا جن سے منتظم محکم	پناہ بیکس و بے بس کریم و مقتدر دونوں
مسلح کچھ درندے شکل انسانی میں آپہنچے	نہتے دو مسافر وہ بھی بیکس بے خبر دونوں
کمالِ الفت و وحدت جو دونوں بھائیوں میں تھی	تو راہِ آخرت میں بھی ہوئے وہ ہمسفر دونوں
کراچی سے تو دہلی تک ہوا میں اڑ کے آپہنچے	مگر حکم قضا آنے نہ پائے اپنے گھر دونوں
جہاں کی خاک تھی آخر پہنچنا تھا وہیں ورنہ	کہاں وہ خاک گجرولہ کہاں یہ شیر نر دونوں

خدا کے ہاتھ میں ہیں قوتیں سارے عناصر کی	اسی کے قبضہ قدرت کے اندر بحر و بر دونوں
بلا اذن و مشیت، ایک ذرہ ہل نہیں سکتا	مسخر ہیں زمین و آسماں جن و بشر دونوں
مقدر تھی شہادت کی سعادت روز اول سے	قضا سے ہوگئیں ناکام تدبیر و حذر دونوں
ہزاروں رحمتیں ان دشت غربت کے شہیدوں پر	کہ گذرے ہیں جہاں سے یکس دبے بال و پر دونوں
الٰہی احتشام[۱] و واصف[۲] اب تیری امانت ہیں	پدر کے اپنے سچے جانشیں ہوں یہ پسر دونوں
پھلیں پھولیں بڑھیں اور مرتبے پائیں	یہ خلف محتشم نخل تمنا کے ثمر دونوں

۱ و ۲ یہ دونوں حضرت عالی جناب سید محمد محتشم صاحبؒ کے فرزند ہیں جو کہ امریکہ میں مقیم ہیں اور دینی و ملی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

برصغیر کے ممتاز شاعر اور ادیب جناب کلیم عثمانی دیوبندیؒ

چند ماہ قبل ریڈیو پاکستان سے یہ خبر سنی گئی کہ ہندو پاک کے مشہور شاعر جناب کلیم عثمانی صاحب مرحوم، لاہور پاکستان میں وفات پا گئے۔ اور اس طرح اردو صحافت اور ادب میں عظیم خلاء واقع ہوگیا۔ مرحوم ایک نیک دل اور خدا ترس شاعر تھے۔ مرحوم کا آبائی وطن دیوبند ہے۔ والد ماجد کا اسم گرامی جناب فضل الٰہی صاحب مرحوم ہے۔ جو کہ دیوبند کی مشہور شخصیات میں سے ہیں۔ کلیم عثمانی صاحب مرحوم کا اصل نام احتشام الٰہی ہے۔ مرحوم تقسیم کے چند سال کے بعد پاکستان ہجرت فرما گئے تھے اور پنجاب کے مشہور شہر لاہور کو مقامی قیام اور رہائش کے لئے منتخب فرمایا۔ ابتداء میں آپؒ مقامی درجہ کے شاعر رہے۔ بعد میں مرحوم کی شعر و ادب پر بے پناہ قدرت، غزل اور نظم میں انفرادی مقام اور خداداد پرکشش لہجہ کی بناء پر آپ پاکستان کے عظیم شعراء کرام میں شمار ہوتے تھے، اور سرکاری اور غیر سرکاری مشاعروں میں مرحوم کی شرکت مشاعرہ کی کامیابی تصور کی جانے لگی اور مرحوم نے مشاعروں میں شرکت کے لئے ہندوستان کے علاوہ دیگر ممالک کا بھی سفر فرمایا اور عمائدین ملک سے خراج تحسین حاصل فرمایا۔ مرحوم ماضی قریب کے پاکستان کے عظیم شعراء، جناب احسان

دانش صاحب مرحوم جناب مولانا محمد ذکی کیفی صاحب مرحوم وغیرہ شعراء کرام آپ کے بے تکلف احباب میں شامل تھے۔

عام طور پر شاعر اور شاعری کا نام لیتے ہی ذہن میں فکری آزادی اور مذہب اور دین سے فاصلہ کا تصور آنے لگتا ہے۔ لیکن جناب کلیم عثمانی صاحبؒ کا معاملہ عام شعراء سے بالکل مختلف تھا۔ مرحوم ادبی مشغولیات اور شعری نشست میں شرکت کے دوران تک نماز با جماعت میں شرکت کا پورا اہتمام فرماتے۔ اگر جماعت میں شرکت فاصلہ کی بناء پر ممکن نہ ہوتی تو کم از کم نماز اپنے وقت پر تو ضرور ادا فرما لیتے۔ مرحوم کی ابتدائی تعلیم دارالعلوم دیو بند میں ہوئی اور فارسی و ریاضی کی متعدد کتب والد ماجد حضرت مولانا سید حسن صاحبؒ سے پڑھیں اور زمانہ طالب علمی میں بزرگوں کی مجلس میں بھی حاضری کا اتفاق ہوا۔ اور دارالعلوم دیو بند میں تعلیم کے دوران خطیب العصر حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحب دامت برکاتہم، جناب مولانا حکیم عبدالقدوس صاحب، خلیفہ حضرت شیخ سہارنپوری جیسے حضرات کی رفاقت اور بعض درس میں شرکت رہی۔ اس لئے مرحوم موصوف کے مزاج میں فکری اعتبار سے دیو بندیت غالب رہی اور سخت مخالفت کے باوجود پوری طرح اسی فکر پر قائم رہے۔

مرحوم تقریباً ۴۰ سال تک فن شاعری سے وابستہ رہے۔ اس دوران مرحوم نے نہ معلوم کتنی نعت شریف تحریر فرمائیں اور کس قدر غزلیں اور نظمیں کہیں اور ریڈیو سے پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ اس کا صحیح صحیح اندازہ لگانا تو مشکل ہے۔ لیکن ایک محتاط اندازہ کے مطابق یہ تعداد سینکڑوں سے ضرور تجاوز کر چکی ہے۔ مرحوم کو شاعری کے ساتھ ساتھ ادب و انشاء سے بھی گہری مناسبت تھی چنانچہ پاکستان کے مشہور اخبارات اور رسائل میں زندگی کے مختلف شعبوں سے متعلق مرحوم کے گرانقدر مضامین شائع ہوتے رہے۔ بلا شبہ مرحوم کے گرانقدر مضامین ملت کے لئے گنج گرانمایہ اور عظیم سرمایہ ہیں۔ اور آپؒ کا کلام آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ ہے۔ دعاء ہے خداوند قدوس مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور مرحوم کی وفات سے ادبی دنیا میں جو عظیم خلاء پیدا ہوگئی ہے اس کو پورا فرمائے۔ آمین۔ مرحوم کی وفات ۲۰۰۱ء میں ہوئی۔ آپؒ کے مثالی یادگار شعر و ادب پر مشتمل مجموعۂ کلام زیر طبع ہے۔

(دیوبند کے ایک عظیم دانشور اور ادیب)

مولانا محمد ذکی کیفی صاحبؒ

بن حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ

الحاج مولانا محمد ذکی کیفی صاحبؒ سرزمین دیوبند کے ان نامور حضرات میں سے ہیں جن پر دیوبند اور اہل دیوبند کو فخر ہے، آپ ''مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب عثمانی صاحبؒ'' کے خلف اکبر ہیں۔ تقسیم ہند کے بعد ترک وطن کر کے لاہور میں قیام پذیر ہوئے زیارت کعبہ سے مشرف ہو کر رب کعبہ سے جا ملے اور قلب کا دورہ پڑنے سے پچاس سال کی عمر میں ۱۱ محرم الحرام ۱۳۹۸ھ کو آپ کا وصال ہو گیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

ایک عالم باعمل دیانت وامانت کے اعتبار سے کامل ومکمل انسان تھے راستبازی، صفائی معاملات حق گوئی اور شجاعت کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ تھے۔ آپ کو حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کے دست مبارک پر تعلیم کا آغاز فرمایا اور چند سال دارالعلوم دیوبند میں بھی تعلیم حاصل فرمائی شمار ہوتا تھا۔

''کیفیات'' کے نام سے آپ کا مجموعہ کلام اردو ادب کا عظیم شاہکار ہے۔ آپ کے گرد پاکستان کے نامور شعراء وادیب ہر وقت دیکھے جاتے تھے، انارکلی کے وسیع وعریض چوراہے پر ''ادارۂ اسلامیات'' علم وادب کا ایک عظیم مرکز ہونے کے ساتھ ساتھ اہل علم ودانشور شخصیات کا گہوارہ رہا ہے۔

تقسیم کے بعد اودھ کی صحافت اور دہلی کی روحِ ادب پنجاب کے عظیم شہر لاہور میں منتقل ہو چکی تھی اس دور کے خوش فکر فنکاروں نے مولانا محمد ذکیؒ کے گرد جمع ہو کر لاہور کو ادبی علمی گلزار بنا دیا تھا۔

حضرت شورش کشمیریؒ، صادق صاحب مدیر آفاق، احسانؒ، دانش، کلیم عثمانی

دیو بندیؒ وغیرہ مرحوم کے خصوصی حلقہ احباب میں شامل رہے ہیں، مولانا کوثر نیازی وزیر گورنمنٹ آف پاکستان اپنے اس منصب جلیلہ سے قبل بھی اور بعد بھی موصوف سے بہت نزدیک رہے۔ ایوب خاں صاحب مرحوم کے دور آمریت میں جب کہ حق گوئی جرم سمجھی جانے لگی تھی اور سیاست کا تعلق شرعی مسائل سے وابستہ ہوگیا تھا، چنانچہ ''مسلم پرسنل لاء'' کے تحفظ کا مسئلہ سنگین صورت حال اختیار کر چکا تھا۔ مرحوم نے فقیہ ملت حضرت مولانا مفتی شفیع صاحبؒ کی زیر قیادت جس طرح سینہ سپر ہوکر ''مسلم پرسنل لاء'' میں تبدیلی کے خلاف جدو جہد فرمائی وہ یقیناً ملک وملت کیلئے ناقابل فراموش اور ایک عظیم کارنامہ ہے۔

آپ کی زندگی کا ہر پہلو ہم سب کیلئے ''اسوۂ حسنہ'' ہے اور بہر حال جس کو حضرت مفتی صاحبؒ جیسے صاحب بصیرت اور دیدہ ور عالم کا نور تربیت میسر آیا ہو۔ حبِّ رسول اس کی زندگی کا نغمہ اور ولولہ حیات کا سوز ہونا ہی چاہئے تھا۔ چنانچہ اسی سال زیارت بیت اللہ کے لئے گئے تو جذبات بھرے دل اور شوق بھری نگاہوں سے وہاں جو کچھ محسوس کیا اس کو شاعرانہ ذوق نے اشعار کی آئینہ داری کی یہ پوری نعت الفاظ و معانی کا ایک حسین پیکر ہے اور یہی ان کی زندگی کا آخری نغمہ بھی۔

ادھر سے امنڈتے ہوں اشک ندامت
اُدھر رحمتوں کی برستی گھٹائیں
فضاؤں میں نغمہ ہو صل علی کا
سلام علیکم کی لب پر صدائیں
دعا ہے یہ کیفی اس سال ہم بھی
مدینہ کے دیوار و در دیکھ آئیں

مرحوم اپنی خوش اخلاقی کی وجہ سے ادبی زندگی کے روح رواں تھے اور انھوں نے سماجی سیاسی اور ادبی میدانوں میں ایک امتیازی کردار کا مظاہرہ کیا تھا۔

آج ان کی رحلت سے یہ تمام حلقے آہ بلب اور اشکبار ہیں دیو بند کے ایک علمی خاندان کے ممتاز فرد ہونے کی حیثیت سے ان کے اعزہ کیلئے بالخصوص، اور ان شناسا حلقوں کیلئے بالعموم یہ صدمہ کافی حسرت انگیز ہے۔ حق تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں (آمین)

مولانا کے پسماندگان میں تین صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں ہیں. بڑے صاحبزادے مولانا مفتی محمود اشرف صاحب جو مفتی و استاذ حدیث دارالعلوم کراچی، متعدد کتب کے مصنف اور فاضل استاذ ہونے کے علاوہ بہترین قاری اور حافظ قرآن بھی ہیں، اور مسعود اشرف عثمانی مدیر اعلی ادارہ اسلامیات لاہور ہیں، چھوٹے صاحبزادے جناب سعود اشرف عثمانی سلمہٗ انگریزی کتب کے مترجم و مصنف ہیں جن کا مجموعہ کلام ''قوس'' ہے جو کہ ہندو پاک کے ادبی حلقوں سے داد تحسین حاصل کر چکا ہے۔ یہ مجموعہ ادب اور صحافت کی دنیا میں اہم مقام رکھتا ہے. اس مجموعہ کلام پر فاضل موصوف کو حکومت پاکستان سے ایوارڈ بھی حاصل ہو چکا ہے۔

(ایک عظیم دانشور ایک یادگار شخصیت)

الحاج مولانا محمد رضی عثمانی صاحبؒ

بن حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ

آپؒ فقیہ ملت حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے منجھلے صاحبزادے ہیں. آپؒ کی ولادت مبارکہ دیو بند میں ہوئی. جس وقت مرحوم کی ولادت مبارکہ ہوئی اس وقت حضرت مفتی صاحبؒ دارالعلوم دیو بند میں درس قرآن میں مشغول تھے. اور آیت کریمہ واجعله رب رضیا. کی تفسیر بیان فرما رہے تھے. دوران درس، حضرتؒ کو جب نومولود کی اطلاع ملی تو آپؒ نے مذکورہ آیت کریمہ کی مناسبت سے فرزند کا نام ''محمد رضی'' تجویز فرمایا. الحاج مولوی محمد رضی عثمانی صاحبؒ نے فارسی کی تعلیم دارالعلوم دیو بند میں حاصل فرمائی اور والد ماجدؒ سے متعدد کتب پڑھیں اور حضرت مولانا سید اصغر حسین میاں صاحبؒ سے بھی اکتساب فیض کا موقعہ حاصل ہوا.

اس زمانہ میں تقسیم ہند کا مسئلہ پیش آیا اور ترک وطن فرما کر حضرت مفتی صاحبؒ کے ہمراہ کراچی ہجرت فرمائی اور دارالعلوم کراچی میں کچھ عرصہ تعلیمی مشغولیات

رہیں لیکن مرحوم موصوف نے اپنی توجہات اور جدوجہد کا مرکز تجارت کو بنایا اور اکابرین دیوبند کے علوم کی پاکستان میں اشاعت کے لئے ایک عظیم تحقیقی اشاعتی ادارہ ''دارالاشاعت'' (جوکہ پہلے دیوبند میں قائم تھا) کراچی میں ریڈیو پاکستان کے نزدیک قائم فرمایا۔ یہ ادارہ آج بھی برصغیر کے اہم ترین اشاعتی اور تحقیقی اداروں میں سے ایک ہے جوکہ اب برادر عزیز الحاج جناب خلیل اشرف سلمہٗ کے زیرِ انتظام اردو کے علاوہ انگلش، عربی وغیرہ میں دینی علوم کی کتب کے تراجم اور جدید تحقیقاتی اشاعتی عظیم امور کی انجام دہی میں مشغول ہے۔

الحاج جناب مولانا محمد رضی عثمانی صاحبؒ کی زندگی کا اہم پہلو یہ ہے کہ مرحوم نے دورۂ حدیث شریف کی کتب کے تراجم مسلک دیوبند اور حنفی مسلک کے اعتبار سے تراجم دستیاب نہ ہونے کی کمی کو محسوس فرمایا۔ اور راقم الحروف کو بھی مشورہ دیا کہ تم بھی موقعہ ہو تو صحاح ستہ کی کتب میں سے ایک دو کتب کا ترجمہ جدید اردو میں اور حنفی مسلک کی رعایت کے اعتبار سے شروع کرو۔ چنانچہ راقم الحروف نے بحمد للہ مرحوم موصوف کے مشورہ کے مطابق ابوداؤد شریف اور سنن نسائی شریف کا جدید ترجمہ کیا اور بذل المجہود کے حوالہ سے فقہی احکام سے متعلق احادیث شریفہ کی تشریح پیش کی، مرحوم موصوف کے کارناموں میں سے ایک عظیم کارنامہ ترجمہ شیخ الہند تفسیر عثمانی کی جدید طرز پر اشاعت ہے۔ مرحوم نے تفسیر عثمانی کو جدید طرز اور تفسیر معارف القرآن کے انداز پر عم المکرم مولانا محمد ولی رازی (مصنف ہادی عالم ومترجم انگلش معارف القرآن) سے مرتب کرایا۔ بحمد للہ ان حضرات کی یہ عظیم خدمت بے حد مقبول ہوئی۔ بہرحال مرحوم موصوف کو خداوند قدوس نے علمی مشاغل نے دلچسپی کے ساتھ ساتھ ملی اور سماجی خدمات کی توفیق سے بھی نوازا تھا۔ اور صلۂ رحمی کا بھی خاص ذوق عطا فرمایا تھا۔ مرحوم نے اسی جذبہ سے دو مرتبہ دیوبند کا سفر بھی فرمایا اور قریبی اعزۂ سے ملاقات کے لئے آمد و رفت کی سخت دشواریوں کے باوجود، دیوبند کے نزدیک واقع تاریخی قصبہ راجوپور کا سفر بھی فرمایا جوکہ ایک یادگار سفر رہا۔

یادگار غزل

کلیم عثمانی مرحوم کی تاریخی غزل، مرحوم کے مجموعہ کلام "دیوارِ حرف" سے پیش کی جا رہی ہے
یہ غزل مرحوم نے میلۂ چودس میں پڑھی تھی اس غزل کے خط کشیدہ شعر میں مرحوم نے بہت
کچھ کہہ دیا ہے۔ (قاسمی)

جب پیار سے کچھ لوگ ہمیں ہنس کے ملے ہیں
کیا کیا تیری یادوں کے کنول دل میں کھلے ہیں

یہ پرسشِ غم اور یہ بدلے ہوئے تیور
کانٹوں سے بھی اے دوست کہیں زخم سلے ہیں

میرے لئے سب کچھ ہے تیرے پیار کی دولت
تجھ کو میری نادار محبت سے گِلے ہیں

خاموشیٔ اربابِ تمنا پہ نہ ہنسئے
کہنے کو بہت کچھ ہے مگر ہونٹ سلے ہیں

کہتے ہیں کہ اس بار بھی آئی ہیں بہاریں
سنتے ہیں کہ اس بار بھی کچھ پھول کھلے ہیں

دِل اشکِ ندامت کی طرح ڈوب گیا ہے
شرمائے ہوئے آکے وہ جب ہم سے ملے ہیں

آیا ہے بہت یاد کلیم ان کا تبسم
جب زہر بھرے جام زمانے سے ملے ہیں

خیرالبشرؐ

شرمندہ ہیں افلاک بھی طیبہ کی زمیں سے
خورشید نکلتا ہے ہر اک صبح یہیں سے

مدت سے ہے ارمان کہ میں صحنِ حرم کو
پلکوں سے کروں صاف کبھی اپنی جبیں سے

کس نور سے تخلیق تھا وہ بندۂ خاکی
آئینے خجل ہو گئے اس روئے مبیں سے

بوذرؓ کا غنا فقرِ علیؓ جس سے ہو حاصل
نعمت کوئی بڑھ کر نہیں اس نانِ جویں سے

اُس خلقِ مجسم کا بیاں کیسے ہو ممکن
پیش آتا ہو دشمن سے بھی جو خندہ جبیں سے

اُس حسن کا پرتَو سحر و شام میں دیکھوں
وہ نور جھلکتا ہے ستاروں کی جبیں سے

وہ ماہِ حرا نورِ ھدیٰ مہرِ رسالت
سایہ کوئی گزرا نہ کبھی اس کے قریں سے

کچھ بھی تو نہیں یاد بجز گریۂ پیہم
کیا عرض کروں گنبدِ خضرا کے مکیں سے

اُن کے در سے دولتِ ایقان لے کر آئے ہیں
اپنے قالب میں نیا انسان لے کر آئے ہیں

چُوم آئے اپنی آنکھوں سے ہم اُن کا نقشِ پا
اُن کی گلیوں کے بڑے احسان لے کر آئے ہیں

بے سروساماں چلے تھے اُس گلی کی سمت ہم
ساتھ اپنے سینکڑوں سامان لے کر آئے ہیں

ہم سجا لائے ہیں اپنے سر پہ اُس کوچے کی خاک
عاقبت کی راہ کا سامان لے کر آئے ہیں

پھر ہری کر لائے ہیں ہم اپنے تن کی چوبِ خشک
قلب ویراں میں نئے ارمان لے کر آئے ہیں

کچھ نہ تھے ہم رتبہٗ حسانؓ لے کر آئے ہیں
زندگی کا اِک نیا عنوان لے کر آئے ہیں

جان و دل اُن پر تصدق ان پہ لاکھوں ہوں سلام
جو ہمارے واسطے قرآن لے کر آئے ہیں

خاکدانِ دہر میں تھے ہم بگولے کی طرح
اُس نظر سے اپنی ہم پہچان لے کر آئے ہیں

اب نہ بہکیں گی نگاہیں اب نہ بھٹکیں گے قدم
ہر عمل کے واسطے میزان لے کر آئے ہیں

کیا بتائیں کس طرح پہنچے ہیں ہم واپس یہاں
دل وہیں پہ چھوڑ آئے جان لیکر آئے ہیں

ہم وہیں کے ہیں وہیں گزرے گی باقی زندگی
پھر بُلائیں گے یہ اطمینان لے کر آئے ہیں

جہاں بھی اسمِ محمدؐ لکھا ہوا دیکھا
تجلیوں کا وہاں ایک سلسلہ دیکھا

کبھی خیال میں اُبھرا جو گنبدِ خضرا
نظر کے سامنے گلشن کھِلا ہوا دیکھا

جہاں میں آئے ہیں یوں تو بہت نبی لیکن
کوئی نہ اُن سا زمانے نے دوسرا دیکھا

لبوں پہ آیا ہے جب بھی وہ اسمِ پاک مرے
دہن میں کوثر و تسنیم کو گھلا دیکھا

نبیؑ اُمّی لقب پر فدا ہو جان مری
خدا کو آپؐ کے لہجے میں بولتا دیکھا

وہ سیلِ نور تھا روکے سے کس طرح رکتا
نہ اُس نے وقت کو دیکھا نہ راستہ دیکھا

ہم ایسے سوختہ ساماں گناہگاروں پر
کسی کا لطف و کرم اور بھی سوا دیکھا

لیا جو عرصۂ محشر میں ان کا نام کلیم
سروں پہ پھیلا ہوا سایۂ ردا دیکھا

نفس نفس میں ہے تیرا مسکن نظر نظر میں قیام تیرا
ہزار بدلے زمانہ لیکن دلوں کی دھڑکن ہے نام تیرا

ترے مراتب کی گرد کو بھی نہ کوئی پہنچا نہ کوئی پہنچے
خدائے برتر کے بعد دل میں ہے جاگزیں احترام تیرا

وہاں وہاں ہو رہا ہے اب تک ہواؤں کے دوش پر چراغاں
فضائے کون و مکاں میں پہنچا جہاں جہاں بھی پیام تیرا

ترے ہی دم سے تو آدمی کو ملی ہے معراجِ آدمیت
کرم کا دریا ہے ذات تیری لقب ہے خیرالانام تیرا

کلیم عثمانی

دیوبند کے قرآنی مؤثر عملیات کے ماہر
حافظ احمد کریم صاحب عرف حافظ پیارے

سرزمین دیوبند جس طریقہ سے مشائخ عظام صوفیاء کرام و اولیاء اللہ کا مرکز رہی ہے اسی طریقہ سے خداترس بندگانِ خدا اور روحانی معالجین کا بھی مرکز رہی انہی روحانی معالجین میں سے ایک اسمِ گرامی عالی جناب حافظ احمد کریم صاحب عرف حافظ پیارے صاحب کا بھی ہے۔

حافظ صاحب موصوف کا اصل اسم گرامی احمد کریم عثمانی ہے آپ کی ولادت مبارک ۱۹۰۱ء کو دیوبند میں ہوئی والد ماجد کا اسم گرامی مولانا عبدالکریم صاحب ہے جو کہ اپنے زمانے کے حاذق طبیب تھے حافظ صاحبؒ خاندانی اعتبار سے قاضی ابوالوفاءؒ کی نسبت سے ہیں حافظ صاحبؒ نے حفظ قرآن اور فارسی کی تعلیم دارالعلوم دیوبند سے حاصل فرمائی اور درسِ نظامی میں شرح وقایہ تک تعلیم مکمل فرمائی حافظ صاحب حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کے ہم سبق تھے اور آپؒ نے ایسے اولیاء کرام سے تعلیم حاصل فرمائی کہ جن کی نظیر آج کے دور میں ملنا ناممکن ہے۔ حافظ صاحبؒ کا شمار دیوبند کے اعلیٰ حفاظ کرام میں سے ہوتا تھا موصوف کی زندگی کا اہم پہلو یہ ہے کہ آپؒ نے شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کے دستِ مبارک پر بیعت فرمائی اور عرصہ دراز تک آپؒ حضرت علامہ عثمانیؒ کے خادم خاص رہے اور حضرت علامہ عثمانیؒ کے حکم پر ہی آپ نے محلہ گدی واڑہ میں قرآن کریم کی تعلیم کا مرکز قیام فرمایا اور جس میں اُس دور میں اعلیٰ تعلیم کا نظم تھا حافظ صاحبؒ کے مخصوص تلامذہ برصغیر ہندوپاک میں آج بھی موجود ہیں شیخ الحدیث حضرت مولانا سید انظر شاہ کشمیری صاحب دامت برکاتہم بھی آپ کے تلامذہ میں سے ہیں حافظ صاحبؒ نے علامہ عثمانیؒ کی خواہش کے باوجود ترکِ وطن نہیں فرمایا اور سرزمین دیوبند ہی میں قیام کو پسند فرمایا آپؒ کا خاندان دیوبند کا تاریخی خاندان ہے جو کہ بلاتفریق مذہب وملت ملک کے عوام کی خدمت انجام دیتا آرہا ہے آج بھی یہ گھرانہ انسانیت اور بھائی چارگی کے جذبے کے پیش نظر مخلوق خدا کی بے لوث خدمات انجام دے رہا ہے الحمدللہ اس گھرانہ سے آج بھی مذکورہ فیض اور کامیاب روحانی علاج کا سلسلہ رواں دواں ہے اور بزرگوں کی روایات کی طرح اس گھر سے آج بھی چشمہ فیض جاری ہے اور اس عظیم خدمت کو حافظ صاحبؒ کے پوتے جناب مولانا فہیم عثمانی صاحب فی سبیل اللہ انجام دے رہے ہیں حافظ صاحبؒ کے دو فرزند ہوئے جناب طاہر حسن عثمانی صاحب و جناب محمد طیب صاحب (والد ماجد جناب مولانا فہیم عثمانی) حافظ صاحبؒ کی دختر نیک اختر کا عقد مسنون مشہور مجاہد آزادی جناب مولانا راشد حسن صاحب عثمانی سے ہوا جن کے فرزند اشرف عثمانی ملک کے مشہور صحافی و ادیب ہیں۔

خاندانی حالات

والد ماجد حضرت مولانا سیّد حسن صاحبؒ کا آبائی وطن دیوبند ہے آپ کے والد ماجدؒ عارف باللہ حضرت مولانا نبیہ حسن صاحبؒ قدس اللہ سرہٗ العزیز دار العلوم دیوبند کے اکابرین میں سے ہیں جو کہ اپنے دور میں علم ہیئت کے امام تصور کئے جاتے تھے اور جو کہ حضرت مولانا یٰسین صاحبؒ دیوبندی نور اللہ مرقدہٗ کے داماد ہیں واضح رہے کہ حضرت مولانا محمد یٰسین صاحبؒ (والد ماجد مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ) دار العلوم کے تقریباً ہم عمر ہیں اور اُن کی تاریخ ولادت مبارکہ اور دار العلوم دیوبند کا سنگ بنیاد تقریباً ایک ہی زمانہ سے ہے

''حضرت مفتی اعظمؒ کے والد ماجد حضرت مولانا محمد یٰسین صاحبؒ''

حضرت مولانا محمد یٰسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کے دو صاحبزادے ہوئے۔ ایک مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ اور دوسرے جناب محمد رفیع صاحبؒ جن کا انتقال کم عمری ہی میں ہوگیا تھا۔ تین بیٹیاں تھیں مگر نرینہ اولاد میں حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہی اکلوتے رہ گئے تھے۔ جن کے متعلق دادا جان مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ میرا ایک ہی بیٹا چار کے برابر ہے۔

حضرت مولانا محمد یٰسین صاحب نور اللہ مرقدہٗ دار العلوم دیوبند کے ہم عصر تھے۔ ان کی ولادت ۱۲۸۲ھ میں ہوئی جوان کے تاریخی نام "افتخار" سے ظاہر ہے اور دار العلوم دیوبند کا قیام ۱۲۸۳ھ میں ہوا۔ اس طرح ان کو دار العلوم دیوبند کا قرن اوّل نصیب ہوا۔ فارسی ادب کی اعلیٰ تعلیم مولانا منفعت علی صاحب مدرس دار العلوم دیوبند سے حاصل کی جو مشہور شاعر غالب کے شاگرد تھے، عربی درس نظامی کی تعلیم دار العلوم دیوبند کے قرن اول کے اکابر علما سے حاصل کی جن میں حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتویؒ، مولانا سید احمد صاحب دہلویؒ، ملا محمود صاحب دیوبندیؒ اور شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہم خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ ان میں بھی حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ سے ان کو سب سے زیادہ مناسبت اور عقیدت و محبت تھی استفادہ بھی سب سے زیادہ ان ہی سے کیا۔" منقول از البلاغ مفتی اعظم نمبر

حضرت جد المکرم مولانا نبیہ حسن صاحبؒ حضرت مفتی صاحب گنگوہیؒ، حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ، حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند وغیرہ کے اساتذۂ حدیث میں سے ہیں جیسا کہ حضرت مولانا مفتی فاروق صاحب دامت برکاتہم نے حضرت مفتی محمود صاحبؒ کے واقعات میں حیات محمود ص ۱۲۹ ج ۱ میں تحریر فرمایا ہے۔

عارف باللہ حضرت مولانا نبیہ حسن صاحبؒ

مولانا نبیہ حسن صاحبؒ مولانا سید حسن صاحبؒ استاد دارالعلوم کے والد تھے اور مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے بہنوئی، حضرت مفتی صاحب قدس سرہٗ نے ان سے مشکوٰۃ شریف پڑھی اور علم ہیئت میں تصریح خارج میں پڑھی حضرت مفتی صاحب قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا۔

ایک دفعہ سبق میں اٹک گئے تب ہی اپنے استاد حضرت شیخ الہندؒ کی قبر پر گئے مراقبہ فرمایا آکر طلبہ کو بتایا استاد صاحب نے یہ بتایا۔

حضرت مفتی صاحبؒ نے یہ بھی ارشاد فرمایا۔

مولانا نبیہ حسن صاحبؒ پر جذب کا اثر تھا، ایک دفعہ مفید الطالبین پڑھا رہے ہیں ایک جملہ آیا، النحو فی الکلام کالملح فی الطعام، اس پر آنکھ بند کئے بار بار فرما رہے ہیں۔

اچھا یہ بتاؤ نمک سے کھانا لذیذ کیوں ہو جاتا ہے۔ اچھا یہ بتاؤ نمک سے کھانا لذیذ کیوں ہو جاتا ہے۔

ایک دفعہ پیاس لگی پانی طلب فرمایا پانی پی کر فرمایا۔

"پانی بڑا لذیذ ہے کہاں سے لائے؟"

عرض کیا مدرسہ میں احاطہ مولسری میں کنواں ہے اس سے۔

فرمایا اچھا مدرسہ میں کنواں ہے۔

عرض:۔ جی ہاں مدرسہ میں دو کنویں ہیں۔

فرمایا:۔ اچھا دو کنویں ہیں۔ حیات محمود صفحہ ۱۲۹ ج ۱

والد ماجد حضرت مولانا سید حسن صاحبؒ کے حالات کے سلسلہ میں حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے ماہنامہ البلاغ مفتی اعظم نمبر میں جو تحریر

"(۹) **مولانا سید حسن صاحب رحمہ اللہ**

مجاز صحبت حضرت حکیم الامت تھانویؒ وسابق استاذ دارالعلوم دیوبند۔

آپ مفتی صاحب کے ہوشیار تلمیذ اور بھانجے بھی ہیں۔ ۱۳۲۴ھ میں دیوبند میں پیدا ہوئے اول تا آخر دارالعلوم دیوبند کے ممتاز علماء وفضلاء سے تعلیم حاصل کرکے دستار فضیلت حاصل کی آپ کے والد محترم مولانا نبیہ حسن صاحب جن کا شمار دارالعلوم دیوبند کے ممتاز قدیم اساتذہ میں ہوتا تھا آپ کی کم عمری ہی میں وفات پا گئے اور گھر کی تمام ذمہ داریاں آپ کے ناتواں کندھوں پر آپڑیں لیکن ناموافق حالات میں بھی آپ نے اپنا تعلیمی سلسلہ جاری رکھا۔ فراغت کے بعد ۱۳۵۱ھ میں مادر علمی ہی میں بحیثیت مدرس تقرری آپ کا تقرر ہوا، تین سال بعد ۱۳۵۴ھ میں درجات عربی کے اسباق آپ کے سپرد کئے گئے، آپ تا حیات یہ خدمت انجام دیتے رہے، اس طرح اپنے والد محترم کی طرح دارالعلوم دیوبند میں تقریباً پچیس سال تک درس دینے کی سعادت آپ کو حاصل ہوئی، زمانہ طالب علمی ہی میں حضرت مفتی صاحبؒ کے ذریعہ حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ سے تعلق قائم ہوا۔ بعد میں یہ تعلق اس قدر قوی ہوا کہ حضرت کے مجاز صحبت بننے کا شرف حاصل ہوا، آپ نے ہر مجلس ہر نشست اور درس و وعظ میں اپنے شیخ کامل کے علمی وروحانی فیوض وبرکات کو طالبان حق تک پہنچانا اپنا مقصد حیات بنا رکھا تھا اسی تعلق کا نتیجہ تھا کہ حضرت تھانویؒ کو آپ پر بے حد شفقت فرماتے تھے اور آپ کو "بیٹا" کہہ کر پکارتے تھے، ۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۱ھ تقریباً ۵۷ سال کی عمر میں دار فانی سے کوچ فرما گئے، آپ کی تالیفات میں سے صرف "المصباح المنیر فی ایضاح نحو میر" ہی کا علم ہو سکا، یہ علم نحو کی مشہور کتاب نحو میر کی اردو شرح ہے۔ نہایت مفید ہونے کے ساتھ اہم نکات پر مشتمل ہے۔"

منقول از البلاغ مفتی اعظم نمبر

اسی طریقہ پر حضرت والد ماجدؒ کی ذات گرامی سے متعلق عالم اسلام کی معروف

شخصیت حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحبؒ نے جو تأثرات اپنی سوانح حیات تحدیث نعمت میں تحریر فرمائے ہیں اُن کی فوٹو کاپی حسب ذیل ہے۔

دارالعلوم دیوبند کے میرے خاص متعارف اساتذہ میں ایک صاحب مولانا سید حسن صاحب دیوبندی مرحوم تھے۔ بڑے صالح عالم دین تھے، حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ سے بیعت اور اصلاح و تربیت کا تعلق تھا۔ جلدی جلدی تھانہ بھون حاضر ہونے کا اُن کا معمول تھا۔ حضرتؒ کے وصال کے بعد ایک دن انھوں نے مجھ سے بیان کیا کہ میں ایک دفعہ حضرت کی مجلس میں تھانہ بھون حاضر تھا۔ حضرت نے تم سے متعلق کسی واقعہ کا کچھ ذکر کیا جس کا تعلق جمعیۃ العلماء اور کانگریس سے تھا اور تمھارے بارے میں فرمایا کہ — "میں اس وقت ان کے اخلاص سے معتقد ہو گیا" — مولانا سید حسن صاحب مرحوم نے یہ بات بیان کر کے مجھ سے دریافت کیا کہ وہ کیا واقعہ تھا؛ حضرت نے مجلس میں واقعہ تفصیل سے بیان نہیں فرمایا تھا، اور پوچھنے کی میری ہمت نہ ہوئی، اگر آپ کو یاد ہو تو بتلائیے! — مجھے مولانا سید حسن صاحب مرحوم کے اس بیان سے یہ معلوم کر کے کہ حضرت قدس سرہٗ نے مجھے اس درجہ کا مخلص گمان کیا، بے حد خوشی ہوئی۔ اللہ تعالےٰ حضرت کے اس حسن ظن کو میرے حق میں واقعہ بنادے — میں نے مولانا سید حسن صاحب کو یہ واقعہ پوری تفصیل سے سنایا، انھوں نے غالباً فرمائش کی کہ اس کو اسی تفصیل سے لکھ دو — ان کے علاوہ بھی بہت سے حضرات جن کے سامنے یہ واقعہ بیان کرنے کی کبھی نوبت آئی، انھوں نے بھی یہی فرمائش کی، خود میں بھی ضروری سمجھتا تھا کہ اس واقعہ کو لکھ کے محفوظ کر دیا جائے کیونکہ اس کے سارے اجزاء، اور اس سلسلہ کی ساری کڑیاں میرے سوا کسی بھی دوسرے کے علم میں نہیں تھیں اور نہیں ہیں — آج قریباً ۲۶ سال کے بعد اس کو حوالۂ قلم کرنے کی توفیق ملی ہے۔ تحدیث نعمت ص ۱۶۷

راقم الحروف کی ابتدائی تعلیم

کا آغاز خطیب منزل دیوبند سے ہوا یہ تاریخ ساز مکان دیوبند کی تاریخ کا ایک مرکزی ادارہ رہا ہے ہمارے شیوخ گھرانے میں سے شاید ہی کوئی گھر ایسا ہو، کہ جس کے کسی نہ کسی فرد نے بالواسطہ یا بلاواسطہ اس تاریخی تعلیم گاہ سے فیض نہ حاصل کیا ہو یہ تاریخی مکان راقم الحروف کے مکان کے متصل جامع مسجد کے مشرق میں واقع ہے۔ اس مکان میں حضرت مولانا مبین صاحب دیوبندیؒ نے راقم الحروف کو قاعدہ بغدادی کی بسم اللہ کرائی۔

حضرت مولانا مبین صاحبؒ دیوبندی

مولانا تحریک شیخ الہندؒ کے روح رواں اور حضرت شیخ الہندؒ کے معتمد خصوصی تھے اور تحریکِ ریشمی رومال میں حضرتؒ کا غیر معمولی کردار رہا ہے جس کا تذکرہ تفصیلاً حیات شیخ الہندؒ میں مذکور ہے مولانا مبین صاحبؒ کے دو صاحبزادے تھے، مولانا محمد متین صاحب خطیب اور مولانا محمد حسین صاحبؒ مولانا محمد متین صاحبؒ دیوبندی تقسیم ہند کے بعد ہجرت فرما کر کراچی تشریف لے گئے اور تا وفات حضرت جدّ المکرّم مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے عظیم الشان ادارہ مدرسہ دارالعلوم نانک واڑہ کراچی کے ناظم اعلیٰ رہے۔

مولانا محمد حسین صاحبؒ انبالہ، پنجاب میں مقیم رہے اور موصوفؒ کی انبالہ ہی میں وفات اور تدفین ہوئی یہی حضرات دراصل دیوبند کی تاریخی عیدگاہ کے متولی رہے۔

احقر کی فارسی کی ابتداء

راقم الحروف کی عمر مشکل سے تقریباً ۱۲ رسال کی ہوگی ۱۹۶۰ء میں شعبہ فارسی کے آخری سال میں داخلہ اور فراغت ہوئی اُس زمانہ میں فارسی کا نصاب ۵ رسال پر مشتمل

تھا آخری سال میں فارسی تصوف میں مثنوی شریف ،سکندر نامہ،انوار سہیلی، احسن القواعد،رقعات عالمگیری اورسرورالمحزون وغیرہ کتب شامل نصاب تھیں اور علمی ریاضی میں اقلیدس اور علم الحساب میں چکرورتی داخل نصاب تھیں احقر کے ہم درس جناب حضرت مولانا قاری محمد عثمان صاحب زیدمجدہم نائب مہتمم دارالعلوم دیوبندو حضرت مولانا ذوالفقار صاحب گوالیاری ناظم تعلیمات دارالعلوم ترکیسر نیز مولانا برہان الحق صاحب دیوبندی وغیرہ شریک درس تھے۔

شعبۂ فارسی کے ماہر اساتذۂ کرام

(۱) حضرت مولانا عزیز حسین صاحب گنگوہی خاندانِ گنگوہی کے خاص فرد اور ولی کامل تھے جو کہ علم الحساب میں ماہر تصور کئے جاتے تھے۔

(۲) حضرت مولانا رحم الٰہی صاحبؒ راجوپوری ایک درویش اور ولی کامل تھے حضرت موصوف احقر کے انوار سہیلی اور مالا بدمنہ وغیرہ کتب کے اُستاذ تھے۔

(۳) حضرت مولانا محمد ظہیر احمد صاحب جھنجھاویؒ فارسی تصوف کے ماہر استاذ تھے مثنوی شریف اور جغرافیہ نیز اقلیدس کا درس حضرت موصوف سے متعلق تھا۔

(۴) حضرت مولانا شمیم صاحب دیوبندیؒ، دیوبند کے حاذق طبیب حضرت مولانا حکیم صفت حسین صاحبؒ دیوبندی کے خلف الرشید تھے حضرت موصوف احقر کے ابتدائی عربی اور فارسی کی دیگر اعلیٰ کتب کے استاذ تھے۔

(۵) حضرت الحاج مولانا مشفع حسین صاحبؒ دیوبندی، ایک ذاکروشاغل بزرگ تھے آپ کا تقویٰ ایک مثالی تقویٰ تھا حضرت موصوفؒ عالی جناب عادل حسین صاحب صدیقی معتمد شعبہ محاسبی کے والد ماجد تھے جو کہ راقم الحروف کے سیرت النبی پر مشتمل حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی بلند پایہ تصنیف (سرورالمحزون) کے خاص اُستاذ تھے اُس زمانہ میں فارسی کے ساتھ ابتدائی ہندی اور انگریزی کی تعلیم بھی ساتھ جاری رہتی تھی نیز حضرت موصوفؒ سے احقر نے تاریخ فارسی کی اہم کتب رقعات عالمگیری کی

تعلیم حاصل کی اور فن فارسی کے قواعد پر مشتمل عظیم الشان تصنیف احسن القواعد کا درس بھی لیا۔

والد ماجدؒ کی وفات اور دورِ یتیمی کا آغاز

شعبۂ فارسی سے فراغت کے بعد درجۂ ابتدائی کی عربی کتب نورالایضاح، نفحۃ العرب، قدوری وغیرہ حضرت والد ماجدؒ نے احقر کو خود پڑھانا شروع کی ابھی مذکورہ کتب کا کچھ حصہ ہی زیرِ درس تھا کہ والد صاحبؒ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا اور یکم نومبر ۱۹۶۱ء بروز بدھ بعد نماز مغرب والد ماجد کی وفات ہوگئی اُس وقت راقم الحروف کی عمر مشکل سے تقریباً ۱۲ سال کی ہوگی اور برادر خورد عزیزم مفتی محمد سلیمان ظفر قاسمی (جو کہ عرصہ تک مدرسۃ المؤمنین) منگلور میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے اور اب عرصہ سے لائبریری اسلامک اسٹڈیز ہمدرد یونیورسٹی ہمدرد نگرنئی دہلی میں تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں ہم دونوں بھائیوں نے والد صاحبؒ کی وفات کے بعد اُستاذ المکرّم جناب مولانا قاری محمد کامل صاحبؒ کے پاس حفظ قرآن کا آغاز کیا اور گھر میں چونکہ برادر مکرم حضرت مولانا شاہد حسن قاسمی صاحبؒ چونکہ سب سے بڑے تھے گھر کی تمام تر ذمہ داری برادر موصوف کے کندھوں پر آگئی تھی حضرت والد ماجدؒ کی وفات پر پورے ماحول اور دارالعلوم میں ایک رنج وغم کا ماحول غالب تھا اور خود حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ بھی والد ماجد کی وفات سے نہایت غمگین اور شکستہ دل تھے جس کا اظہار حضرت موصوف کے مندرجہ ذیل تاثرات سے ہوتا ہے۔

تأثرات حکیم الاسلام بر وفات والد ماجدؒ

حضرت المحترم زیدت مکارمکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ گرامی نامہ نے مسنون یاد آوری فرمایا
طمانیت ہوئی۔ مولوی سید حسن صاحب مرحوم کا حادثہ ایسا اچانک اور فجاءۃ سے ہوا کہ جیسے کوئی سامنے سے
دبوچ لے جاتا ہے اس لیے اس سے تأثر عام ہوا۔ پورا دارالعلوم اور پورا شہر متأثر تھا اور کئی دن تک سب غمزدہ
محسوس ہوتے تھے، مرحوم تیز طبع، متقی، عالم اور ہمہ وقت علم ہی میں منہمک رہتے تھے، طلبہ ان کے گرویدہ تھے
ان کے انتقال کی اچانک خبر پر طلبہ ان کے گھر کی طرف اس طرح بے تحاشا دوڑ رہے تھے جیسے بچہ ماں کی طرف
دوڑتا ہے، دارالعلوم ایک اچھے قابل مدرس سے اور شہر ایک پاکیزہ خصلت شہری سے محروم ہو گیا۔ خاندان والوں
پر تو جو اثر ہوگا وہ ظاہر ہے، میں شبیر صاحب کے پاس گیا، گھر میں بلایا، روتی رہیں، میں تسلی دیتا رہا، مگر جوان صالح
بیٹے کی موت اور وہ بھی بغتۃً کوئی سہل مصیبت نہ تھی، تاہم وہ صابرہ ہیں اللہ تعالیٰ ان کے مراتب بلند فرمائے۔ میں
جب مرحوم کے حادثہ کی خبر سنتے ہی ان کے گھر پہنچا، ان کی چارپائی کے قریب ان کی والدہ رضائی اوڑھے ششدر و
حیران گھونگٹ نکالے بیٹھی ہوئیں بالکل اس طرح نظر آئیں جیسے مولانا حبیب حسن صاحب مرحوم کے انتقال کے وقت
میں نے انھیں اس طرح دیکھا تھا۔ دل پاش پاش ہو گیا کہ ان کا ضعیف دل اور یہ عظیم کوہ گراں کس طرح تحمل
کریں گی مگر بہرحال اولادِ آدم ہرچہ آید بگذرد۔ اللہ تعالیٰ ان کے دوسرے بیٹوں اور اولاد کو زندہ سلامت رکھے
اور ان کے قلب کی تسلی کا سہارا بنائے۔

مرحوم کی وفات سے اگلے ہی دن احقر نے بچوں کے وظیفے کی رقم اتنی جاری کر دی جتنی کہ ایک محرر کی
تنخواہ ہوتی ہے تاکہ کسی نہ کسی حد تک سہارا لگ جائے اور یہ بچے پڑھ لیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و مددگار ہے۔

میاں سالم سلمہ سے آپ کی خیریت معلوم ہو کر خوشی و مسرت ہوئی، اس دورِ فتن میں آپ جیسی امانتِ الٰہی
کی حامل یادگاریں بسا غنیمت ہیں اللہ تعالیٰ آپ کے انفاس سے مخلوقِ خدا کو مستفید فرمائیں، دعا کی درخواست
ہے۔ گھر میں سب کو سلام مسنون، بچوں کو دعا۔ والسلام

ہم لوگوں نے یہ وظائف اسی وقت بند کرا دئے۔
ن قاسمی

محمد طیب از دیوبند ۸ [illegible] ۹۱ھ

○

دورۂ حدیث وتفسیر سے فراغت وعلیگڑھ سے بی۔اے کے بعد وزراتِ تعلیم میں ریسرچ

۱۳۸۶ھ میں ہوئی اور بخاری شریف حضرت شیخ فخر الدین صاحب امروہیؒ (جو کہ تین گھنٹہ صبح اور تین گھنٹہ بعد نماز عشاء) بخاری شریف کے درس میں مشغول رہتے اور عربی، اردو میں رواں دواں سلیس زبان میں تقریر فرماتے تھے سے پڑھی مسلم شریف حضرت مولانا بشیر احمد خاں صاحب (برادرِ اکبر حضرت شیخ اول حضرت مولانا نصیر احمد خاں صاحب دامت برکاتہم) سے پڑھی ترمذی شریف ج ا حضرت فخر المتکلمین حضرت علامہ ابراہیم صاحب بلیاویؒ سے پڑھی اور ج ثانی حضرت مولانا فخر الحسن صاحبؒ مرادآبادیؒ سے پڑھی ان کے علاوہ سنن نسائی شریف حضرت مولانا عبدالاحد صاحب دیوبندیؒ والد ماجد مولانا بلال صاحب دیوبندی سے پڑھنے کا موقع ملا اور سنن ابن ماجہ شریف حضرت مولانا معراج الحق صاحب دیوبندیؒ اور موطا امام مالکؒ حضرت شیخ حضرت مولانا شریف الحسن صاحبؒ سے پڑھنے کا اتفاق ہوا اسی طرح ۱۳۸۷ھ میں دورۂ تفسیر پڑھنے کا اتفاق ہوا اس نصاب میں تفسیر ابن کثیر تفسیر بیضاوی وغیرہ فن تفسیر کی اہم کتب شامل نصاب تھی اس کے علاوہ نصاب افتاء کی تکمیل حضرت شیخ حضرت مولانا مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہیؒ، حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحبؒ، حضرت مولانا مفتی احمد علی سعید صاحبؒ، سے نصاب افتاء کی تکمیل کی اور انہی اکابر مفتیان کرام سے مشقِ فتویٰ نویسی کا موقع ملا انہی حضرات نے فنِ افتاء کی سند خصوصی سے نوازا۔

اسی دوران پرائیوٹ طریقہ سے تیاری کے بعد ۱۹۷۶ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے ہائی اسکول سے لیکر بی۔اے انگلش کے امتحان میں متوسط نمبرات سے کامیابی کا موقع ملا اور ۱۹۷۹ء میں وزارتِ تعلیم حکومتِ ہند کی ایک اسکیم کے تحت ''فتاویٰ شامی کی قانونی حیثیت کے نام سے فتاویٰ شامی پر ریسرچ کا موقعہ ملا جس پر مرکزی حکومت نے ریسرچ کا ڈپلومہ عطاء کرنے کے ساتھ تین سال کا معقول اسکالرشپ بھی عطاء کیا۔

دار الافتاء میں تقرری

۳ ذی قعدہ ۱۳۸۸ھ میں راقم الحروف کی دارالافتاء میں بحیثیت ناقلِ فتاوی تقرری ہوئی تقرری کے سلسلہ میں حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ جو حکم تحریر فرمایا اُس کی فوٹو کاپی درج ذیل ہے۔

۲۶۵

برائے دفتر محاسبی و دارالافتاء

قاری عبداللہ سلیم صاحب کے دارالافتاء سے تعلیمات میں منتقل ہوجانے کے سبب سے دارالافتاء میں محرری اور نقل فتاوی کی جو جگہ خالی ہوئی ہے اوسے سامنے رکھکر جملہ امیدواران سامنے لایا گیا، اس جگہ کے لئے کوئی درخواست ایسی نہیں ہے جس پر تمام متعلقان دارالافتاء کی ملکر سفارشات ہوں اس صورت میں وہاں کی سفارش وجہ ترجیح نہیں ہو سکتی، درخواستوں کو دیکھکر مولوی خورشید صاحب ابن مولانا سید حسن صاحب مرجح معلوم ہوتے ہیں اول تو انکی سندیں اور تصدیقات وشہادت تقریباً ہر سند اول علم وفن کے بارہ میں ہے دوسرے اکثر اکابر شوریٰ اور بزرگوں نے بھی انکے حق میں رائے ظاہر فرمائی اس لئے انہیں قاری عبداللہ سلیم کے گریڈ کیساتھ مقرر کیا جاتا ہے۔

بعد عملدرآمد دفتر میں رپورٹ بھیجدی جائے

مہتمم دارالعلوم دیوبند

۳ ذی قعدہ ۱۳۸۸

بطور معاون فتویٰ نویسی کی اجازت

دارالافتاء دارالعلوم دیوبند میں فتاوی کی نقول کی خدمات کے زمانہ میں ہی اتفاق سے ۱۳۹۷ھ میں باضابطہ معاون افتاء کی ضرورت پیش آ گئی اتفاق سے اُس زمانہ میں حضرت اقدس حضرت مولانا مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہیؒ کی آنکھ آپریشن ہوا تھا اور حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے تھے چنانچہ دارالافتاء کے ذمہ دار اعلیٰ کی حیثیت سے حضرت مولانا مفتی احمد علی سعید صاحبؒ نگینوی نے حضرت سابق مہتمم صاحبؒ کی خدمت میں دو معاون افتاء کے لئے درج ذیل رپورٹ دفتر اہتمام میں پیش کی جس پر حضرت مہتمم صاحبؒ نے مندرجہ ذیل حکم تحریر فرمایا۔

نقل حکم اہتمام ۶۹۵ مؤرخہ ۲۶ رشوال ۱۳۹۷ھ

برائے دارالافتاء ومحاسبی

دارالافتاء کی رپورٹ موصول ہوئی کہ جناب مولانا مفتی نظام الدین صاحب طویل رخصت پر ہیں اس کے علاوہ مولانا مفتی محمود صاحب بھی رخصت پر ہیں، اس لئے مفتی نظام الدین کی واپسی تک دو ایسے معاون کی ضرورت ہے جو کہ دارالافتاء کے ذوق کے مطابق فتویٰ نویسی کا کام انجام دے سکیں۔

"ضرورت واقعی ہے جو کہ ظاہر کی گئی ہے مناسب ہوگا کہ مولوی خورشید حسن صاحب سے تا واپسی ہر دو حضرات مفتیان کرام کام لیا جائے اور مولانا ظفیر الدین صاحب سے با اوقات مدرسہ کم سے کم دو گھنٹے لے لئے جائے جن میں فتاویٰ کا کام نمٹا سکیں البتہ نامزدان دونوں حضرات کے فتاویٰ پر سب حضرات کے دستخط ضروری ہونگے اور دفتری ذمہ داری مفتی احمد علی سعید صاحبؒ پر ہوگی۔

محمد طیب

مہتمم دارالعلوم دیوبند

۲۶/۱۰/۱۳۹۷ھ

بہر حال راقم الحروف نے ۱۳۹۷ھ اور ۱۳۹۸ھ نیز ۱۳۹۹ھ میں تقریباً تین سال تک باقاعدہ دارالافتاء دارالعلوم دیوبند میں فتویٰ نویسی کی خدمات انجام دیں اور میرے تحریر کردہ فتاویٰ سابق دور میں ادارہ اہتمام کی طرف سے مقررہ کردہ محرر مولوی امام الدین صاحب پورنوی نقل اور درج کرتے رہیں اس کے علاوہ دوسرے بعض محرر نے بھی میرے فتاویٰ تین ضخیم رجسٹروں میں نقل اور درج کئے ان رجسٹروں کے فائل کا نام دارالافتاء کی مقررہ کردہ اصطلاح رجسٹر خ کے نام سے دارالافتاء دارالعلوم دیوبند کے نام سے ریکارڈ روم میں محفوظ ہیں۔

احقر کو حضرت سابق مہتمم صاحبؒ نے ایک دوسرے حکم نمبر ۱۳۹۸ھ کے درج ذیل حکم کے مطابق بھی فتویٰ نویسی کی اجازت عطاء فرمائی جس کی فوٹو کاپی حسب ذیل ہے۔

برائے مخاطبین دارالافتاء

دارالافتاء کی تحریر نمبر ۱۴۴ مورخہ ۱۸-۳-۹۸

موصول ہوئی کہ حضرت مولانا مفتی محمود الحسن صاحب سفر پر تشریف لے گئے ہیں، موصوف کی واپسی تک آپ نے پیش کش کی ہے طلباء وڈاکیومنٹ کا مسئلہ ہے کہ آرام فرمائیں گے

"مناسب ہے اس زمانہ میں مولوی خورشید حسن صاحب سے افتاء کا کام لیا جائے۔ سابقہ تجویز ۲۶-۱-۹۷ میں جس ماہ کی توسیع منظور ہے۔"

(دستخط)

مہتمم دارالعلوم دیوبند
۲۶-۳-۱۳۹۸

دارالعلوم دیوبند میں شعبہ دارالقضاء کا قیام واختتام

۱۳۹۶ھ میں حضرت مولانا قاضی مجاہدالاسلام صاحب کی تحریک اور تجویز پر حضرت سابق مہتمم صاحبؒ نے دارالافتاء کی عمارت میں دارالقضاء کا قیام فرمایا اس کے ابتدائی دور میں راقم الحروف کو معتمد دفتر دارالقضاء مقرر فرمایا گیا اور حضرت مفتی احمد علی سعید صاحب نگینویؒ کو قاضی کے عہدے پر مقرر فرمایا گیا اور حضرت مولانا محمد سالم صاحب قاسمی دامت برکاتہم، حضرت مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب مدظلہ، حضرت مولانا شریف الحسن دیوبندیؒ، شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند نیز چند سال کے بعد عم المکرّم حضرت مولانا خورشید عالم صاحب، محدث وقف دارالعلوم دیوبند وسابق استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند کو رکن دارالقضاء مقرر فرمایا گیا یہ شعبہ حضرت سابق مہتمم صاحبؒ کی زیر سرپرستی خدمت قضاء انجام دیتا رہا اور اس شعبہ کا کام مقبول ہوتا چلا گیا جس کا اندازہ حضرت حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحبؒ کے درج ذیل تاریخی معائنہ دارالقضاء سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

رپورٹ معائنہ دارالقضاء دیوبند

از حضرت سابق مہتمم صاحبؒ

احقر نے آج مورخہ ۷ر محرم الحرام ۱۳۹۶ھ کو ''دفتر دارالقضاء'' کا معائنہ کیا جس میں اراکین دارالقضاء مولانا شریف الحسن صاحب، مولانا محمد سالم صاحب، مولانا نصیر احمد خاں صاحب، مولانا ظفیر الدین صاحب ہر دو مفتیان کرام ونائب مفتی مولانا احمد علی سعید صاحبؒ قاضی دارالقضاء نیز دوسرے بعض حضرات بھی شریک رہے۔

تقریباً ۳۸ ر رجسٹر اور متعلقہ فائلیں جس میں دارالقضاء سے متعلق تمام امور درج کئے جاتے ہیں جن کی ترتیب وتکمیل مولوی خورشید حسن صاحب کرتے ہیں ہر ایک رجسٹر اور فائلوں کا معائنہ کیا گیا کام نہایت سلیقہ اور ضبط ونظم کے ساتھ ہو رہا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرات کارکنان طبعی دلچسپی اور تندہی سے کام انجام دے رہے

ہیں اندازہ یہ ہے کہ اگر سرکاری محکمہ کے لوگ اس طریقہ نظم کو دیکھے ینگے تو اچھی ہی رائے قائم کرے گے اور ایسا ہوا بھی ہے بہرحال شعبہ کے ان کاموں کو دیکھ کر خوشی اور اطمینان ہوا اور یہ کہ ان حضرات کارکنان نے اس کام میں اپنے انتخاب کی لاج ہی نہیں رکھ لی بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر انتخاب کو برمحل ثابت کر دیا ہے۔ جزاہم اللہ خیرا۔

محمد طیبؒ۔ مہتمم دارالعلوم دیوبند ۷ر محرم ۱۳۹٦ھ

تربیتِ قضاء کی خدمات

۱۳۹۸ھ میں طلبہ افتاء کو اُمورِ قضاء کی تربیت کا بھی نظام تھا چنانچہ تربیتِ قضاء کی تدریس راقم الحروف سے متعلق کی گئی اور عرصہ تک یہ خدمت احقر دارالقضاء میں چھٹے گھنٹے میں انجام دیتا رہا اُس سال کے جید الاستعداد طلبہ مفتی محمود خان غازی ٹونکی اور مولوی سعید احمد افریقی وغیرہ طلبہ کی تمرین وتدریس قضاء احقر سے متعلق رہی۔

دارالقضاء کی منتقلی

۱۳۹٦ھ سے لیکر ۱۳۹۸ھ تک شعبۂ دارالقضاء دارالافتاء کے جنوبی کمرے میں جس میں کہ حضرت مولانا مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہیؒ کی نشست گاہ تھی اُسی کمرے میں جاری رہا لیکن مقدمات کی کثرت اور اُمور قضاء کی وسعت کے پیشِ نظر مذکور شعبہ مسجد چھتہ کے جنوبی کمرہ خلوت گاہ حضرت مولانا کے عابد حسین صاحب دیوبندی نور اللہ مرقدہٗ کے حجرۂ مبارکہ میں منتقل کر دیا گیا اسی کمرے آج کل تبلیغ جماعت کے حضرات کی قیام گاہ ہے۔

شعبۂ دارالقضاء یعنی شرعی عدالت کا طریقہ کار

مذکورہ شعبہ میں فریقِ ثانی کی عدم حاضری کی صورت میں فریق ثانی کے پاس کمیشن بیانات لینے کے لئے سفر کرتا اور اگر مدعا علیہ یا فریق ثانی غیر حاضری ہوتا یا کمیشن کے سامنے بیان دینے سے گریز کرتا تو اُس صورت میں فریق ثانی کے بیان لئے بغیر شرعی

فیصلہ کردیا جاتا چنانچہ اس سلسلہ میں بریلی جیل اور مالیر کوٹلہ پنجاب ملک کے مختلف شہروں اور مقامات کے سفر کا اتفاق ہوا اور شرعی عدالت کے فیصلہ کی قانونی حیثیت کے لئے دونوں فریق سے اقرار نامہ تقرر ثالث کا مضمون سرکاری اسٹامپ پر تحریر کرالیا جاتا جس سے دارالقضاء کا فیصلہ قانونی بن جاتا اقرار نامہ تقرر ثالث کا مضمون احقر کی مرتب کردہ تصنیف ''اسلام کا شرعی عدالت یعنی الحیلۃ الناجزہ جدید'' میں شائع شدہ ہے۔ ط

دارالقضاء کا الاؤنس

ع ۶۳۱

مجلس شوری محرم سنہ ۱۳۹۲ نے دارالقضاء میں ذمہ دارانہ کام کرنیوالے (مولانا احمد علی سعید صاحب) کو یکم محرم سنہ ۱۳۶۷ سے پچاس روپیہ ماہوار الاؤنس اور انکے رفیق کی حیثیت سے کام کرنیوالے مولوی خورشید حسن صاحب کو مبلغ تیس روپیہ ماہوار الاؤنس دیا جانا منظور کیا ہے — یکم محرم سنہ ۱۳۹۷ سے یہ الاؤنس جاری کیا جائے — گذشتہ کاموں کا کوئی معاوضہ نہیں دیا جائیگا۔ [دستخط] مہتمم دارالعلوم دیو بند

۱۶ — ۱ — ۱۳۶۷

دارالقضاء کا اختتام

۱۴۰۰ھ کے اجلاس صد سالہ کے بعد پیش آنے والی صورت حال کی وجہ سے دارالعلوم بند رہا اُس دوران احقر پاکستان کے ذاتی سفر پر روانہ ہوگیا وہاں سے واپسی کے بعد معلوم ہوا کہ دارالعلوم کی انتظامیہ تبدیل ہوگئی ہے اور اس کے بیشتر حضرات دوسرے مدرسے میں منتقل ہوگئے ہیں چنانچہ جب احقر دارالعلوم حاضر ہوا تو احقر کو دفتر اہتمام دارالعلوم میں بلایا گیا اور مجھ سے فرمایا گیا کہ دارالقضاء کا چارج دے دیجئے اور دارالقضاء کی چابی دفتر میں جمع کردیں چنانچہ احقر نے حسب الحکم چابیاں اہتمام جمع کردی اس کے بعد یہ شعبہ بند کردیا گیا۔

رویئت ہلال کمیٹی کی رکنیت اور ہلال کمیٹی کا قیام

دارالقضاء کے خاتمہ میں سے کچھ قبل ۱۳۹۹ھ میں دارالعلوم رویئت ہلال کمیٹی قائم ہوئی جو کہ اُستاذ المکرم حضرت مفتی سعید صاحبؒ کی تحریک اور تجویز پر قائم ہوئی چنانچہ احقر کو بھی مذکورہ کمیٹی کا رکن منتخب کیا گیا بحمد للہ احقر تقریباً تیس سال سے اس کمیٹی کے رکن کی حیثیت سے خدمات انجام دیتا آرہا ہے۔

دیوبند کی مرکزی جامع مسجد میں درسِ قرآن کا آغاز و تکمیل درس قرآن

دیوبند کی جامع مسجد تاریخی مسجد ہے جس کے متولی و ذمہ دار حضرات حضرت سیّد حاجی عابد حسین دیوبندیؒ حضرت الحاج مولانا عبدالخالق دیوبندی صاحبؒ، حضرت مولانا عبدالشکور صاحب دیوبندیؒ مہاجر مدنی مدفون جنت البقیع مدینہ منورہ (جو کہ مولانا قاری محمد فوزان صاحب دیوبندیؒ کے جدامجد ہیں) وغیرہ حضرات رہے ہیں اس کے علاوہ حضرت مولانا عبدالاحد صاحب دیوبندیؒ، حضرت شیخ اوّل مولانا نصیر احمد خاں صاحب دامت برکاتہم، حضرت حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ وغیرہ نیز حضرت مولانا محمد سالم صاحب قاسمی جیسے اکابر جس کے خطیب رہتے چلے آئے ہیں اسی جامع مسجد میں اہلِ محلہ وعلاقہ کے ذمہ دار حضرات نے درسِ قرآن کی ضرورت کو محسوس کیا اور جس کے علاوہ راقم الحروف کو منتخب کیا گیا ۱۳۹۶ھ میں راقم الحروف نے اہل محلہ کی خواہش پر بعد نماز عشاء درس قرآن اور تفسیر قرآن کا سلسلہ شروع کیا اس مبارک پروگرام کا افتتاح مجمع عام کی موجودگی میں حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ نے فرمایا اس تمام پروگرام کو بعض اہل محلہ نے ٹیپ ریکارڈر میں بھی محفوظ کیا اتفاق سے ابھی درسِ قرآن مکمل نہ ہوا پایا تھا کہ جامع مسجد میں مدرسہ قائم ہوگیا جس کی وجہ سے احقر کو یہ سلسلہ جاری رکھنے میں کچھ ظاہری دشواری محسوس ہوئی کیونکہ احقر دارالعلوم کے

شعبہ دارالافتاء سے متعلق ہے اور جامع مسجد کے مدرسہ اُس وقت ماحول کے اعتبار سے قابل بحث چل رہا تھا چنانچہ احقر نے حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم مہتمم دارالعلوم دیوبند سے اپنی مشکل کا اظہار کیا اور عرض کیا کہ میرا یہ درس قرآن کا سلسلہ عرصہ دراز سے چلا آرہا ہے اور یہ ایک تبلیغی سلسلہ ہے جس میں زیادہ تر اہل محلہ ہی شریک رہتے ہیں۔ جس کا جامع مسجد کے مدرسے سے کوئی تعلق نہیں چنانچہ حضرت مہتمم صاحب دامت برکاتہم نے اپنی اعلیٰ ظرفی اور دینی جذبہ کے تحت زبانی اجازت فرمائی اور فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں چنانچہ بحمد للہ درسِ قرآن کا یہ سلسلہ جاری رہا اور ۱۴۰۲ھ میں درس قرآن مکمل ہوگیا۔

بعض ذاتی اور خانگی حوادث کا آغاز

زندگی کا قافلہ تیزی سے رواں دواں تھا ۱۹۹۷ھ سے پے در پے ایسے حوادث کا سلسلہ شروع ہوگیا کہ جس نے قلب ودماغ کو ماؤف کر کے رکھ دیا اور بہت سے تصنیفی کام درمیان میں رہے گئے۔

ستمبر ۱۹۹۷ء میں جواں سال بھانجے محمد شاداب مرحوم جو کہ مشہور سماجی کارکن اور ایک نیک دل نوجوان تھے دانت کے معمولی آپریشن میں ڈاکٹر کی لاپرواہی کے نتیجے میں حادثۂ وفات پیش آگیا ابھی مرحوم جواں سال بھانجہ کا زخم تازہ تھا کہ برادر مکرم حضرت مولانا شاہد حسن قاسمی صاحبؒ استاذ دارالعلوم دیوبند پر اچانک دماغی فالج کا حاملہ ہوا اور مولانا موصوف مختصر علالت کے بعد وفات پا گئے یہ دونوں حادثے ہندو پاک کے تمام عزیزوں اور متعلقین کے لئے اور خود احقر کے لئے جس قدر جان لیوا تھے کہ جس کو بیان کرنا ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے لیکن کسی نہ کسی حد تک ان دونوں حادثوں پر صبر کرنا پڑا ابھی پوری طرح ان حوادث پر صبر نا آسکا تھا کہ احقر کی رفیقہ حیات جو کہ عثمانی خاندان کی ایک نیک دل خداترس سلیقہ شعار خاتون تھیں کہ وہ پیٹ کے کینسر میں مبتلا ہوگئیں جس کا دور دور تک کوئی تصور نہ تھا چنانچہ میرٹھ کے ایک پرائیوٹ نرسنگ

ہوم میں آپریشن کے بعد پتہ چلا کہ وہ کینسر کے آخر اسٹیج پر پہنچ چکی ہیں بہر حال میرٹھ کے ڈاکٹروں نے آل انڈیا میڈیکل ہسپتال کے لئے کیس ریفر کردیا چنانچہ دہلی کے بین الاقوامی شہرت یافتہ مذکورہ ہسپتال میں مرحومہ کا علاج شروع کیا گیا۔

لیکن اعلیٰ سے اعلیٰ علاج اور بے پناہ اخراجات کے باوجود تقریباً مسلسل دو سال تک دہلی کی آمدورفت اور اس سلسلہ کی تمام تکالیف برداشت کئے جانے کے باوجود ڈاکٹروں کی تمام ظاہری تدبیریں فیل ہوگئی اور علاج ناکام رہا جس کے نتیجہ میں ۲؍جولائی ۱۹۹۸ء بروز جمعرات بوقت ۱۱؍بجے دن رب حقیقی سے جاملی۔

مذکورہ بالا تمام حوادث سے زیادہ سنگین حادثہ قبلہ والدہ ماجدہ جو کہ مفتی اعظم حضرت مولانا ''مفتی عزیز الرحمن عثمانی کی حقیقی نواسی اور شہر کی مشہور سماجی شخصیت عالی جناب پٹواری اسرار احمد مسعودی صاحب کی حقیقی ہمشیرہ تھیں''۔کی وفات کی صورت میں پیش آیا قبلہ والدہ صاحبہ ہڈی ٹوٹ جانے کی وجہ سے معذور ہوگئی تھیں جن کا برادر عزیز مفتی سلیمان ظفر قاسمی سلمہٗ کے خصوصی تعاون سے مجیدیہ ہسپتال نئی دہلی میں آپریشن بھی کرایا گیا لیکن اُن کی معذوری روز بروز بڑھتی چلی گئی جس کے نتیجے میں ۲۷؍مارچ ۲۰۰۴ء بروز سنیچر بوقت مغرب والدہ صاحبہ کی وفات کا حادثہ پیش آگیا یہ آخری حادثہ میرے لئے جس قدر ہمت شکن اور جاں گداز اور روح فرساں حادثہ تھا اُس کو میں ہی جانتا ہوں لیکن چاروناچاران تمام حوادث پر صبر کرنا پڑا اور قبلہ والدہ صاحبہ کی خصوصی دعاؤں کے طفیل خداوندقدوس نے میرے ساتھ پیش آنے والے ایک سے ایک بڑھ کر سنگین سے سنگین تر حادثہ کو برداشت کرنے کے سلسلے میں میرے لئے ایسے خاص محسنین مہیا فرمادئے کہ جن کی دعاؤں اور فیض توجہ سے میری تمام مشکلات آسان سے آسان ہوتی چلی گئیں۔

حوادث کے دور کے میرے خاص محسنین

قانون الٰہی ہے کہ خداوند قدوس بندے کو جس قدر شدید آزمائش میں مبتلا فرماتے

ہیں اُسی کے ساتھ ساتھ مشکل سے نکلنے کی ایسی راہیں بھی بنا دیتے ہیں کہ جس کا دور دور تک تصور نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ احقر کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا۔

اس لئے ناسپاسی ہوگی اگر اس جگہ میں تذکرہ نہ کروں اپنے اُن خاص محسنین کا کہ جن کی دعائیں اور توجہ میرے شامل حال رہی اوّلاً میں ممنون ہونگا عالیجناب سابق مرکزی وزیر صحت جناب اقبال سلیم شیروانی صاحب کا کہ جنہوں نے حکومتی سطح پر مرحومہ کے آل انڈیا میڈیکل نئی دہلی میں علاج کیئے جانے کے سلسلے میں خصوصی ہدایات فرمائی اس کے علاوہ میں احسان مند رہوں گا عالمِ اسلام اور ہمارے خاندان کی برگزیدہ شخصیت عم المکرّم حضرت مولانا خورشید عالم صاحب دامت برکاتہم محدث وقف دارالعلوم دیوبند کا کہ جو ہمہ وقت میرے ذاتی مسائل کی طرف ہمیشہ متوجہ رہے نیز میں ہمیشہ ممنون رہونگا علمی دنیا کی شہرۂ آفاق شخصیت عم المکرّم علامہ مفتی محمد تقی عثانی صاحب دامت برکاتہم کا کہ جو اپنی عالمگیر مشغولیات کے باوجود راقم الحروف کے ذاتی مسائل کی طرف پوری طرف متوجہ رہے اور جن کی فیض توجہ اور دعاؤں کے سبب مشکلات آسان سے آسان ہوتی چلی گئیں نیز مجھ پر ہمیشہ احسانِ عظیم رہے گا ملک کی مشہور شخصیت عالی جناب مولانا محمد حسیب صدیقی صاحب مینیجر مسلم فنڈ دیوبند کا کہ جنہوں نے میرے ذاتی مسائل کے سلسلے میں مجھ کو قیمتی مشوروں سے نوازا اور راقم الحروف کے ذاتی مسائل کے حل کے سلسلے میں ہمہ وقت متوجہ رہے جس کی وجہ سے زندگی کے نئے دور کا آغاز ہوا۔ اس کے علاوہ مجھ پر ہمیشہ احسان رہے گا برادر عزیز اشرف کریم عثمانی سلمہٗ رپورٹر راجیہ سبھا نئی دہلی کا کہ جنہوں نے اہلیہ مرحومہ کے علاج کے سلسلے میں دہلی میں رہائش وغیرہ کا نظم کیا جس کی وجہ سے غیر معمولی سہولیات و آسانیاں پیدا ہوں گئی خداوند قدوس ان جملہ حضرات کو جزائے خیر عطاء فرمائے۔ (آمین)۔

موجودہ زیرِ تربیت افراد

راقم الحروف کا موجودہ خاندان سات افراد پر مشتمل ہے سب سے بڑے فرزند مولوی حافظ آصف حسن قاسمی سلمہٗ دارالعلوم دیوبند سے فراغت نیز حفظ قرآن کی تکمیل کے بعد بحمد للہ اشاعتی اور ملّی امور میں راقم الحروف کے خاص معاون کے طور پر خدمات کی انجام دہی میں مشغول ہیں اور خدا کے شکر سے اپنے خاندان کے بزرگوں کی نادر ونایاب کتب کی اشاعت کی طرف متوجہ ہیں۔

دوسرے فرزند واصف حسن قاسمی دارالعلوم دیوبند سے شعبۂ فارسی سے فراغت کے بعد نیز جلالین شریف تک درس نظامی کی تعلیم وادیب، ادیب ماہر، ادیب کامل، فاضل دینیات کے بعد کمپیوٹر کی تعلیمی خدمات انجام دے رہے ہیں اور جو کہ دیوبند کے کمپیوٹر کے ماہرین میں سے ایک ہیں تا حال تقریباً ۶۰ کتب عربی، اردو، ہندی، انگریزی کی کتب کمپوزنگ کی خدمات انجام دے چکے ہیں اس کے علاوہ بین الاقوامی شہرت یافتہ شاعر عالی جناب ڈاکٹر **نواز دیوبندی** صاحب کے معتمد خصوصی کے طور پر خدمات انجام دے چکے ہیں تیسرے فرزند ذاکر حسن سلمہٗ انگلش میڈیم اسکول کے ہونہار کے طالب علم ہونے کے علاوہ بحمد للہ قرآن کریم کے دسویں پارے کی تعلیم میں مشغول ہیں۔

موجودہ زیر تربیت افراد

راقم الحروف کا موجودہ خاندان سات افراد پر مشتمل ہے سب سے بڑے فرزند مولوی حافظ آصف حسن قاسمی سلمہٗ دارالعلوم دیوبند سے فراغت نیز حفظ قرآن کی تکمیل کے بعد بحمد للہ اشاعتی اور ملّی امور میں راقم الحروف کے خاص معاون کے طور پر خدمات کی انجام دہی میں مشغول ہیں اور خدا کے شکر سے اپنے خاندان کے بزرگوں کی نادر ونایاب کتب کی اشاعت کی طرف متوجہ ہیں۔

دوسرے فرزند واصف حسن قاسمی دارالعلوم دیوبند سے شعبۂ فارسی سے فراغت کے بعد نیز جلالین شریف تک درس نظامی کی تعلیم وادیب، ادیب ماہر، ادیب کامل، فاضل دینیات کے بعد کمپیوٹر کی تعلیمی خدمات انجام دے رہے ہیں اور جو کہ دیوبند کے کمپیوٹر کے ماہرین میں سے ایک ہیں تا حال تقریباً ۶۰ رکتب عربی، اردو، ہندی، انگریزی کی کتب کمپوزنگ کی خدمات انجام دے چکے ہیں اس کے علاوہ بین الاقوامی شہرت یافتہ شاعر عالی جناب ڈاکٹر **نواز دیوبندی** صاحب کے معتمد خصوصی کے طور پر خدمات انجام دے چکے ہیں تیسرے فرزند ذاکر حسن سلمہٗ انگلش میڈیم اسکول کے ہونہار کے طالب علم ہونے کے علاوہ بحمد للہ قرآن کے کریم کے دسویں پارے کی تعلیم میں مشغول ہیں۔

تاریخی شخصیات دیوبند ایک نظر میں

☆حضرت شیخ الہندؒ ☆ حضرت شیخ مولانا یٰسین صاحبؒ
☆حضرت مولانا سیّد اصغر حسین میاں صاحبؒ ☆ مفتی اعظم حضرت مفتی عزیز الرحمٰن عثمانیؒ
☆علامہ کشمیریؒ، حضرت شیخ مدنیؒ ☆ حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ ☆ جدّ المکرم حضرت مولانا نبیہ حسنؒ
☆حضرت علامہ عثمانیؒ ☆ مفتی سیّد مہدی حسن صاحبؒ ☆ حضرت علامہ ابراہیم بلیاوی صاحبؒ
☆حضرت مولانا قاری محمد طیّب صاحبؒ ☆ حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی صاحبؒ
☆مولانا مفتی نظام الدین صاحبؒ ☆ حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی صاحبؒ
☆مولانا سیّد اختر حسین میاں صاحبؒ ☆ مولانا ظہور الحسن صاحبؒ
☆حضرت مولانا سیّد حسن صاحبؒ ☆ الحاج حضرت مولانا سیّد بلالؒ ☆ مفتی سیّد محمد میاں صاحبؒ
☆حضرت مولانا بشیر احمد خاںؒ ☆ مولانا معراج الحق صاحبؒ
☆نواسہ شیخ الہند مولانا محمد عثمانؒ ☆ مولانا شریف الحسن صاحبؒ
☆حضرت مولانا عبد الاحدؒ ☆ حضرت مولانا فخر الحسنؒ ☆ حضرت علامہ محمد حسین بہاری صاحبؒ
☆مولانا زبیر دیوبندیؒ ☆ مفتی محمد نقیؒ ☆ حضرت مولانا اشتیاق حسینؒ
☆مولانا وحید الزماں کیرانوی صاحبؒ ☆ مولانا عبد الشکور دیوبندی صاحبؒ
☆مولانا قاری جلیل الرحمٰن عثمانیؒ ☆ مولانا شاہد حسن قاسمی صاحبؒ
☆قاری محمد عتیقؒ ☆ مولانا متین خطیبؒ ☆ مولانا محمد کاشف صاحبؒ
☆مولانا رحم الٰہی ☆ مولانا محمد عقیل دیوبندیؒ ☆ مولانا راشد حسن صاحبؒ ☆ مولانا مطیع الحقؒ

دیوبند کے حکماء، شعراء دانشور

☆مولانا حکیم سیّد محفوظ علی صاحبؒ ☆ مولانا حکیم محمد عمر صاحبؒ
☆مولانا محمد منعم صاحبؒ ☆ مولانا حکیم عبد القدوسؒ
☆کلیم عثمانیؒ ☆ علامہ انور صابریؒ ☆ مولانا ازہر شاہ قیصرؒ
☆مولانا عامر عثمانیؒ ☆ مولانا سیّد محبوب رضویؒ ☆ جمیل مہدیؒ
☆سیّد محتشم و سیّد محترمؒ ☆ مولانا محمد ذکی کیفیؒ ☆ مولانا محمد رضی عثمانیؒ بن حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ
☆حافظ عبد الکریم عرف حافظ پیارےؒ متوسل حضرت علامہ عثمانیؒ

Rs .75.00